وَنُرِيدُ أَن نَّمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ
أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۝

بفضلہ تعالیٰ ذخیرۂ معارف قرآنیہ و خزینۂ اسرار نبوت ختمیہ

اعنی

خلافت الٰہیّہ

حصّہ دوم

تصنیف منیف سلالۂ دودمان مصطفوی جناب مولانا السیّد

محمد سبطین السرسوی زید فضلہ الجلی

حسب ارشاد منیجر البرہان

در مطبع رفاہ عام سٹیم پریس لاہور باہتمام عبد الحق مالک مطبع مطبوع گردید

قیمت [illegible] فی جلد- ... ۱۷۵۰ جلد-

فہرست مضامین خلافت الٰہیہ حصہ دوم

تمہید ۔ بعد حمد و ثنائے الٰہی و صلوات رسالت پناہی آنکہ برادران ایمانی کو معلوم ہے کہ سال گذشتہ بعض احباب
و بزرگان قوم کی فرمایش سے کتاب خلافت الٰہیہ لکھی گئی ۔ چونکہ وقت بہت تنگ تھا و فرصت نہایت کم اسلئے اکثر
مطالب ضروریہ جو اس میں آنے چاہئیں تھے رہ گئے اور بعض مجمل اور اسلئے آخر کتاب میں وعدہ کیا گیا کہ انکی تکمیل دوسرے
حصے سے کیجائیگی ۔ خدا کے فضل اور اولیاء اللہ کی عنایت سے وہ کتاب مقبول ہوئی اور تھوڑے ہی عرصہ میں تمام نسخے
نکل گئے اور فرمائشات برابر آرہی ہیں ۔ اسلئے بعض بزرگان قوم اور احباب خصوصاً ممبران ینگ مین جعفریہ ایسوسی ایشن
پنجاب لاہور نے مجبور کیا کہ دوسرا حصہ اسی سال لکھوں ۔ چونکہ وعدہ بھی تھا اور مطالب ضروریہ کا لکھا جانا بھی ضروری
اور ان احباب کی فرمائش بھی پوری کرنی لہذا اور تمام کام ترک کر کے خدا اور حجۃ اللہ کے بھروسہ پر یہ ارادہ کر لیا کہ مطالب
مجملہ کی تفصیل و تشریح کر کے حصہ اول کو دوبارہ مکمل صورت میں شایع کر دیا جائے ۔ اور باقی مقاصد و مطالب
جو اس میں نہیں آئے ہیں ان کو دوسرے حصے کی صورت میں مکمل کیا جائے اور اسی سال ہدیہ مومنین کیا جائے مگر وقت ہے
سال اس سے کم ہے اور میری فرصت کو قیاس کر لیجئے ۔ سال گذشتہ اوائل رمضان المبارک میں لکھنا شروع کر چکا تھا
اور کوئی دوسری کتاب لکھنی باقی تھی ۔ صرف البرہان کی ترتیب اور مواعظ کی تصحیح تھی ۔ اب ۱۸ شوال ہوگئی
ہے اور یکم محرم الحرام تک اس کا شائع ہونا ضروری ہے ادھر طبیعت الصراط السوی فی
احوال المہدی کی طرف لگی ہوئی ہے کہ وہ جلد اتمام کو پہنچے ایسی صورت میں تکمیل محض تائید
ایزدی اور انہیں نفوس مقدسہ کی توجہ پر موقوف ہے جنکی شان میں یہ لکھی جارہی ہے اگر وہ
چاہیں تو کچھ مشکل نہیں اور خدا قادر مطلق ہے ۔ والتوفیق منی والاتمام من اللہ و تیسیر العسیر
علیہ سہل یسیر فہو نعم المولیٰ و نعم النصیر ؎

مقدمہ

(الصّراط المستقیم)

عدل الٰہی قال اللہ تبارک وتعالیٰ۔ اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَاءِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَالْبَغْیِ یَعِظُکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۔ تحقیق کہ خدا امر کرتا ہے عدل۔ احسان اور ذوی القربیٰ کو دینے کا اور نہی فرماتا ہے امور فحش۔ مکروہ و نامناسب اور بغاوت و حد سے بڑھنے سے درانحالیکہ وہ تمہیں نصیحت کرتا ہے کہ شاید تم عبرت پکڑو۔ اس آیہ مبارکہ میں (جو جامع ہے جملہ ضروریات تمدن وتدین ومبدأ ومعاد کو۔ کیا بلحاظ اجتماع نوعی اور کیا باعتبار انفرادِ شخصی کیا بلحاظ عالم دنیا اور کیا باعتبار عالم آخرت) اول اول حکیم وعلیم ازلی واہدی اپنے تمام بندوں کو عدل کا امر فرماتا ہے اور یہ ضروری ہے کہ جس وقت وہ خود امر بالعدل فرماتا ہے تو خود اس کا امر بھی عدل پر مبنی ہو۔ یہ قطعاً ناممکن ہے کہ دوسروں کو عدل وعدالت کا حکم دے اور خود عدل نہ فرمائے۔ درانحالیکہ وہ خود دوسروں کو نصیحۃً فرماتا ہے " اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَکُمْ " جو لوگ دوسروں کو نصیحت کرتے ہیں اور خود اس پر عمل نہیں کرتے دوسروں کو نیکی کی ہدایت کرتے اور امر بالمعروف کرتے ہیں اور خود نیک نہیں بنتے ان کو بطور توبیخ وسرزنش فرماتا ہے۔ کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھولے ہوئے ہو۔ یعنی اپنے نفس کی اصلاح نہیں کرتے اور ان کو نیکی کی ہدایت نہیں کرتے یقینی وقطعی طور پر خدا آمر بالعدل ہے اور عامل بالعدل اور ضرور بالضرور اس کا ہر ایک امر مبنی بر عدل ہے۔ اور امر دو قسم کا ہے۔ ایک۔ امر تکوینی دوسرا امر تکلیفی۔ امر تکوینی سے ایجاد وابداع واختراع وخلق اشیاء مراد ہے یعنی کہ ان کو عدم سے وجود میں لانا کما قال عز وجل۔ " اِنَّمَا اَمْرُہٗ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ "۔ اور سوائے اس کے نہیں ہے کہ بس امر خدا یہی ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو کہتا ہے کہ ہو جا پس وہ ہو جاتی ہے۔ اور یہ اس کا کہنا اور حکم دینا ہمارے کہنے اور ہمارے حکم کی طرح نہیں ہے۔ بایں معنی کہ ہم ایک شخص کو کسی چیز کا حکم دیتے ہیں تو اول ہمارا ارادہ ہوتا ہے اور پھر اس ارادہ کی بنا پر نفس کو تحریک اور پھر زبان کو حرکت اور حرکت زبان سے ایک آواز خاص بکیفیت خاص نکلتی ہے اور وہ سنتا ہے اور اس کے بعد عمل کرتا ہے اس کو اختیار ہے خواہ وہ کرے خواہ نہ کرے، بلکہ سر اللہ فی العالمین اس راز کو ان الفاظ میں لکھتے ہیں۔ " لَا بِصَوْتٍ یُسْمَعُ وَلَا بِنِدَاءٍ یُقْرَعُ بَلْ کَلَامُہٗ سُبْحَانَہٗ اِنْشَاءُ ہٗ وَمِثَالُہٗ "۔ یعنی

امرِ خدا اور کلام خدا نہ تو کوئی آواز ہے جو سنائی دے اور نہ کوئی ندا ہے جو ہوا میں کھٹکا پیدا کرے بلکہ حق سبحانہ وتعالیٰ کا کلام عین ایجاد ہے اور ایک جگہ فرماتے ہیں۔ "بَلْ کَلَامُہٗ سُبْحَانَہٗ فِعْلُہٗ" یعنی اس کا کلام بس فعل ہی ہے۔ یعنی جہاں ارادہ باری تعالیٰ کسی شئے کی خلقت اور اس کے ایجاد کی متعلق ہوا وہ فوراً وجود میں آ گئی اس کے ارادہ اور اس شئے کے وجود میں آنے میں کوئی فاصلہ نہیں ہوتا بلکہ تعلق ارادہ اور وجود شئے ایک آن میں ہوتے ہیں۔ اگر وہ شئے عالم امری سے ہے تو بصورت تکمیل فوراً وجود میں آ جاتی ہے اور اگر عالم خلقی سے ہے تو فوراً وجود اولی میں آ کر نشو ونما شروع کر دیتی ہے۔ اور درجہ بدرجہ مقام کمال ذاتی پر پہنچ جاتی ہے۔ اور پھر کمال صفاتی پر "اَلَا لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ" خلق وامر دو نو اسی کے لئے ہیں۔ ہاں اس کی مثال ہمارے وجود میں بھی موجود ہے اور کیوں نہ ہو در انحالیکہ وہ اصدق الصادقین خود فرماتا ہے۔ "وَفِی الْاَرْضِ آیَاتٌ لِّلْمُوْقِنِیْنَ وَفِیْ اَنْفُسِکُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ" اہل ایمان وایقان کے لئے زمین میں ہماری بہت سی نشانیاں ہیں بس کیا تم نہیں دیکھتے اور بصیرت سے کام نہیں لیتے ہو۔ اس لئے ہم اپنے نفسوں میں غور کرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ وہ چیز جو ہمارے تمام جسم پر اور ہر ہر عضو اور قوت وطاقت پر حاوی ہے اور اس پر احاطہ تدبیر وتصرف رکھتی ہے اس کا حکم اور امر اسی طور سے اس کی ساری مملکت وسلطنت میں جاری وساری ہے حالانکہ نہ ہمیں اس کا محل ومقام معلوم ہے اور نہ اس کو دیکھتے ہیں لیکن اس کے آثار اور اس کے تصرفات کو نہایت جلی اور واضح صورت میں دیکھتے ہیں جس کا انکار ممکن ہی نہیں جس وقت وہ ارادہ کرتی ہے کہ دیکھے اس کے ارادہ کرتے ہی آنکھ دیکھنے لگ جاتی ہے اور اگر وہ ارادہ کرے کہ وہ چلے یہ ارادہ ہوتے ہی پیر چلنے لگتے ہیں اور اگر وہ چاہے کہ ہاتھ حرکت کرے۔ حرکت کرنے لگ جاتے ہیں۔ اگر وہ چاہے کہ سنے فوراً کان سننے لگ جاتے ہیں۔ اور اس کو ہر شخص مشاہدہ اور محسوس کرتا ہے کہ اس شئے یعنی روح عقلانی یا نفس ناطقہ انسانی کے ارادے اور ان اشیاء کے وجود میں آنے میں کوئی فاصلہ نہیں ہوتا ایک آن میں ہوتے ہیں اور ممکن ہی نہیں کہ وہ روح انسانی ارادہ دیکھنے کا کرے اور آنکھ نہ دیکھے یہ ارادہ چلنے کا کرے اور پاؤں نہ چلے۔ اسی طرح ارادہ باری تعالیٰ تمام عالم امکان میں عرش سے فرش تک جاری وساری ہے اور کوئی شئے اس کے ارادہ سے تخلف نہیں کر سکتی۔

اور امر تکلیفی کی مثال یہ ہے جیسے کہ صد مکلفین کو حکم دیتا ہے۔ "اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ" نماز قائم کرو۔ "اٰتُوا الزَّکٰوۃَ" زکوٰۃ ادا کرو۔ اس میں مکلف اور مامور اور محکوم کو اختیار ہے کہ وہ پورا

کرے یا نہ کرے۔ اور اسی وجہ سے بہت سے لوگ ہیں جو نماز نہیں پڑھتے زکوٰۃ نہیں دیتے وغیرہ ذالک
حالانکہ ان کو بنایا ہی اسی لئے ہے۔ "مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ"۔ اور اسی سے
جزا و سزا متعلق ہے۔ جو اس کے امر کو پورا کریگا جزا پائیگا جو نہ کرے گا سزا کا مستحق ہو گا۔ وقالَ اَمَرَ اَلَّا
تَعْبُدُوْا اِلَّا اِيَّاهُ"۔ اس نے امر کیا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔ مگر بہت سے لوگ اس
امر کی تعمیل نہیں کرتے۔ کیونکہ خدا نے ان کو اپنے فعلوں کا مختار بنایا ہے اور اسی اختیار و ارادے
پر ثواب و عذاب کو موقوف۔ رکھا ہے اگر ایسا نہ کرتا تو سب مجبور ہوتے اور کسی فعل یا ترک فعل پر مدح
و ذم اور سزا و جزا کے مستحق نہ ہوتے۔ اور ایک امر یعنی نقل و کار ہے۔ "کَمَا قَالَ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَاءِ
اِلَى الْاَرْضِ"۔ زمین سے آسمان تک جملہ کاموں کا انجام دینے والا اور ان کی تدبیر کرنیوالا خداوند
واجب الوجود قادر مطلق مختار ہی ہے۔ پس وہی صاحب امر تکوینی و تکلیفی اور تدبیری ہے۔ "وَلِلّٰهِ
الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ"۔ "وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ"۔ مرجع و مآب جمیع امور وہی ہے۔ "وَمَنْ يُدَبِّرُ
الْاَمْرَ" اور کون ہے جو تدبیر و تصرف عالم امکان پر قادر ہے؟۔

اور معلوم ہو چکا ہے کہ امر الٰہی ضرور مبنی بر عدل ہے تو ضرور امر تکوینی مبنی بر عدل ہے امر
تکلیفی مبنی بر عدل ہے امر تدبیری مبنی بر عدل ہے۔ "وَهُوَ الْعَدْلُ الَّذِيْ لَا يَجُوْرُ"۔ اور وہ ذات
پاک وہ عدل مطلق ہے کہ اس کے کسی امر میں حد عدل سے تجاوز نہیں ہوتا۔

عدل در امر تکوینی یہاں سے ثابت ہے کہ تکوین و ایجاد و خلقت تمام اشیاء عدل پر مبنی
ہے اور ظاہر و باہر ہے کہ مثلاً خداوند عالم نے اس عالم اجسام کو اجزاء فردیہ مادیہ سے خلق کیا
ہے اگر وہ ان اجزاء میں عدل قائم نہ کرتا ہرگز کوئی جسم گروی و غیر گروی صورت قبول نہ کرتا خاک
باد۔ آب۔ آتش تمام اجسام ہیں او مختلف اجزاء سے مرکب ہیں لیکن اس علیم و حکیم و قدیر ازلی نے
ان کی ترکیب میں وہ صورت عدلی قائم کی ہے کہ عام عقول یہ بھی ادراک نہیں کر سکتیں کہ یہ مرکب
ہیں یا بسیط۔ اور لاکھوں برس سے اسی صورت ترکیبی میں باقی و قائم ہیں۔ اور وہ اجسام جو
ان عناصر متضادہ متباینہ سے مرکب ہیں مثل نبات و حیوان و جسم انسان اگر ان میں خدا صورت
عدلی قائم نہ کرتا اور ان میں ایک ہیئت عدلیہ و اتحادیہ پیدا نہ کرتا تو ممکن نہ تھا کہ صورت پذیر
ہوتے یا باقی رہ سکتے۔ پانی۔ آگ کو سرد اور خاک پانی کو جذب کر دیتی ہوا پانی کو اڑا کر خشک
کر دیتی اور آگ سب کو خاکستر بنا دیتی جس کو غلبہ ہوتا وہ سب کو فنا کر دیتا ان کی ترکیب انکی
صورت انکی شکل اور ان کی بقا ان عدلِ الٰہی پر مبنی ہے اور اسی کی طرف اس آیہ مبارکہ میں

اشارہ کیا ہے "یَا اَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِيْمِ الَّذِيْ خَلَقَكَ فَسَوّٰىكَ فَعَدَلَكَ فِيْ اَيِّ صُوْرَةٍ مَّا شَاءَ رَكَّبَكَ" (پ ۳۰ سورہ انفطار) اے انسان تجھکو کس چیز نے مغرور کردیا ہے اور دھوکا دیا ہے اس اپنے پروردگار کی بابت جو کریم مطلق ہے (اور محض اپنے لطف و کرم وجود سے تجھے وجود دیا ہے) جس نے تجھے بنایا اور تیرے اعضاء و جوارح کو مناسب مقامات پر لگایا اور درست کیا اور تیری تعدیل کی تمام مواد و اخلاط و عناصر و اجزاء میں صورت و ہیئت عدلی پیدا کی اور پھر تجھکو جو صورت تشخصی مناسب جانی دی۔

یقیناً خلقت انسانی مبنی بر عدل الٰہی ہے۔ اور اگر یہ عدل نہوتا ممکن نہ تھا کہ انسان وجود میں آتا۔ اور اب بھی مشاہد و محسوس ہے اور حکماء و اطبا خوب جانتے ہیں کہ جہاں انسان کی یہ حالت عدلی خراب ہوئی اور اعتدال مزاجی بگڑا۔ کسی عنصر یا کسی خلط نے حد اعتدال و مقام عدل سے تجاوز کیا اور اس کو غلبہ ہوا موت واقع ہوجاتی ہے۔ اور نہیں ہے موت مگر یہی اخلاط۔ جن کو خدا نے قبل حیات خلق کیا ہے "خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ" اس نے موت اور حیات کو خلق کیا ہے۔ اس حالت کے وقت بحکم القابض مظہر قبض ملک الموت روح کو قبض کرلیتا ہے اور جسم فنا ہوجاتا ہے "فَتَاَمَّلْ فِيْهِ غَايَةَ التَّاَمُّلِ" اور یہی حال اجسام و مرکبات کا ہے اور اسی طرح سے مخلوقات ملکوتی و قدوسی کی تکوین و ایجاد عدل پر مبنی ہے۔ اور اسی طرح اُن کا قیام اور بقاء۔ اور اسی طور سے صورت اجتماعی او ہیئت مجموعی تمام عالم امکان کی عدل پر موقوف و مبنی۔ خداوند عالم نے اس فضاء بسیط و وسیع میں لاکھوں بلکہ کروڑوں کُرے پیدا کئے ہیں۔ آج تک ایک خاص نظام کی حالت میں قائم ہیں اور حرکت کررہے ہیں اور ان کے نظام میں فرق نہیں آیا اگر ان کے نظام میں واقعی فرق آئے تو یہ سب درہم و برہم ہوجائیں۔ ان کُروں میں سے ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ قائم کرنے اور اس سے ایک خاص ہیئت اور خاص فاصلے اور ترتیب پر منظم و منتظم رکھنے والی چیز اور مقامات و مدارات اور محوروں سے ہٹنے نہ دینے والی کون چیز ہے؟ کونسا علم جر ثقیل کا مسئلہ ہے جو ایک جسم میں ایک آن واحد میں دو متضاد کششیں کشش و دفع کشش جذب پیدا کرے۔ جیسا کہ ان کروں میں پائی جاتی ہے کہ ہر ایک کرہ دوسرے کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور پھر دفع بھی کرتا ہے اور اسی وجہ سے ہر ایک اپنے اپنے مقام پر قائم و باقی ہے ورنہ جو بڑا ہوتا اور جس کی کشش زیادہ ہوتی وہ دوسرے کو کھینچکر اپنے میں جذب کرلیتا چنانچہ آج کل کے حکماء و فلاسفر اجزاء فردیہ میں کشش اور حرکت کے قائل ہیں اور کہتے ہیں۔ ہر ایک جزو دوسرے کو اپنی طرف

کھینچتا ہے اور جذب کرتا ہے اور ہر ایک قوی مجبور ضعیف کو فنا کرتا جاتا ہے۔ اور اس طرح سے اجزاء آپس میں مل مل کر اور اکٹھے ہو ہو کر جسم بن جاتا ہے۔ ان سب کو آپس میں منضبط اور منظم و منتظم و مرتب رکھنے والا اور ان کے نظام حرکت و دور کو قائم رکھنے والا وہی عدل مطلق ہے۔ اور اسی کی بابت فرماتا ہے "اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا" الآیۃ۔ (بیشک اللہ آسمانوں اور زمینوں کو اپنی اپنی جگہ تھامے ہوئے ہے کہ وہ ہٹنے نہ پائیں) پانی پر زمین کا وجود اور فضاء میں آسمانی کروں کا وجود اسی عدل تکوینی پر مبنی ہے اگر یہ نہ ہو تو نہ زمین ٹھہر سکے اور نہ آسمان ولذا قال "اِنْ اَمْسَکَھُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِہٖ" اگر یہ اپنے مقام سے ہٹنا چاہیں اور دفعتاً اس صورت عدلی کو ان میں باقی نہ رکھے اور ان کی ہیئت اعتدالی زائل ہو جائے تو پھر بعد اس کے کون ہے؟ جو ان کو اپنی جگہ قائم رکھ سکے اور روک سکے۔ ہرگز کوئی ایسا نہیں ہے۔ اور اسی کے اس کی تفسیر میں تفسیر و تفصیل عالم امکان مظہر عدل نے فرمایا ہے "وَبِعَدْلِہٖ قَامَتِ السَّمٰوٰتُ" آسمان اس کے عدل ہی سے قائم ہیں۔ وقال تبارک و تعالیٰ "اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَھَا (رعد ع ۱) وہی تو اللہ ہے جس نے آسمانوں کو بغیر ایسے ستونوں کے بلند کیا ہے جن کو تم دیکھ سکو۔ وہ ستون ہرگز دیکھنے میں نہیں آ سکتے کیونکہ وہ اس ذات غیر مرئی کے عدل پر قائم ہیں جن کو کوئی آنکھ دیکھ نہیں سکتی "لَا تُدْرِکُہُ الْاَبْصَارُ وَھُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ وَھُوَ اللَّطِیْفُ الْخَبِیْرُ" اس ذات لطیف و خبیر کو کوئی آنکھ نہیں دیکھ سکتی نہ دنیا میں اور نہ آخرت میں اور وہ سب آنکھوں کو دیکھ لیتا ہے۔ اور وہ ستون و ارکان زمین و آسمان مظاہر عدل رحمٰن و ہیاکل توحید خدا اور بندگان ہیں صلی اللہ علیہم اجمعین کون شئے ہے جو فضائے بسیط اور ہوائے لطیف میں جس میں وزن نہیں ہے۔ وزن دار پرندوں کو روکے رہتی ہے "اَلَمْ یَرَوْا اِلَی الطَّیْرِ مُسَخَّرٰتٍ فِیْ جَوِّ السَّمَآءِ مَا یُمْسِکُھُنَّ اِلَّا اللّٰہُ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ۔" (نحل ع ۱۱) کیا انھوں نے پرندوں کو فضائے آسمان میں مسخر نہیں دیکھا؟ سوائے خدا کے کوئی ان کو فضا میں نہیں ٹھیرا سکتا اور بیشک اس میں مومن لوگوں کے واسطے خدا کی بہت سی نشانیاں ہیں۔ "وَمَا یُمْسِکُھُنَّ اِلَّا الرَّحْمٰنُ" وہ رحمٰن ہی ان کو روکے ہوئے ہے اور اسی کے عدل پر قائم ہیں قال سر اللہ فی العالمین "فَاَقَامَ مِنَ الْاَشْیَاءِ اَوَدَھَا وَنَھَجَ حُدُوْدَھَا وَلَاءَمَ بِقُدْرَتِہٖ بَیْنَ مُتَضَادِّھَا وَوَصَلَ اَسْبَابَ قَرَائِنِھَا" یعنی اس نے اشیاء کی کجی اور بے اعتدالی کو سیدھا اور درست کیا۔ اور ہر ایک کے لئے ان کی حدود معین کیں کہ ان سے تجاوز نہ کر سکیں اور اسی قدرت

کاملہ سے متضاد اشیاء میں ایک ہیئت ترکیب و تالیف پیدا کی اور اجزاء مرکبہ کے اسباب کو متصل کیا آگ کو پانی سے اور خاک کو ہوا سے ملایا۔ روح نورانی عقلانی کو بدن جسمانی مادی سے ملایا "فھو مُرَکِّبٌ بین متضادیاتھا مقارنٌ بین متباینا تھا مقربٌ بین متباعداتھا مفرقٌ بین متدانیاتھا" وہی متضاد اشیاء اور ضدین میں تالیف پیدا کرنے والا ہے اور متباین اور جدا جدا چیزوں کو ایک دوسرے سے ملانے والا ہے۔ اور دور کی چیزوں کو قریب کرنے والا ہے اور قریب والیوں کو متفرق و جدا جدا جیسا کہ ایک عنصر کے دو جزوں کو دو مختلف المزاج جسموں میں ترکیب دیتا ہے وعلیٰ ہذا القیاس۔ ترکیب واتحاد و البقاء و بقاء و قیام تمام اشیاء عدل پر مبنی ہے۔

عدل در امر تکلیفی عدل تکوینی کی طرح امر تکلیفی اور احکام اوامر عباد میں بھی عدل ہی ہے اور کوئی حکم اس کا حد عدل سے خارج نہیں ہے۔ خواہ عقلی ہو یا شرعی اور یہی وجہ ہے کہ احکام باعتبار تغیّر زمان و مکان و ادوار و اطوار و حالات مختلفہ انسان بدلتے رہتے ہیں کیونکہ اگر سردی کے احکام بعینہٖ گرمی کے احکام ہوں تو خلاف عدل ہو اور اگر ایک صحیح الجسم آدمی کے احکام اور مریض کے مساوی ہوں تو خلاف عدل ہو اگر مسافر اور حاضر دونو تمام احکام میں برابر ہوں تو عدل قائم نہ رہے۔ "فلذالک لم یکلف اللہ نفساً الا وسعھا" اس واسطے خدا نے کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دی ہے۔ جو صحیح اور قوی انسان کی تکلیف ہے وہ ضعیف و مریض کی نہیں ہے۔ جو مرد کی تکلیف اور اس کا فرض ہے وہ عورت کا نہیں ہے کیونکہ وہ ضعیف و کمزور و ناقص ہوتی ہے کما قال آیۃ اللہ فی العالمین فی حرب الصفین "ولا تھیجوا النساء باذی وان شتمن اعراضکم وسببن امراءکم فانھن ضعیفات القویٰ والانفس والعقول"۔ یعنی عورتوں کو لڑائی میں اذیت نہ پہنچاؤ اور ان پر حملہ نہ کرو اگرچہ وہ تمہاری بے عزتی کریں اور تمہارے امرا اور حکام کو گالیاں دیں۔ کیونکہ وہ (عورتیں) ضعیف القویٰ اور ضعیف النفس اور ضعیف العقل ہیں۔ "ولا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا"۔ ضعیف النفس اور قوی النفس کی طاقت و وسعت جداجدا ہے اس لئے احکام جدا۔ اگر ایک ہو تو عدل قائم نہ رہے۔ "وان اللہ یامر بالعدل" وہ ہر ایک حکم عدل کے ساتھ دیتا ہے اور عدل کا حکم دیتا ہے۔

جزاؤ سزا مخصوص ہی عدل پر مبنی ہے اور اسی واسطے جزا کو عین اعمال قرار دیا ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ "ومن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شراً یرہ"۔

جو بقدر ذرہ نیکی کریگا وہ اسی نیکی کو دیکھیگا اور جو ذرہ بھر بدی کرے گا وہ اسی بدی کو پائیگا۔ وَهَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ "نہیں جزا دی جائیگی تم کو مگر وہی جو تم کرتے رہے ہو" وقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم النَّاسُ مَجْزِيُّونَ بِأَعْمَالِهِمْ إِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَإِنْ شَرًّا فَشَرٌّ۔ "لوگوں کو ان کے اعمال کے مطابق ہی جزا ملیگی اگر وہ خیر ہیں وہ خیر جزا ہیں اور اگر شر ہیں تو جزا بھی شر" پس تمام اوامر و نواہی تکلیفیہ عباد اور جمیع امور سزا و جزا مبنی بر عدل ہیں اور تمام حقوق عباد و اصول تمدن و تدین قائم بر عدل۔

عدل تدبیری اسی طرح تدبیر و ترتیب جمیع امور و شغل کارہائے عالم عدل پر مبنی ہیں اور یہ تدبیر عدلی ہے جو تمام عالم امکان ایک سلسلہ انتظام میں وابستہ ہے۔ اور تمام عالم امکان پر ایک جیسا احاطہ تدبیر و تصرف حاصل ہے اور کسی امر تدبیری میں ایک چشم زدن کیواسطے ایک ذرہ بھر تبدل و تغیر و تجاوز نہیں ہوتا وہ قادر مطلق تمام اشیاء پر یکساں احاطہ رکھتا ہے" أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ "اور تمام اشیاء ایک سلسلہ عدل میں وابستہ ہیں" إِنِّي تَوَكَّلْتُ عَلَى اللَّهِ رَبِّي وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا إِنَّ رَبِّي عَلَىٰ صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ "اور کوئی متحرک و متنفس نہیں ہے مگر یہ کہ وہ قادر مطلق و عدل برحق ہر ایک کی پیشانی پکڑے ہوئے ہے۔ بیشک میرا پروردگار صراط مستقیم پر ہے۔ اسی سلسلہ عدلیہ کے موافق ہر ایک شئے بحرکت طبعیہ فطریہ اسکی طرف رجوع رکھتی ہے اور اسی اپنے مبدأ کیطرف جارہی ہے اور ممکن نہیں کہ اس سے تخلف کرسکے یا اس سے تخطی واقع ہو۔ فقال سبحانہ وتعالیٰ۔ يَا أَيُّهَا الْإِنْسَانُ إِنَّكَ كَادِحٌ إِلَىٰ رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلَاقِيهِ "اے انسان تو اپنے پروردگار کی طرف جانے میں نہایت کوشش کر رہا ہے اور بکد و جہد جا رہا ہے۔ اور تو ضرور اس تک پہنچ جانے والا ہے۔ یہ سلوک و رفتار طبعی و فطری ہے اور اس سلسلہ عدلی کے موافق ہر ایک شئے ایک حرکت باطنیہ اپنے مبدأ اور خالق و صانع کی طرف رکھتی ہے۔ اور ضرور ایک دن اسکی طرف رجوع کریگی۔" وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ "ہر ایک امر کا رجوع اس کی طرف ہے اور سب کی بازگشت اسی کی طرف ہے اور کسی کو اس سے تخلف و تخطی ممکن ہی نہیں۔ لیکن چونکہ وہ مخلوقات جو اپنے افعال غیر خلقیہ و غیر فطریہ میں فاعل مختار ہیں ان کے لئے سیر و سلوک و رفتار تکلیفی ہے اور حدود و فرائض ان کے لئے معین ہیں۔ پس اگر وہ اس سیر و سلوک میں اوامر و نواہی پر چل رہے ہیں تو بعزت و اکرام بارگاہ ایزدی میں پہنچیں گے" إِنَّ الْمُتَّقِينَ فِي جَنَّاتٍ وَنَهَرٍ فِي مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ "(قمر) بیشک متقین باغوں اور نہروں میں ہوں گے اور اپنے بادشاہ قادر مطلق

کے پاس قرارگاہ صدق میں پہنچیں گے۔ اور جو اس سیر و سلوک میں امر خدا پر قائم نہ رہے ہوں گے وہ بذلت و خواری وہاں پہنچیں گے۔ "وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ" اور تم مجرمین کو دیکھو گے کہ وہاں وہ سروں کو ندامت و خجالت سے جھکائے ہوئے ہوں گے۔ غرض اس مقام پر سب پہنچ جائینگے خواہ کافر ہوں یا مومن مشرک ہوں یا موحد۔ "وَمَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ"

صراط الرب پس ظاہر ہوا کہ صراط مستقیم الٰہی مبنی و موقوف بر عدل ہے۔ "وَاِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ" اور آیات بینات سے واضح ہوتا ہے کہ صراط دو ہیں ایک "صراط اللہ الی الخلق" جیسا کہ اس آیت اور دیگر آیات سے ظاہر ہے اور ایک "صراط الخلق الی اللہ" ہے کما قال "وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا (نساء ع ۲۴) اور وہ لوگ جو خدا پر ایمان لائے ہیں اور اس کو مضبوط پکڑا ہوا ہے پس وہ ضرور ان کو اپنی رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور ان کو اپنی طرف پہنچنے کی سیدھی راہ دکھلائے گا اور صراط مستقیم کی ہدایت کرے گا وقال وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (یونس ع ۳) خدا لوگوں کو سلامتی کے گھر کی طرف دعوت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کیطرف راہ نمائی کرتا ہے "وَاِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ (حج ع ۵) بیشک خدا ان لوگوں کو جو ایمان لائے ہیں صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے۔

صراط اللہ الی الخلق پس صراط اللہ الی الخلق تکوین و ایجاد و تدبیر و تصرف و خلق و رزق و موت و حیات میں حقیقت و ہیئت باطنیہ عدلیہ ہے جس پر یہ امور قائم اور نظام عالم مبنی ہے۔ بلا واسطہ یا بواسطہ مظاہر تدبیر و تصرف و اولیاء امور اور اسی واسطے دوسرے بندوں کو اس میں کچھ اختیار حاصل نہیں ہے اور تہیۂ اسباب و آلات و قویٰ و صحت و قدرت و فرصت افعال عباد بھی اسی سلسلہ نظام عالم سے متعلق ہے "كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ مِنْ عَطَآءِ رَبِّكَ وَمَا كَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا (بنی اسرائیل ع ۱) ان کو (نکوکاروں) اور ان کو (بدکاروں) ہر ایک کو ہم ہی مدد دیتے ہیں۔ اور یہ تیرے رب کی عطا ہے۔ اور تیرے رب کی عطا کسی کے لئے ممنوع نہیں ہے۔ اگر ممنوع ہو اور اسباب مہیا نہ کئے جائیں یا قویٰ اور صحیح اعضاء نہ دئے جائیں تو جبر لازم آئے۔ پس جو کچھ کہ متعلق خلق و تکوین و ایجاد ہے۔ "فَهُوَ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ" وہ سب خدا کے پاس سے ہے۔ "وَهَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ" کیا خدا کے سوا بھی کوئی خالق ہے؟ ہرگز نہیں۔ "هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى" وہ خالق و باری اور صورتوں کا عطا کرنے والا ہے اور اسی کے لئے

اسماءِ حسنٰی و مظاہرِ صفات کمالیہ جلالیہ وجمالیہ ہیں۔ اسی صراط کی کیفیت اور ماہیت کو سوائے خدا کے اور کوئی نہیں جان سکتا۔ الّا وہ جسکو اس میں سے کچھ خود بتلا دے۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ صراطِ الٰہی مبنی بر عدل ہے۔ "وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّي عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ"۔ اور کوئی اس میں اس کا شریک نہیں۔ الّا وہ وسائط جو خالق و مخلوق کے درمیان واسطۂ تعلق و واسطۂ فیض ہیں وہ بحکم خدا تدبیر و تصرف کرتے ہیں۔ "عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهٗ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِاَمْرِهٖ يَعْمَلُونَ" (انبیاء ع ۲) وہ خدا کے مکرم بندے ہیں کسی بات میں اس سے سبقت نہیں کرتے اور اس کے حکم ہی پر کاربند ہوتے ہیں۔ "وَلَا يَعْصُوْنَ مَا اُمِرُوْا"۔ اور جو کچھ حکم خدا ان کو ہوتا ہے اس میں اس کی نافرمانی نہیں کرتے۔

صراط الخلق الی اللہ یعنی وہ حقیقت باطنیہ جس کے ذریعہ سے مخلوق خالق تک عبد معبود تک مصنوع صانع تک مامور آمر تک حادث قدیم تک اور ممکن واجب تک پہنچ سکتا ہے۔ یہ بھی ضرور مبنی بر عدل الٰہی ہے۔ اور اسی کی طرف تمام بندوں کو بلاتا ہے اسی کی دعوت دیتا ہے اور اسی پر سیر و سلوک موجب نجات ہے۔ اور یہی باعثِ خلق وایجادِ انسان ہے۔ یہی وہ راہ ہے جو بندے کو خدا سے بعزت و اکرام ملاتی اور مقامِ قدس و مقعدِ صدق میں لے جاتی ہے اور چونکہ ثابت ہو چکا ہے کہ خلقتِ اشیاء مبنی بر عدلِ تکوینی ہے اور صراطِ الٰہی موقوف بر عدل اسلئے اس کی تلاش فطرت و خلقتِ انسان میں داخل ہے اور اسی وجہ سے تمام دنیا اس کی تلاش میں بھٹکتی پھرتی ہے۔ اور یہی وہ گوہرِ مقصود اور مایۂ حیاتِ ابدی ہے جس کے لئے ہم صبح و شام بلکہ پانچ وقت بلکہ رات و دن دعا کرتے اور کہتے ہیں "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ"۔ اے ہمارے خالق و صانع اور ہمارے مالک و مربی ہمیں اپنی اس صراطِ مستقیم پر پہنچا کہ جو تجھ سے ملجانے کا ذریعہ ہے۔ اور یہ بھی یقیناً مبنی بر عدل ہے۔ اور اسی واسطے علماءِ اخلاق نے عدالت ہی کو جو جامع ہے جمیع مکارمِ اخلاق علم و حکمت و عفت و شجاعت کو صراطِ مستقیم کہا ہے جس کو تلوار سے تیز اور بال سے باریک تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اس تعبیر میں اس پر چلنے اور طے کرنے اور اس پر مستقیم رہنے کی دشواری اور اس کی اہمیت کی طرف اشارہ ہے۔ اور جناب سرورِ کائناتؐ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ سورۂ ہود نے میری کمر توڑ دی ہے کیونکہ اس سورہ میں آپ کے لئے یہ حکم ہے "فَاسْتَقِمْ كَمَا اُمِرْتَ"۔ اے ہمارے حبیب تم اس صراط پر مستقیم اور ثابت قدم رہو جس پر بامرِ تکوینی خلق کئے گئے ہو اور بامرِ تکلیفی مامور ہو۔ اولیاء اللہ اس کی تلاش میں روتے ہیں اور اہلِ کشف و

و عرفاء اسی کی جستجو میں دن کا عیش اور رات کا چین کھوتے اور دنیا کو ترک کر دیتے ہیں اور نفس کشی اور ریاضت کرتے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ تمام معارفِ الٰہیہ اور اوامر و نواہی میں حد اعتدال و مقام عدل پر پہنچنا اور پھر اس پر قائم رہنا اور کسی طرف افراط و تفریط کی جانب حد اعتدال سے تجاوز نہ کرنا جو مقام عدل واجبی سے متصل ہے نہایت مشکل و دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ کیونکر ہو سکتا ہے کہ مخلوق خالق تک اور مصنوع صانع تک اور حادث قدیم تک اور ممکن واجب تک پہنچ سکے اور ان حقائق عدلیہ پر احاطہ پیدا کر سکے۔ اور یہی وجہ ہے کہ صراط مستقیم الٰہی کی تلاش اور جستجو میں بندگان خدا کے ہزاروں مختلف الخیالات مختلف الاعمال فرقے نظر آتے ہیں اور شوقِ فطری سے ہر ایک قائل ہے کہ میں سیدھے راستے اور صراط مستقیم پر ہوں۔ حالانکہ عقلاً و نقلاً صراط مستقیم ایک ہی ہو سکتی ہے دو نقطوں کے درمیان خط مستقیم ایک سے زیادہ ممکن نہیں۔ پس ممکن و عالم امکان اور واجب الوجود کے درمیان صراط مستقیم ایک ہی ہے اور اسی کی طرف خدا سب کو بلاتا اور دعوت دیتا ہے اور اسی سے بندہ اس تک پہنچ سکتا ہے۔ یعنی بعزت و احترام و ثواب و انعام اور اسکی تلاش و طلب اول فرض ہے اور تمام عالم اسکی طلب پر مخلوق و مفطور ہے۔ اور کوئی اہل مذہب و ملت جو خالق و صانع کے وجود کا قائل ہے اس سے انکار نہیں کر سکتا۔ اور اس تمہید کے بعد ہم اصل مقاصد کیطرف رجوع کرتے ہیں۔

باب اول

خلافت و نبوت

ضرورت خلیفۃ اللہ جب یہ ثابت ہو گیا ہے کہ صراط الخلق الی اللہ میں سیر و سلوک اور اسکی طلب و تلاش اور اس پر استقامت ضروری و لازمی اور فطرت انسان میں داخل ہے اور خدا اسی کی طرف لوگوں کو بلاتا اور دعوت دیتا ہے اور مقصد و مدعائے حیات انسان یہی ہے اور یہ مبنی بر عدل ہے اور خدا ہر ایک کو عدل کا حکم دیتا ہے اور وہ عدل مطلق ہے جو کسی امر میں

حد عدل سے تجاوز نہیں کرتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کی شناخت اور معرفت اور حصول ممکن حادث مادی ظلمانی کے لئے ناممکن اور اس پر سیر و سلوک اور پھر اس پر مستقیم رہنا دشوار ہے تو اس کی طرف دعوت دینی تکلیف مالا یطاق اور صریح عدل خداوندی کے خلاف ہے اور مقتضائے عدل الٰہی یہ ہے کہ جو کچھ احتیاج فطرۃً انسان یا دیگر بندوں میں پیدا کی ہے اس کو خود ہی پورا بھی کرے اور اس کے اسباب مہیا کرے۔ پس ضروری و لازمی ہے کہ اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان کچھ ایسے وجود اپنے عدل سے خلق کرے جو باعتبار وجود و خلق و خُلق مظہر عدل الٰہی ہوں اور دیگر بندوں سے بالا اور فوق ہوں اور معرفت و شناخت صراط مستقیم اور اس پر سیر و سلوک کا ذریعہ و واسطہ ہو سکیں اور قبل اس کے کہ مکلفین وجود میں آئیں وہ واسطہ معرفت و سیر و سلوک پہلے سے موجود ہو اور فطرت عالم میں ایسا ہی ہے چنانچہ قبل خلقت انسانی خداوند علیم و حکیم ازلی و ابدی اور عدل برحق نے اعلان کیا ہے "اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً"۔ تحقیق کہ میں اپنی زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اس اعلان میں اسی کی اشارہ تھا۔ کہ چونکہ صراط اللہ ہر ممکن کے لئے بلا واسطہ ممکن نہیں اور بلا واسطہ ان کا مجھ تک پہنچنا ان کے امکان سے باہر ہے۔ اعلان کیا کہ ہمارا خلیفہ و جانشین اس میں ہمارا قائمقام ہوگا اور اسکے وسیلے سے یہ منزل طے کرسکو گے اور اسکے ذریعہ سے ہم تک پہنچ سکو گے۔ **صراط اللہ تک پہنچنا خلیفۃ اللہ کے وجود پر موقوف ہے۔**

ہر نبی خلیفۃ اللہ ہے حصہ اول میں ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ خلافت وراثت صفات کا نام ہے اور خلیفۂ خدا وارثِ اوصاف خداوندی اور اسکے کمالات کا آئینہ ہوتا ہے اس لئے ضرور وہ مظہر عدل الٰہی ہوگا اور چونکہ مظہر الٰہی ہے اور صراط اللہ مبنی بر عدل ہے اور یہ صراط ظل صراط واجبی اسلئے وہ ضرور وسیلہ وصول صراط الٰہی ہوگا۔ اور جس کو یہ مقام عالی یعنی وراثت صفات خدا کی حاصل ہو وہی نبی اللہ بھی ہے کیونکہ نبوت مشتق ہے نَبْوَۃ سے اور اسکے معنی علو و بلندی کے ہیں اسلئے نبوت درجہ عالیہ ہے اور نبی نہیں ہے مگر صاحب درجات عالیہ اور کونسا درجہ خلافت و جانشینی خدا سے بڑھ کر اور بالاتر ہوسکتا ہے۔ اسلئے ثابت ہوا کہ ہر نبی کو خلیفۃ اللہ کہہ سکتے ہیں مگر نصوص آیات سے ثابت ہے کہ ہر خلیفہ خدا نبی اللہ نہیں کیونکہ نبوت ختم ہوگئی اور خلافت روز قیامت تک باقی اور بعد خاتم النبیین بھی خلفاء اللہ ہیں چنانچہ خداوند عالم نے وعدہ فرمایا ہے

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

یعنی خدا نے وعدہ کیا ہے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور تمام اعمالِ صالحہ کئے ہیں کہ ان کو خدا زمین میں خلیفہ بنائیگا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے خلیفہ بنائے تھے چنانچہ حصہ اول میں ان خلفاء اللہ کا ثبوت آچکا ہے اور اس میں بھی مذکور ہوگا اور نبوت بلفظ خاتم النبیین آنحضرت پر ختم ہوگئی اور آپ نے بھی فرمادیا کہ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ[1] میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا پس وجود خلیفہ ہمیشہ ضروری و لازمی ہے کیونکہ خلافتِ خدا اتصاف باوصاف الٰہی کا نام ہے اور دنیا میں ہمیشہ کچھ ایسے نفوس رہینگے اور ایک نہ ایک ضرور ایسا ہوگا جو وارث اوصاف خدائی اور مظہر کمالات اور آئینہ صفات و وسیلۂ وصول الی الصراط ہوگا بخلاف نبوت کے نبی ایک اسم خاص ہے ایک شخص خاص کے لئے ایک زمانہ محدود و معین تک۔ فَکُلُّ نَبِیٍّ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ وَلٰکِنْ کُلُّ خَلِیْفَۃِ اللّٰہِ لَیْسَ بِنَبِیِّ اللّٰہِ۔" ہر ایک نبی خلیفۃ اللہ ہے لیکن ہر ایک خلیفۂ خدا نبیؐ اللہ نہیں ہے اور وجود خلیفۃ اللہ ہر زمانے میں بضرورت فطری و باقتضائے عدل الٰہی ضروری ہے۔

خلافت کلی و صراط الٰہی

یہ ظاہر و باہر ہے کہ یہ خلافت آدمی بعد خلقت زمین و آسمان و ملائکہ و عقولِ قادسہ وغیرہم قبل خلقت بنی آدم قائم ہوئی ہے۔ اور اس سے پہلے بہت سی مخلوقات تھیں پس یہ وسیلہ مطلقہ صراط الٰہی نہیں ہوسکتی۔ اور یہ محقق ہے کہ حضرت آدم سے لیکر تا خاتم الانبیاء بنی اسرائیل یہ تمام خلفاء اللہ ایک اور آنے والے کی بشارت دیتے آئے ہیں جیسا کہ کتب تواریخ وحدیث و کلام مجید حمید سے ثابت ہے اور آئندہ ذکر بھی آئے گا۔ اور یہ بھی معلوم ہے کہ حضرت آدمؑ سے جب

---

[1] صادق آل محمدؐ نے کلبی سے دریافت کیا کہ قرآن میں پیغمبرؐ کے کتنے نام ہیں کہا دو یا تین۔ آپنے فرمایا اے کلبی قرآن میں حضرتؐ کے دس نام مذکور ہیں "محمد۔ احمد۔ عبد۔ طٰہٰ۔ یٰسٓ۔ نٓ۔ قلم۔ مدثر۔ مزمل۔ ذکر۔" اور پھر دسوں ناموں کے متعلق آیات تلاوت فرمائیں۔ **اوّل**۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔ **دوم** ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد **سوم** لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونوا علیہ لبدا۔ **چہارم** طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ۔ **پنجم**۔ یٰسٓ والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین۔ **ششم و ہفتم**۔ نٓ والقلم وما یسطرون۔ **ہشتم** یا ایہا المدثر۔ **نہم**۔ یا ایہا المزمل۔ **دہم**۔ فاتقوا اللہ یا اولی الالباب الذین آمنوا قد انزل اللہ الیکم ذکرا رسولا۔ تفصیل کتب تواریخ و سیر و مناقب میں دیکھنی چاہئے۔ اور یہ اسماء آنحضرتؐ شواہد النبوۃ۔ و معارج النبوۃ و دلائل النبوۃ وغیرہ کتب میں مذکور ہیں اور آنحضرتؐ نے خود تصریح فرمائی ہے کہ احمد میرا نام ہے اور اس بشارت عیسیٰؑ کا مصداق میں ہی ہوں پس جو شخص آنحضرتؐ کے اس نام کو غضب کرے اور کہے کہ احمد سے مراد قرآن مجید میں محمد مصطفےٰ نہیں ہیں تو وہ مفتری و کذاب منکر قرآن وحدیث و دشمن خدا و رسول ہے۔ وکلام العدا ضرب من الھذیان۔

ترک اولیٰ ہوا تو یہ خود محتاج وسیلۂ شفاعت تھے اور جب تک کہ انھوں نے کچھ کلمات و اسماء مقدسہ کے واسطہ سے طلب مغفرت نہ کی توبہ قبول نہ ہوئی۔ فَتَلَقّٰی آدَمُ مِنْ رَبِّهٖ كَلِمَاتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ (سورۂ بقرع ۴) پس معلوم ہوا کہ یہ وسیلہ مطلقہ و واسطہ کلیہ نہیں بلکہ واسطہ مطلقہ وکلیہ وہ ہے جس کے یہ بھی محتاج ہیں۔ اور قصۂ حضرت آدم و ابلیس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم و جمیع ملائکہ مقربین عقول قادسہ سے فوق اور بالا کچھ نفوس اس وقت موجود تھے چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ خبر دیتا ہے "يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِينَ۔ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِنْ نَارٍ وَخَلَقْتَهُ مِنْ طِينٍ۔ قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ۔" (ص ع ۵)

اے شیطان تجھکو کس چیز نے منع کیا کہ تو سجدہ کرے اس وجود کو جس کو میں نے اپنی قدرت کاملہ قوت قبض وبسط سے پیدا کیا ہے۔ کیا تم نے تکبر کیا ہے اور از روئے استکبار سجدہ نہیں کیا یا بڑے عالی درجوں والے نفوس عالیہ میں سے ہے۔؟ (جواب دیا) میں نے اس لئے سجدہ نہیں کیا کہ میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھکو آگ سے پیدا کیا ہے اور اس کو مٹی سے۔ حکم ہوا یہاں سے نکل جا کیونکہ تو مردود ہے یہ تو معلوم ہے کہ بلا استثنا تمام ملائکہ سجدہ آدم پر مامور تھے اور اسلئے یہ عالین وہ عالی مرتبہ ہیں جو ان تمام ملائکہ مقربین جبرئیل ومیکائیل سے بھی عالی مرتبہ ہوں اور یہی نفوس ایسے ہو سکتے ہیں جو وسیلۂ شفاعت آدم ہوں کیونکہ ملائکہ حضرت آدم سے کم رتبہ ہیں اور حضرت آدم ان پر حجت خدا اور نبی ہیں اور یہی وہ نفوس ہو سکتے ہیں جن کے آنے کی حضرت آدمؑ جیسے خلیفۂ خدا بھی لوگوں کو بشارت دیں۔ کیونکہ بشارت اعلیٰ ہی شئے کی ہوا کرتی ہے۔ اور اس سے ثابت ہوا کہ یہی نفوس عالیہ واسطۂ مطلقہ ہو سکتے ہیں۔ لکن واسطۂ مطلقہ یہ بھی اس وقت تک ثابت نہیں ہو سکتے جب تک کہ ان کا وجود تمام مخلوقات ومصنوعات سے اول تسلیم نہ کیا جائے کیونکہ اگر یہ اول مخلوق نہوں تو ضرور ان سے پہلے کچھ اور نفوس موجود ہوں گے اور جب ان سے پہلے اور وجود ہوئے تو ضرور پہلا مخلوق ومصنوع کوئی اور ہوگا اور جب پہلا مصنوع ومخلوق کوئی اور ہوا تو وہی سب سے اقوی واکمل وافضل ہوگا اور وہی واسطہ مطلقہ ہوگا کیونکہ اوّل اوّل واجب الوجود ومجرد وبسیط سے صادر ہوگا اس لئے اس کے اور اس ذات کے درمیان کوئی دوسرا واسطہ نہوگا۔ اور ملائکہ مقربین سے پہلے سوائے ان نفوس عالیۂ عالین اور کوئی مخلوق ثابت نہیں لہٰذا یہی نفوس عالیہ اوّل مخلوق ہیں۔ اور یہ ثابت ومسلم ہے کہ اول مصنوع کامل ترین مصنوعات ہو کیونکہ اگر کسی قسم کا نقص ہوگا تو صانع ناقص سمجھا جائیگا۔ پس اگر اول مخلوق مادہ ہو تو وہ محتاج صورت ہے اسلئے ناقص ہے اور اگر صورت

ہو تو وہ محتاج مادہ ہے اس لئے ناقص ہے۔ اگر جسم ہو تو محتاج اجزا ہے محتاج محل و مکان ہے
اس لئے وہ ناقص ہے اور اگر عرض ہو تو وہ محتاجِ موضوع و جوہر ہے اسلئے وہ بھی ناقص ہے کیونکہ
احتیاج نقص ہے اور غنا کمال اور اللہ تعالیٰ غنیٔ مطلق و کمال محض ہے پس اس کی اول صنوع
کمال محض ہونی چاہئے اور ایسی شئے جو کسی دوسری چیز کی محتاج نہ ہو وہ عقل نورانی ہے۔ کیونکہ عقل
کی تعریف ہے "جَوْھَرٌ مُجَرَّدٌ فی ذاتہ وافعالہ" یعنی وہ ایک جوہر ہے جو اپنی ذات اور وجود اور
افعال میں دوسری شئے کی محتاج نہیں۔ اور نور کی صفت یہ ہے "اَلظَّاھِرُ بِذَاتِہٖ وَالْمُظْھِرُ
لِغَیْرِہٖ" جو خود روشن ہو اور دوسرے کو روشن کرنیوالا اور وجود نہیں ہے مگر نور۔ اور خیر نہیں ہے
مگر نور اور شر نہیں ہے مگر ظلمت اور عدم نہیں ہے مگر تاریکی۔ پس اول مخلوق عقل نورانی ہے اور عقل
محض مجرد ہے۔ وقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ" پہلی وہ چیز جو خداوند
عالم نے خلق کی ہے میرا نور ہے۔ "وَقَالَ اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلُ" پہلی چیز جو خدا نے خلق کی
ہے وہ عقل ہے۔ وقالَ "اَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ رُوْحِیْ" پہلی چیز جو خدا نے بنائی ہے وہ میری روح
ہے "وَاَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمُ وَاَوَّلُ مَاخَلَقَ اللّٰہُ اللَّوْحَ" پہلی وہ چیز جو خدا نے خلق کی ہے
وہ قلم ہے۔ اور پہلی وہ چیز جو خدا نے بنائی ہے وہ لوح ہے۔ وَقَالَ المحققون منھم صاحب
الینابیع المراد منھا ھو الحقیقۃ المحمدیۃ التی کانت مشھورۃ بین الکاملین وھی روح نبینا
وحدیث کنت نبیاً و آدم بین الماء والطین کلھا دلائل علی سبق نورہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم۔ وعن الایاض بن ساریۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ قال انی عند
اللہ لخاتم النبیین، ان آدم لمنجدل فی طینتہ وسانبئکم بتاویل ذلک وانی دعوۃ ابراھیم
وبشری عیسی ورؤیا امی التی رأت حین وضعتنی وقد خرج منھا نور اضاءت منہ لھا
قصور الشام وکذلک امھات النبیین۔ رواہ فی شرح السنۃ ورواہ احمد ایضاً" یعنی
علماء محققین فرماتے ہیں کہ تمام احادیث سے جن میں اول مخلوق خدا کا ذکر با اختلاف
الفاظ ہے مراد حقیقت محمدیہ ہے جو کاملین میں مشہور و معروف تھی اور وہ فی
الحقیقت ہمارے نبی کی روح ہے۔ اور حدیث کنت نبیاً (میں نبی تھا اس وقت
جبکہ آدم ابھی مٹی اور پانی ہی میں تھے یعنی ابھی پتلا بھی نہ بنا تھا) کل اس بات کی دلیلیں ہیں کہ
آپ کا نور سب سے سابق و مقدم ہے۔ اور ایاض بن ساریہ نے آنحضرتؐ سے روایت کی ہے
کہ آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت سے عند اللہ خاتم النبیین ہوں جبکہ آدم پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔

اور عنقریب میں اسکی تاویل تمھیں بتاؤنگا۔ اور بیشک میں ہی ہوں دعائے ابراہیم اور بشارت عیسیٰ
"مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ" یعنی حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ میں بشارت دیتا ہوں
اپنے بعد ایک نبی کی جسکا نام احمد ہوگا) وہ بشارت میں ہوں اور میں ہی نبی محمد و احمد ہوں۔ اور میں
ہوں اپنی والدہ کا خواب جو انھوں نے وقتِ ولادت دیکھا اور میری ولادت کے وقت ایک
ایسا نور ساطع ہوا کہ جس سے ان کے لئے شام کے قصر روشن ہو گئے اور انبیاء کی ماؤں کا یہی
حال ہوتا ہے (اور یہی شناختِ نبی ہے۔ آثار نورانیت وقت ولادت ہی سے ظاہر ہونے لگتے ہیں
اور جن کے لئے یہ بات نہ ہو وہ جھوٹے اور کذاب نبی ہیں) کما فی المشکاۃ و شرح السنہ و مسند احمد
بن حنبل وغیرہا۔

اوّل مخلوق پس حقیقتِ محمدیہ اول مخلوق ہے اور اسی کو مختلف عنوان سے بیان کیا گیا ہے اور
یہ روح قدس نورانی ہے اور یہی نور وہ نفوس عالیہ ہیں جو فوق ملائکہ و فوق انبیاء اللہ ہیں۔ اور
یہی وہ ہیں جن کے سامنے خلقتِ زمین و آسمان ہوئی اور خود ان کی خلقت نفسانی و جسمانی ان
کی حضور نورانی روحانی میں واقع ہوئی۔ قال سبحانہ و تعالیٰ "اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗٓ اَوْلِيَآءَ مِنْ
دُوْنِيْ بِئْسَ لِلظّٰلِمِيْنَ بَدَلًا مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ
وَمَا كُنْتُ مُتَّخِذَ الْمُضِلِّيْنَ عَضُدًا" کیا تم مجھے چھوڑ کر شیطان اور اس کی ذریت کو اپنا ولی
بناتے ہو ظالمین کے لئے یہ بہت برا عوض ہے کہ خدا کو چھوڑ کر شیطان کو ولی بنایا ہے۔ حالانکہ میں نے
نہ ان کو خلقت زمین و آسمان کے وقت حاضر کیا اور نہ خود ان کے نفسوں کی خلقت کے وقت
اور میں گمراہ کنندگان کو اپنا بازو بنانے والا نہیں ہوں۔ پس یہ اول مخلوق و مصنوع وہ
وجود ہے کہ باقی وجودات اس کے بعد وجود میں آئے ہیں۔ یہ اس وقت تھا کہ جب کہ نہ زمین
تھی اور نہ آسمان تھا نہ زمان تھا نہ مکان تھا اور اس لئے یہ نور مرکز عالم امکان اور فوق زمان
و مکان و زمین و آسمان ہے۔ اور چونکہ فوق زمان و مکان ہے اس لئے ان پر محیط ہے کیونکہ
مافوق ماتحت پر احاطہ رکھتا ہے پس یہ اول نور ہے جو مبدأ انوار سے عالم امکان میں ظاہر ہوا
وہ اول شجرۂ طیبہ ہے جو صفحۂ عالم حدوث پر لگایا گیا اس کے اور خدا کے درمیان اور کوئی واسطہ
نہیں ہے۔ کیونکہ اوّل واسطہ خدائے مجرد و بسیط و قدیم کے درمیان وہی ہو سکتا ہے جو سب سے
مجرد و بسیط اور قدیم تر ہو اور یہ صفات اولِ مخلوق ہی میں پائے جاتے ہیں اور اس لئے
وہ واسطہ مطلقہ ہے۔

جناب سرّ الانبیاء والمرسلین ؑ سے کتاب المناقب میں مروی ہے کہ آپ سے آنحضرت کی اس حدیث کی تشریح میں (کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کیا اپنی مخلوق کو ظلمت میں پھر اس پر اپنا نور چھڑکا جس پر وہ نور پہنچ گیا ہدایت پاگیا اور جس پر نہ پڑا گمراہ رہگیا) فرمایا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ مخلوق کو خلق کرے درانحالیکہ وہ عالم ھُو میں تنہا وحدہ لاشریک تھا (کَانَ اللّٰہُ وَلَمْ یَکُنْ مَعَہٗ شَیْئٌ) وہی تھا اور کوئی نہ تھا تو مخلوقات کو ذروں کی صورت میں نکالا اور اپنے نور سے ایک نور چمکایا پس وہ روشن اور درخشاں ہوا اور پھیلا۔ پھر اس نور کو ان صور خفیہ کے وسط میں جمع کیا تو نور ہمارے پیغمبر کی صورت بنگیا تب خدا نے اپنے حبیب کے نور سے یوں خطاب کیا۔ "اَنْتَ الْمُخْتَارُ الْمُنْتَجَبُ عِنْدَکَ ثَابِتٌ نُوْرِیْ وَاَنْتَ کُنُوْزُ ھِدَایَتِیْ"۔ اے حبیب تو ہی رسول مختار و منتجب ہے اور تجھ میں ہی میرا نور ثابت ہے اور تو ہی کنوز ہدایت ہے پھر ان مخلوقات کو اپنے پردہ غیب میں چھپا دیا اور خزانہ علم سر مکنون میں پوشیدہ کردیا پھر عالم کو وسیع کیا اور زمان کو پھیلایا پانی کو موج زن کیا اور جھاگ کو اٹھایا اور ہوا کو چلایا پس عرش الٰہی پانی پر آیا (وَکَانَ عَرْشُہٗ عَلَی الْمَاءِ) اور سطح زمین پانی پر مسطح ہوئی۔ تب ملائکہ کو اپنے اس نور اولی سے خلق کیا اور اپنی توحید سے نبوت محمد مصطفےٰ کو بصورت ظہور ملا دیا۔ (فَھُوَ اَبُوْ الْاَرْوَاحِ وَیَعْسُوْبُھَا کَمَا اَنَّ اٰدَمَ اَبُوْ الْاَجْسَادِ وَسَبَبُھَا۔) یعنی پس وہ جناب ابو الارواح (روحوں کے باپ اور ان کے بادشاہ ہیں) ویعسوب الارواح ہیں جسطرح کہ آدم ابو الاجسام (جسموں کے باپ) اور ان کا سبب ظاہری ہیں" ثُمَّ انْتَقَلَ النُّوْرُ فِیْ جَمِیْعِ الْعَوَالِمِ عَالَمًا بَعْدَ عَالَمٍ وَطَبَقًا بَعْدَ طَبَقٍ وَقَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ اِلٰی اَنْ ظَھَرَ مُحَمَّدٌ بِالصُّوْرَۃِ وَالْمَعْنٰی فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ" یعنی پھر وہ نور مبارک ایک سے دوسرے عالم میں اور ایک طبق سے دوسرے طبق میں اور ایک قرن سے دوسرے میں منتقل ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ جناب محمد مصطفےٰ بصورت ظاہری و معنوی آخر الزمان میں ظاہر ہوئے۔ "ثُمَّ قَالَ اِنَّ نَبِیَّنَا بِسِرِّ رُوْحَانِیَّتِہٖ یَسْتَمِدُّ مِنَ الْفَیْضِ الْاَقْدَسِ الْاَعْلٰی وَیُمِدُّ الْعَالَمَ اَجْمَعَ وَاِلٰی عِبَادَتِہِ الْاُوْلٰی اَشَارَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ بِقَوْلِہٖ قُلْ اِنْ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ فَاَنَا اَوَّلُ الْعَابِدِیْنَ" یعنی جناب خلیفۃ اللہ رب العالمین فرماتے ہیں۔ بتحقیق کہ ہمارے پیغمبر اپنی سر روحانیت (روحانیت باطنیہ سریہ) سے فیض اقدس اعلیٰ سے مدد لیتے ہیں اور پھر تمام عالم کو مدد پہنچاتے ہیں اور ان کی عبادت اولیٰ کی بابت اللہ عزوجل نے اپنے اس قول سے اشارہ کیا ہے "قُلْ اِنْ کَانَ" اگر خدا کا کوئی بیٹا ہوتا تو (میں ہوتا) کیونکہ میں ہی

سب سے پہلے عبادت کرنے والا ہوں اور پہلا مخلوق ہوں۔ لیکن اس کی شان لم یلد ولم یولد ہے۔ اور اسکے کوئی بیٹا نہیں ہے۔" فَاَوَّلُ حَقِیْقَۃٍ ظَھَرَتْ ھَادِیَۃٌ جَامِعَۃٌ مُّحِیْطَۃٌ نُوْرُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ وَبَاقِی الْاَنْبِیَاءُ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ ھِدَایَتُھُمْ وَمَنْزِلَتُھُمْ عِنْدَ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ بِحَسَبِ جَامِعِیَّتِھِمْ وَسَعَۃِ دَائِرَۃِ کَمَالِھِمْ فِی الْھِدَایَۃِ حَتّٰی کَانَ لِنَبِیٍّ مَثَلًا اَلْفُ تَابِعٍ وَلِنَبِیٍّ اَکْثَرُ وَلِنَبِیٍّ اَقَلُّ فَلَوْ لَا مَا وَقَعَ ھٰذَا التَّعَیُّنُ فِیْ عِلْمِ الْحَقِّ اِذًا لَمَا وَقَعَ فِی الْوُجُوْدِ وَاَیُّ شَیْءٍ لَا یَکُوْنُ فِی الْاَصْلِ لَا یَکُوْنُ فِی الْفَرْعِ۔ "یعنی پس اوّل حقیقت ہادیہ جامعہ محیط جو مبدء حق سے ظاہر ہوئی وہ ہمارے نبی محمد مصطفٰے کا نور ہے۔ اور باقی انبیاء علیہم السلام کی ہدایت اور ان کی عند اللہ منزلت ان کی جامعیت اور ان کے دائرہ کمال ہدایت کی وسعت کے موافق ہے یہاں تک کہ مثلاً کسی نبی کے ہزار تابع تھے اور کسی کے زیادہ اور کسی کے کم۔ پس اگر یہ تحدید حسب اختلاف درجات انبیاء ازل سے علم حق میں واقع نہوئی ہوتی تو وجود میں بھی اس طرح نہ آتی اور جو چیز اصل میں نہ ہو وہ فرع میں بھی نہیں ہوتی ممکن نہیں فرع زائد بر اصل ہو۔

اس حدیث باب مدینۃ العلوم سے چند امور بکمال وضاحت ثابت ہیں۔ **اوّل** یہ کہ تمام مخلوقات سے پہلے آنحضرتؐ کا نور خلق ہوا۔ **دوم** یہ کہ تمام موجودات ان کے نور سے اور ان کے نور کے بعد خلق ہوئیں حتی کہ ملائکہ بھی چنانچہ جابر بن عبد اللہ الانصاری سے کتاب ابکار الافکار میں مروی ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ اے جابر اول جو چیز خدا نے خلق کی وہ تیرے نبی کا نور ہے اللہ نے اول اس کو خلق کیا اور پھر اس سے ہر ایک خیر کو پیدا کیا اور بعد ازاں اس سے ہر ایک شے کو پیدا کیا اور اس حدیث میں تمام ارواح ملائکہ اور انبیاء کی خلقت کی تفصیل ہے کہ سب اسی نور سے مخلوق ہیں اور یہ نور نور خدا سے مشتق جیسا کہ حصہ اوّل میں بھی آچکا ہے۔ نور محمدی کی اور تفصیل رسالہ اہل البیت میں دیکھو) **سوم** یہ کہ باعثِ ہدایتِ خلق یہی نور ہے۔ **چہارم** یہ کہ آپ تمام روحوں کے باپ اور ان کے بادشاہ وسردار ہیں خواہ ارواح انبیاء ہوں یا غیر انبیاء جس طرح کہ آدم تمام اجساد واجسام بنی آدم کے باپ اور ان کے سبب ظاہری ہیں اور آدمؑ اور خاتمؐ میں اتنا ہی فرق ہے جیسا کہ جسم اور روح میں۔ **پنجم** یہ کہ اول خلقت ہادیۂ جامعہ محیط نور محمدی ہے پس تمام عوالم تحت ہدایت محمدی ہیں ما سوی اللہ کو محیط اور جملہ افراد عالم امکان کو جامع وحاوی ہے **ششم** یہ کہ باقی انبیاء کی نبوت ورسالت جزئی اور دائرہ کمال ہدایت محدود ومنحصر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے تابعین اور مبعوث علیہم

محدود و معدود تھے اور تابعین محمد مصطفیٰ غیر محدود و غیر معدود ہیں۔ **ہفتم** یہ کہ یہ امر ازل سے طے شدہ ہے اگر ازل سے ان کی نبوت غیر محدود و لا متناہی اور اُن کی محدود و متناہی نہوتی تو اس عالم ظہور اور عالم شہود میں بھی ایسا نہوتا۔ کیونکہ اصل اس کی علم حق میں ہے اور جو جیسا بنی ہوتا ہے وہ ازل سے ہی مقرر ہے۔ "وَ اَیُّ شَیْءٍ لَا یَکُوْنُ فِی الْاَصْلِ لَا یَکُوْنُ فِی الْفَرْعِ"۔ اور لا متناہی بالذات محمدی اس آیہ مبارکہ سے واضح ہے۔ "تَبَارَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا"۔ بزرگ و برتر ہے وہ ذات پاک جس نے اپنے بندۂ برگزیدہ پر یہ فرقان نازل کیا تاکہ اس کے ذریعہ سے تمام عوالم یعنی کل ماسوی اللہ جمیع مخلوقات و مصنوعات ارضی و سماوی پر نذیر اور پیغمبر ہو اس سے لا متناہی اور غیر محدودیت علوم قرآن کی بھی ظاہر ہے جو مدلول نبوت و نیز دلیل نبوت ہے کہ وہ بھی تمام عوالم کی ضروریات کو حاوی اور جامع ہے۔ اور وہ ایک حقیقت علمیہ نورانیہ ہادیہ جامعہ محیطہ ہے کیونکہ نہیں ہے قرآن مگر باطن محمدی۔ "وَهُوَ اَشَدُّ اتِّحَادًا بِحَقِیْقَةِ الْمُحَمَّدِیَّةِ"۔

پس یہی حقیقت نورانیہ عقل کل۔ جوہر کامل نور مطلق اور منبع انوار و مرکز عالم امکان وابوالارواح وامّ الارواح ہے کیونکہ بلحاظ مصدریت مادۂ ارواح و انوار ہے اور باعتبار مظہریت تصرفات الٰہی و تاثیر فاعلیت ابو الارواح و ابو الانوار اور وجود نہیں ہے مگر نور۔ اسی وجہ سے کبھی اس کو لوح اور کبھی اس کو قلم کہا ہے۔ لوح بلحاظ مادیت و تاثریت ہے اور باعتبار تاثیر و مظہریت قلم قدرت الٰہی اور اسی واسطے اس کی تعریف میں "اَبُو الْاَکْوَانِ بِفَاعِلِیَّتِهٖ وَ اُمُّ الْاِمْکَانِ بِقَابِلِیَّتِهٖ"۔ کہا گیا ہے یعنی بلحاظ فاعلیت تمام وجود کے باپ ہیں اور بلحاظ تاثر و قابلیت عالم امکان کی ماں یعنی مادۂ امکان اور نٓ وَالْقَلَمِ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔ اور یہ دونو آپ کے نام ہیں یعنی بلحاظ قابلیت و مادیت عالم امکان کی سیاہی ہیں اور بوجہ مظہر افعال الٰہی ہونے کے قلم قدرت خداوندی۔ اور اس وجہ سے ان کو عین اللہ و ید اللہ و وجہ اللہ و جنب اللہ ولسان اللہ کہا جاتا ہے۔ "فَلَیْسَ فَوْقَهٗ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ"۔

مقام قرب محمدی یہ حقیقت ہادیہ مقام قرب و اتصال باری تعالیٰ شانہ میں اس درجہ پر پہنچی ہے کہ خدا خود فرماتا ہے "دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی"۔ یہ قریب پہنچا اور جھکا پس مقام اتصال قوسین بھر بلکہ اس سے بھی بالا مرتبہ پر پہنچ گیا۔ اس مرتبہ و مقام پر نہ کوئی ملک مقرب پہنچا ہے اور نہ کوئی نبی مرسل۔ یہ مقام خاص مقام محمدی ہے۔ کہ جس سے اوپر کوئی مرتبہ

نہیں ہے الا مقام واجب الوجودی جس میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ اور وہ مقام احدیت ہے۔ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" "وَلَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ" "عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَهُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ"
اور مقام نورانیت وکمال نورانیت اس سے واضح ہے۔ "مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى" چشم ظاہری پیغمبر (بشیر) نے اس مقام پر جو مقام جنت المادیٰ اور جہان انوار الٰہی سدرۃ المنتہیٰ کو احاطہ کئے ہوئے تھے اور سدرۃ المنتہیٰ منتہائے ترقی ممکنات ہے کیا بلحاظ علم وکیا بلحاظ عمل اس سے بالا کی ممکن کو ترقی ممکن نہیں ان تمام انوار کو دیکھا اور چشم نورانی نے ذرا خیرگی نہ کی اور ذرا خطا نہ کی اور ان تمام انوار کی متحمل ہوئی حالانکہ سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچ کر جبرئیل امینؑ جیسا مقرب فرشتہ یہ فرماتا ہے

اگر یک سرِ موئے برتر پرم
فروغ تجلی بسوزد پرم

اگر یہ وجود مرکز انوار ومنبع انوار نہوتا تو ہرگز اس مقام پر نہ پہنچ سکتا اور کبھی ان انوار کا متحمل ہو سکتا جن کی تجلی جبرئیلؑ کے پر جلا دیتی ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ تمام انوار حقیقت محمدیہ کی طرف منتہی ہوتے ہیں اور وہ نور منتہی ہو رہا خدا ہے اللہ مبدأ نور زمین وآسمان وعالم امکان ہے۔ اور وجود محمدی مشکوۃ نور خدائی اور اس میں کسی کو شک نہیں ہو سکتا کہ اول ذات ہادیہ جامعہ محیطہ بالذات ذات واجب الوجود ہے اور اسی سلئے اس حقیقت محمدیہ کو حقیقت ہادیہ بنایا ہے پس عالم وجود میں ذات واجب الوجود حق سبحانہ تعالیٰ ذات ہادیہ جامعہ محیطہ ہے۔ اور عالم ایجاد میں حقیقت محمدیہ ہادیہ جامعہ محیطہ ہے +

صراط محمدی وصراط الٰہی | صراط محمدی اور صراط الٰہی متصل بلکہ حقیقت صراط الخلق الی اللہ یہی حقیقت محمدیہ ہے پس نہیں ہے صراط مستقیم الٰہی مگر نور محمدی وحقیقت نورانیہ محمدیہ اور نہیں پہنچ سکتا خداوند عالم تک مگر بوسیلہ محمدی نہیں حاصل ہو سکتی شناخت صراط مستقیم الٰہی مگر معرفت محمدی نجات عالم موقوف ہے بذات محمدی جب تک انسان اتصال باطنی ساحت قدس محمدی وفضا نورانی مصطفوی سے پیدا نکرے۔ قرب خدائی ووصال الٰہی ومعرفت صراط الٰہی وسیر وسلوک بصراط الٰہی ناممکن ہے۔ اور وہی خلیفہ خدا وجانشین الٰہ اس عالم امکان میں ہے اسی کے ذریعہ سے خدا اپنے بندوں کو اپنے تک پہنچاتا ہے +

توضیح صراط مستقیم محمدی | اول محیط بر صراط مستقیم خدا ہے اور بعد ازاں اس کا

یہ قائم مقام وجانشین " فقال جل شانہ - یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ
عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ " اے یٰسٓ قسم ہے اس قرآن کریم کی کہ تو ہی بیشک مرسلین میں سے و
مستقیم الٰہی پر ہے " وَقَالَ فَاسْتَمْسِکْ بِالَّذِیْۤ اُوْحِیَ اِلَیْکَ اِنَّکَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ
(زخرف ع ۴) اے ہمارے حبیبؐ اور ہمارے جانشین جو کچھ تجھ کو وحی کیا گیا اس کو مضبوط پکڑ
رہو بلاشک وریب تو ہی صراط مستقیم پر ہے - اور اس کی تصریح کہ اس صراط پر خدا ہی سے
اس کو پہنچایا ہے اس آیت میں ہے " قُلْ اِنَّنِیْ هَدٰىنِیْ رَبِّیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ " - کہدو ا
پیغمبرؐ کہ بیشک مجھ کو میرے رب ہی نے صراط مستقیم پر پہنچایا ہے ۔

خلاصہ یہ ہے کہ صراط مستقیم پر خدا ہی پہنچا سکتا ہے ممکن کے لئے ممکن نہیں کہ خو
پہنچ سکے - خواہ خدا خود بلا واسطہ پہنچائے جیسا کہ اپنے حبیبؐ کو ہدایت تکوینی وخلقی سے پہنچا
اور اسی کی طرف اشارہ ہے اس آیت میں " اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی
الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ " - یعنی خدا اپنے بندہ کو پوشیدہ پوشیدہ لے گیا جہاں
کہیں کہ لے گیا اور جس مقام پر پہنچایا ہے اسی نے پہنچایا ہے " وَهُوَ رَفِیْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو
الْعَرْشِ " وہی درجات کا بلند کرنے والا اور صاحب عرش ہے - جس کو جو درجہ چاہتا
ہے عطا کرتا ہے اور مقام عرش تک درجات بلند کرتا ہے کسب واکتساب و اختیار بند
کو یہاں دخل نہیں وہ بالکل جھوٹا ہے جو کہتا ہے کہ انسان کسب و اختیار سے اس
مقام پر پہنچ سکتا ہے اور نبوت حاصل کر سکتا ہے - یا خدا بواسطہ بندہ کو صراط مستقیم
پہنچاتا ہے - اور وہ واسطہ بھی نور محمدی ہے چنانچہ اس کی تفصیل خدا یوں فرماتا ہے - وَکَذٰلِکَ
اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ وَلٰکِنْ جَعَلْنٰهُ
نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا وَاِنَّکَ لَتَهْدِیْۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ " - اور اسی طرح اے حبیب
ہم نے تجھ کو ایک روح اپنے عالم امر سے عطا کی ہے تو نہیں جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور کیا
ہے ایمان لیکن ہم نے اسکو نور بنایا ہے اور اس نور کے ذریعہ سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت
کرتے ہیں اور اے ہمارے حبیبؐ بلاشک وشبہ تو ہی صراط مستقیم کی
طرف ہدایت کرتا ہے یہ ہی روح جس کو خدا نور کہتا ہے اول مخلوق ہے اور

ف در بار مامون میں حضرت رضاؑ نے وقت مباحثہ تمام علما وحاضرین سے دریافت کیا کہ اس آیہ مبا
میں یٰسٓ سے مراد کون ہے " قالت العلماء یٰسٓ محمد لم یشک فیہ احد - سب نے کہا یٰسٓ محمدؐ ہیں اور اس میں کسی کو شک نہیں

نور نور محمدی ہے اور خدا فرماتا ہے کہ اس نور سے جس کو چاہتے ہیں ہدایت کرتے ہیں یہی نور دے کر محمد مصطفےٰ کو ہادی خلق بنایا۔ نہیں یہی نور ہادی ہے اور اس نور کے ذریعہ سے وہ ہادی خلق لوگوں کو صراط مستقیم الٰہی کی ہدایت کرتا ہے۔ نبوت و رسالت و نذارت و بشارت و خلافت اسی روح خاص نورانی پر موقوف ہے جب تک روح نورانی کسی میں نہ ہو وہ ہادی اور نبی اور خلیفۃ اللہ نہیں ہو سکتا۔ اور اسی روح سے آنحضرتؐ کو علم حقیقت کتاب و ایمان حاصل ہوا یعنی یہ روح ہی علم حقیقی ہے۔ کیونکہ علم نہیں ہے مگر نور اور یہ روح حقیقت علمیہ نورانیہ ہے۔ "وَاَوَّلُ حَقِیْقَۃٍ ظَهَرَتْ هَادِیَۃً جَامِعَۃً مُحِیْطَۃً وَهِیَ حَقِیْقَۃُ مُحَمَّدِیَّۃً"۔

نہیں ہے ہادی مگر محمد مصطفےٰ ظاہر آیت دال ہے کہ ہدایت الی صراط مستقیم منحصر ہے اس حقیقت محمدیہ پر اور وہی جناب ہادی سبل و راہنمائے کل ہیں اور وہی صراط مستقیم پر لے جاتے ہیں اسی صراط پر جو صراط الٰہی ہے جیسا کہ اس آیت کے آخر میں تصریح ہے۔ یعنی فرماتا ہے "وَاِنَّكَ لَتَهْدِیْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِیْرُ الْاُمُوْرُ" (آخر شوریٰ) بیشک اے حبیبؐ تو ہی صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے اس صراط مستقیم کی طرف جو اس خداوند عالم وحدہ لاشریک کی صراط ہے جو تمام زمین و آسمان کا مالک و مختار ہے اور تمام پر احاطہ کلی رکھتا ہے اور کوئی شئے اس کے قبضہ اختیار و احاطہ سے خارج نہیں ہے۔ وَمَا مِنْ دَآبَّۃٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ آگاہ رہو کہ تمام امور اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں اور سب کی بازگشت اسی کی طرف ہے۔ تمام لوگ عالم ایجاد منتہی ہوتے ہیں اس کے نور محمد مصطفےٰ ہادی کل کی طرف اور نور محمدی منتہی ہے خدا کی طرف۔ محمد مصطفےٰ اس نور کے ذریعہ لوگوں کو خدا تک پہنچاتے ہیں، اور خدا نے ان کو اپنے تک یہ نور عطا کر کے پہنچایا ہوا ہے۔

ظلمت سے نکالنے والے جناب محمد مصطفےٰ ہیں۔ قَالَ عَزَّ وَجَلَّ۔ "اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ"۔ خدا ہی ایمان والوں کا ولی متصرف ہے اور ان کو ظلمت جہالت و ضلالت و کفر و شرک سے نور ہدایت و توحید و اسلام کی طرف نکالتا ہے۔ اور مظہر اس ولایت کا محمد مصطفےٰ ہیں۔ "اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ" سوائے اس کے نہیں ہے کہ تمہارا ولی خدا ہے اور اس کا رسولؐ۔ پس اس رسول ہی کے ذریعہ سے مومنین کو خدا ظلمت سے نور کی طرف لے جاتا ہے اور اس کی تصریح و تشریح میں فرماتا ہے۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ یٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا

قَدْ اَنْزَلَ اللّٰہُ اِلَیْکُمْ ذِکْرًا رَّسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْکُمْ اٰیٰتِ اللّٰہِ مُبَیِّنٰتٍ لِّیُخْرِجَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ۔" (طلاق ع ۲) پس اے وہ عقل والو جو ایمان لائے ہو خدا سے ڈرو تحقیق کہ خدا نے تمہاری طرف ذکر یعنی اس رسول برحق کو بھیجا ہے جو تم پر آیات الٰہی کو کھول کر پڑھتا ہے تاکہ اہل یقین کو ظلمت سے نور کی طرف لے جائے +

ولایت وہدایت وخلافت اس بیان سے ثابت ہوا کہ ولایت مومنین وہدایت خلق وخلافت الٰہی آنحضرتؐ سے مخصوص ومختص ہے اور وہی جناب صراط مستقیم ہے +

سبیل اللہ وصراط مستقیم محمدیؐ چونکہ یہ امر ازل سے مسلم اور علم باری میں ثابت تھا کہ صراط مستقیم حقیقت نورانیہ محمدیہ ہے اور سیر وسلوک بر صراط مستقیم الٰہی بلا اتصال باطنی بحقیقت نورانی محمدیؐ ممکن نہیں۔ روز ازل سے خداوند عالم نے تمام مخلوقات سے نبوت ورسالت محمد مصطفٰےؐ کا عہد لیا اور سب کے لئے آنحضرتؐ پر ایمان لانا فرض کیا کہ ان کی معرفت حاصل کریں اور اس کا اتباع کریں اور نبوت آنحضرتؐ کو اپنی توحید سے ملایا یعنی اقرار توحید کے ساتھ اقرار نبوت آنحضرتؐ کو لازم قرار دیا جس کا جدا ہونا ممکن نہیں۔ کوئی موحد موحد نہیں ہوسکتا جب تک آنحضرتؐ کی نبوت ورسالت کا قائل نہ ہو اور اس کی تصدیق نہ کرے اور آپ کو ہادی اور وسیلہ وصال الٰہی وموجب نجات ومالک شفاعت نہ جانے چنانچہ ثابت ہوا۔ اور نیز خدا فرماتا ہے "وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا"۔ (النساء ع ۹ پ ۵) اور اگر وہ جنھوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے اس وقت اے ہمارے ولی وخلیفہ تیرے پاس آئیں اور خدا سے طلب مغفرت کریں اور خدا کا رسولؐ بھی ان کے لئے طلب مغفرت کرے تو وہ ضرور خدا کو توبہ کا قبول کرنے والا اور مہربان پائیں۔ جس کا صاف مطلب یہی ہے بلا واسطہ ووسیلہ خلیفہ وجانشین خدا کسی کے گناہ نہیں بخشے جاسکتے اور توبہ قبول نہیں۔ اس کی شفاعت ہر حال میں ضروری ہے حتیٰ کہ انبیاء بھی مامور ہیں کہ آنحضرتؐ پر ایمان لائیں اور ان کو واسطہ وسیلہ قرار دیں چنانچہ آیہ میثاق تصریحاً بیان کرتی ہے۔ "وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ" (آل عمران ع ۹) یعنی یاد کرو اس وقت کو جبکہ خدا نے کل انبیاء سے عہد لیا (اور کہا) کہ جب میں تم کو کتاب اور حکمت عطا کروں (نبی بناؤں) اور پھر تمہارے پاس وہ رسول مطلق آئے جو تم سب کی کتب اور نبوت کی تصدیق کریگا اور شہادت دیگا تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی نصرت کرنا۔ کیا تم نے اس کا اقرار کیا؟

اور اس پر مجھ سے عہد کیا؟ سب نے کہا ہاں ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا پس تم سب اس پر شاہد رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ شاہدین میں سے ہوں۔ اور علماء محققین نے تصریح کی ہے کہ اگر آنحضرت ان انبیاء کے زمانے میں آتے تو سب اسی طرح ان کی امت میں داخل ہوتے اور ایمان لاتے جیسے ہم یعنی بظاہر اسی طرح شریک ہوتے اور جہادوں میں ان کی نصرت کرتے اگرچہ ایمان اب بھی لائے ہوئے ہیں اور نصرت قولی ان کی تعریف تمجید وبشارت سے کرتے رہے ہیں اور ہر نبی آنحضرت کی بشارت دیتا آیا ہے اور حقیقی نبی مبشّر آپ ہی ہیں جن کی انبیاءؑ نے بشارت دی اور جو کوئی آپ کے مقابل دعویٰ نبوت کرے اور ان بشارات کو اپنے اوپر چسپاں کرے کاذب ومفتری کہلائیگا اور ایسے جھوٹے مدعیان نبوت ہمیشہ ہوتے رہے ہیں اور ایسے دجال امت محمدیؐ میں بھی بہت سے گذرے ہیں اور تاظہور تمام نور محمدیؐ تک ہوتے رہینگے۔

کلام حمید مجید میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہدایت صراط مستقیم کی نسبت یا اپنی طرف دی ہے یا اپنے حبیبؐ کی طرف جس سے اس کی تاکید ہوتی ہے کہ اصل ہادی الی صراط مستقیم ازجانب خدا محمد مصطفےؐ ہیں اور صراط مستقیم حقیقت باطنیہ محمدیہ۔ اور شریعت سبیل ہدایت ہے جو صراط مستقیم تک پہنچاتی ہے پس انبیاءؑ اسی صراط مستقیم کی طرف لوگوں کو اپنے اپنے زمانے میں دعوت دیتے تھے اور شرائع انبیاء سُبل اللہ ہیں جو اس صراط مستقیم تک پہنچاتی ہیں۔ اور یہ تمام شرائع انبیاء جو سُبل اللہ ہیں منتہی ہوتے ہیں شریعت محمدیؐ کی طرف اور وہ سبیل محمدی اتصال باطنی حقیقت باطنیہ محمدیہ سے پیدا کرتی ہے اور شریعت محمدی جامع ہے جمیع شرائع سابقہ کو مع شئی زائد جو خاص شریعت محمدی سے مخصوص ہیں کما قال عزوجل "شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّىٰ بِهِ نُوحًا وَالَّذِي أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَىٰ وَعِيسَىٰ أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ" (شوریٰ ع ۲) یعنی خدا نے تمہارے لئے شرع دین قرار دیا ہے اس کو جو کچھ کہ نوحؑ کو دیا تھا اور جو کچھ اے حبیبؐ تجھکو وحی کیا ہے اور جو کچھ کہ ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو سمجھایا اور پہنچایا۔ اس لئے کہ دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔ "مَا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ" زائد بر شرائع سابقہ ہے۔ یعنی جو کچھ تمام پہلی شریعتوں میں تھا وہ سب شریعت محمدی میں ہے اور اس میں وہ بھی ہے جو ان میں نہ تھا۔ اور خاص آنحضرتؐ کے لئے تھا۔ لہذا ثابت ہوا کہ تمام انبیاء اللہ اور شرائع انبیاء سبیل خدا ہیں۔ جو اس صراط مستقیم کی طرف دعوت دیتے اور بلاتے ہیں اور شریعتیں یہاں منتہی اور ختم ہوجاتی ہیں اور شریعت محمدی پر چلنے سے انسان قرب

رفتہ اتصال باطنی آنحضرتؐ سے پیدا کرتا ہے اور اسی طرح مقام وصال الٰہی تک پہنچتا ہے اور صراطِ مستقیم الٰہی پر فائز ہوتا ہے ✦

سبیلِ خدا مثل صراط اللہ ایک ہی ہے۔

ممکن ہے کہ یہاں یہ شبہ ہو کہ صراط مستقیم الٰہی تو ایک ہی ہے اور دو نقطوں کے درمیان ایک سے زائد خطوط مستقیم کا وجود محال ہے لیکن سبیل اللہ متعدد ہو سکتی ہیں اور کسی نہ کسی راستے سے انسان اس صراط مستقیم پر پہنچ سکتا ہے۔ اور دنیا میں جتنے مذاہب ہیں وہ سب درست ہیں سب خدا ہی کی عبادت سکھاتے ہیں اور اسی سے ملنے کی راہ دکھاتے ہیں لیکن یہ خیال بالکل غلط اور محض باطل ہے کیونکہ ہر ایک نقطے اور ہر ایک مرکز و مقام سے اس صراط تک پہنچنے کے لئے جو ایک حقیقت باطنیہ ہے ایک ہی سیدھا خط ہو سکتا ہے۔ اور منحنی اور ٹیڑھے راستوں سے صراط تک پہنچنا ضروری نہیں ہے بلکہ یقیناً نہیں پہنچ سکتے۔ اسی واسطے اگرچہ انبیاء اپنے اپنے زمانے یا اپنے اپنے ملک میں جدا جدا ہوتے ہیں مگر سبیل اصولاً سب کی ایک ہی تھی اور سب ایک ہی شریعت کی حقیقۃً تبلیغ فرماتے تھے۔ ابتدا شریعت حضرت نوح سے ہے اور منتہا آنحضرتؐ پر اور ان دونوں حصر سے حضرت نوح سے تا ابراہیمؑ جتنے انبیاءؑ ہادی و مبلغ تھے وہ سب شریعت نوح کی تبلیغ کرتے تھے اور حضرت ابراہیمؑ سے تا حضرت موسیٰ شریعت ابراہیمی و ملت ابراہیمی تھی۔ وعلیٰ ہذا القیاس اور تمام شرائع انبیاء بحیثیت موضوعات ایک ہی تھیں صرف بعض احکام موضوعات میں اختلاف ہے باعتبار تغیر زمان و مکان و احوال انسان نسخ واقع ہوا ہے۔ مثلاً یہ نہ تھا کہ ایک نبی کے زمانے میں نماز واجب تھی دوسرے کے زمانہ میں حرام۔ ایک کے وقت میں روزے فرض تھے دوسرے کے وقت میں سنت یا بالکل ممنوع۔ وعلیٰ ہذا القیاس صرف ان کے احکام میں فی الجملہ تغیر ہوا ہے (والتفصیل فی مقامہٖ) پس سبیل الٰہی ایک ہی ہے اور ایک ہی سیدھا راستہ صراط مستقیم تک پہنچانے والا ہے عام لفظوں میں ہم صراط و سبیل کی یوں تعبیر کر سکتے ہیں کہ صراط باطنِ دین ہے جس کے ذریعہ سے خدا ملتا ہے اور سبیل ظاہر شریعت ہے جس پر چلکر اور عمل کر کے اس باطنی راستہ پر پڑتا ہے اور وہاں سے قربِ باری حاصل کرتا ہے اور باطن دینِ حق حقیقت محمدیؐ ہے اپنے کلام پاک میں خدا صاف فرماتا ہے کہ صراط مستقیم کی طرح سبیل اللہ اور سبیل الی الصراط بھی ایک ہی ہے حیث قال۔ "اِنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِیْلِهٖ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (انعام ۱۸۶) بتحقیق کہ یہی میری صراط

مستقیم ہے پس اسی کا اتباع کرو اور اس پر چلو اور دوسری راہوں کو نہ جاؤ ورنہ وہ راہیں تم کو اس صراط تک پہنچنے والی میری راہ سے پھیر دینگی اور جدا کر دینگی یہی خدا تم کو وصیت کرتا ہے کہ شاید تم تقویٰ اختیار کرو اور اس سے ڈرو۔ اس سے صاف ثابت ہے سبیلیں اور راہیں تو بہت سی ہیں مگر صراط کی طرح سبیل خدا اور وہ سبیل جو صراط الٰہی تک پہنچانے والی ہے ایک ہی ہے۔ اور اگر دوسری راہوں پر چلا جائے تو انسان صراط مستقیم تک نہیں پہنچتا اور سبیل خدائی سے جدا ہو جاتا ہے اور جو لوگ ایک سبیل الٰہی کے سوا دوسرے راستے اختیار کئے ہوئے ہیں وہ ہرگز صراط مستقیم پر نہیں پہنچ سکتے۔ پس وحدہ لاشریک کی صراط بھی ایک ہی ہے اور سبیل بھی ایک۔ وہ عالم وجود وجوب میں فرد واحد واحد ہے اور محمدؐ عالم ایجاد میں فرد و یکتا۔

سبیل محمدی ایک ہی ہے پھر اس کی بھی تشریح ہے کہ سبیل محمدی ایک ہی ہے حیث یقول "قُلْ هٰذِهٖ سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ"۔ اے پیغمبرؐ کہدو کہ یہ ہی ایک میری راہ ہے جس پر میں لوگوں کو خدا کی دعوت دیتا ہوں اور اس پر ان کو بصیرت کے ساتھ بلاتا ہوں یعنی بابصیرت دعوت دیتا ہوں اور بصیرت کے ساتھ اس پر آنے کی ہدایت کرتا ہوں نہ اندھا دھند بلا سوچے سمجھے۔ میں بلاتا اور دعوت دیتا ہوں اور وہ بھی جس نے کہ میرا اتباع کیا ہے۔ لہذا سبیل محمدی ایک ہی ہے اور اسی کے ذریعہ سے خدا تک پہنچا جا سکتا ہے اور یہ مذاہب متعددہ مختلفہ جو مسلمانوں میں ہیں سب صراط مستقیم نبوی تک پہنچانے والے نہیں ہیں۔ صرف ایک راہِ محمدی ہے اور باقی تمام سبل باطلہ اور راہ محمدی سے جدا کرنے والے فتامل و تفکر۔

محبت خلیفۂ خدا و اطاعت رسولؐ۔ چونکہ یہ امر اصول فطریہ سے ہے کہ محبت اتحاد و ارتباط باطنی کا باعث ہوتی ہے اور جن میں جسقدر اتحاد و ارتباط باطنی زیادہ ہوگا اسی قدر محبت زیادہ ہوگی اور اسی طرح بالعکس اور اطاعت آثار و نتائج محبت سے ہے یعنی محبت کا اول نتیجہ یہ ہے کہ محبوب جو کچھ دے اور اس کا فرمان پہنچے اس کو محب فوراً تسلیم کرے اور تعمیل میں سبقت و تعجیل اور فی الحقیقت یہی معنی اسلام و ایمان ہیں پس محبت سبیل ایمان و اسلام ہوتی ہے۔ محبت ہی وہ کشش رکھتی ہے جو محب کو محبوب تک پہنچاتی ہے بلکہ اصل مقصود حیات و سیر و سلوک بر صراط قرب و محبوبیت خداوندی ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ صراط حقیقت باطنیہ محمدیہ ہے اور صراط مستقیم الٰہی پر وہی پہنچ سکتا ہے جو اس سے اتصال باطنی و اتحاد و ارتباط

پیدا کرے۔ بنا بریں اس نے اپنے لطف و کرم سے اول اسی محبوب کو جو مظہر کمالات و نمونۂ صفات ہے مقام حب سے خلق کیا جیسا کہ حدیث قدسی میں اس کی طرف اشارہ ہے "کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ لِکَیْ اُعْرَفَ" یعنی وہ محبوب و مستورِ گوشہ وحدت فرماتا ہے میں عالم لاہوت میں خزانہ مخفی تھا پس مجھے یہ محبوب ہوا کہ میں پہچانا جاؤں پس میں نے خلق کو مخلوق کیا تاکہ پہچانا جاؤں۔ مطلب واضح ہے کہ میں واجب الوجود قدیم ازلی ابدی بسیط و مجرد محض تھا اور کوئی مخلوق نہ تھا اور میرے کمالات مثل خزانہ مخفی پوشیدہ تھے پس میں نے خلق کو مخلوق کیا اور اس کو اپنے اوصاف و کمالات کا نمونہ بنایا تاکہ اس نمونہ قدرت و صنعت و حکمت اور اس آئینہ جمال و جلال کو دیکھکر مجھکو پہچان سکیں ورنہ خود میری ذات کا ادراک تو محال ہے اور معلوم محقق ہے کہ اول مخلوق وجود محمدی ہے **پس اول مخلوق جس کو اس نے مقام حُب سے خلق کیا مقتضائے حُب سے بنایا وہ وجود محمدی ہے اور یہی وجہ ہے کہ تمام انبیاء میں آپ ہی حبیب اللہ مشہور و معروف ہیں۔** پھر ایک حدیث قدسی میں اپنے اس محبوب سے یوں خطاب کیا "اَنْتَ الْمُرَادُ وَاَنْتَ الْمُرِیْدُ وَاَنْتَ خِیَرَتِیْ مِنْ خَلْقِیْ وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ"۔ تو ہی اصل مقصود و مراد از خلق ہے اور تو ہی مرید صاحب ارادہ محبوب ہے اور تو ہی میری برگزیدہ و پسندیدہ و بہترین مخلوق ہے اور مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ **اگر تو نہ ہوتا اور تجھکو خلق نکرتا تو یہ افلاک و عالم زمان خلق نکرتا۔ تیری محبت و محبوبیت باعث خلق عالم ہے** اور دراصل تو ہی اصل مقصود و مطلوب و مراد ہے ◆

وایضاً جناب لسان الناطقین کیفیت خلقت نور محمدی کے باب میں فرماتے ہیں کہ خدا نے قلم سے ارشاد کیا "فَلَوْلَاہُ مَا خَلَقْتُکَ وَلَا خَلَقْتُ خَلْقِیْ اِلَّا لِاَجْلِہٖ فَھُوَ بَشِیْرٌ وَّنَذِیْرٌ وَّسِرَاجٌ مُّنِیْرٌ وَّشَفِیْعٌ وَّحَبِیْبٌ الخ"۔ پس اگر اسے قلم (یاد رہے کہ یہ قلم مقام مظہریت قلم قدرت الٰہی ہے دوسرے نشاء اور دوسرے عالم میں فافہم) وہ اصل مقصود اور حقیقت قلم قدرت نہوتا تو میں تجھے خلق نکرتا اور نہیں خلق کیا میں نے مخلوق کو مگر اسی کی وجہ سے۔ **پس وہی فی الحقیقت بشیر و نذیر و سراج منیر و شفیع اور حبیب ہے** پس جو کچھ ہے اپنے حبیبؐ کی خاطر ہے اور باقی خلق محمد کی طفیلی ہے ◆

لازم توحید | پس جب اس نے اپنی توحید کے ساتھ اس کی رسالت و نبوت کو ملایا تو

اپنی محبت کے ساتھ اپنے حبیب و محبوب کی محبت کو ملایا۔ اور اس کو سب پر فرض قرار دیا اور سب سے اس کا عہد لیا۔ رسالت محمدی و محبتِ رسول لازم توحید ہے اور پھر اس طرح سے اپنی اطاعت کے ساتھ اسکی اطاعت کو سب پر واجب کیا اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری اور پیروی پر اپنی محبت کو منحصر کیا اور فرمایا۔ "قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ (آل عمران ع ۴) اے محبوب ان سے کہدو کہ اگر تم خدا کو دوست اور محبوب رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اور میرے فرمانبردار رہو خدا تم سے محبت کرنی لگے گا اور تمھارے گناہ بخشدیگا اور اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے وہ خود تمھیں محبوب بنا لیگا۔ کیونکہ جب کوئی شخص آنحضرتؐ کا دل سے اتباع کریگا تو ضرور آپ کو وہ محبوب ہوگا کیونکہ اس میں اپنے کمالات اور اوصاف اور اخلاق کا نمونہ نظر آئے گا اور ہر صاحب کمال اپنے کمال کو محبوب رکھتا ہے تو ضرور وہ جنابؐ اس کو محبوب بنائینگے اور جب وہ شخص پیرو اور مطیع آپ کا محبوب ہوگیا اور قاعدہ کلیہ ہے کہ محبوب کا محبوب بھی محبوب ہی ہوتا ہے اور محبوب کی ہر ایک شئے محبوب ہوتی ہے پس خدا بھی اس شخص کو محبوب بنا لیگا اور اس کی لغزشیں معاف کردیگا چنانچہ خدا ایسے ہی لوگوں کی مدح فرماتا ہے جو اس کے محبوب کو دوست رکھتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں انہیں کی تعریف و توصیف فرماتا ہے اور سب چیزوں کی محبت سے اپنے محبوب کی محبت کو اپنے ساتھ مقدم رکھا ہے۔ قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ" (توبہ ع ۳) یعنی اے پیغمبرؐ کہدو کہ اگر تم کو اپنے آباؤ اجداد و بہن بھائی اور تمھاری بیویاں اور تمھارا کنبہ اور مال جو تم کماتے ہو اور مکان جن کو پسند اور محبوب رکھتے ہو خدا اور اسکے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے زیادہ محبوب ہوں تو منتظر امرِ عذاب خدا رہو اور خدا ہرگز ایسے فاسق العقیدہ لوگوں کو صراط مستقیم پر نہیں پہنچاتا اور ہدایت نہیں کرتا۔ اس سے وجوب محبت پیغمبری روز روشن کی طرح آشکارا ہے اور محبت پیغمبری مثل محبت خدا تمام چیزوں پر مقدم ہے اور آپ نے بھی اس کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک مال دولت بیٹا بہن تمام چیزوں سے محبوب تر نہوں اور اس میں اسکی تصریح ہے کہ بلا محبت پیغمبری ہدایت خدا میسر

نہیں ہو سکتی۔ اس لئے دجوب محبت پیغمبری لطف الٰہی ہے اور محض اپنے بندوں ہی کے فائدے کے لئے ہے کہ اس محبت کے ذریعہ سے اس تک پہنچ جائیں۔ ورنہ نہ خدا تمھاری محبت کا محتاج ہے اور نہ رسولؐ خدا۔ اور اسی طرح سے اطاعت پیغمبر کو بہت سی آیات میں واجب کیا ہے اور جابجا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ فرمایا ہے اور اسی کی اطاعت سے اطاعت خدا حاصل ہوتی ہے جسطرح کہ اسکی محبت سے محبت خدا حاصل ہوتی ہے کیونکہ مخلوق میں وہی قائمقام و جانشین خدا اور اسکی صفات کا مظہر اور آئینہ ہے۔ "وَمَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ" جس نے اس رسول کی اطاعت کی اُسنے خدا کی اطاعت کی اطاعت محبوب عین اطاعت محب ہے اور بلا اطاعت محبوب عبادت خدا باطل ہے فقال "اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ" (سورہ محمدؐ) خدا اور اسکے رسولؐ کی اطاعت کرو اور اپنے عملوں کو باطل نہ کرو جو عمل اطاعت رسولؐ سے خارج ہو وہ باطل ہے جو نماز عین مطابق فرمایش رسول و نماز رسول نہو باطل محض ہے +

انحصار نجات باطاعت خلیفہ خدا نبی امی۔ "قَالَ عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ فَسَاَکْتُبُھَا لِلَّذِیْنَ یَتَّقُوْنَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیْنَ ھُمْ بِاٰیٰتِنَا یُؤْمِنُوْنَ" (اعراف ع ۲۰) خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے کہ اپنا عذاب تو جس کو چاہوں گا اس کو پہنچاؤنگا اور میری رحمت ہر شئے پر وسیع ہے اور ان لوگوں کے لئے تو میں اسکو لکھ ہی دونگا جو متقی ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ لوگ جو ہماری آیات پر یقین رکھتے ہیں یہ کون لوگ ہیں؟ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُھُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھٰىھُمْ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُحِلُّ لَھُمُ الطَّیِّبٰتِ وَیُحَرِّمُ عَلَیْھِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَیَضَعُ عَنْھُمْ اِصْرَھُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِیْ کَانَتْ عَلَیْھِمْ" وہ لوگ جو اس رسول نبی امی کا اتباع کرتے ہیں جس کو اپنے پاس توریت اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیکی کا حکم دیتا ہے اور برائی سے روکتا ہے اور طیب و پاکیزہ چیزیں ان کے لئے حلال قرار دیتا ہے اور خبیث و پلید حرام اور وہ ان پر سے ان کا بوجھ اتارتا ہے اور وہ پھندے جن میں وہ گرفتار ہیں دور کرتا ہے "اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِہٖ وَعَزَّرُوْہُ وَنَصَرُوْہُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ مَعَہٗٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" پس وہ لوگ جو اس پر ایمان لائے ہیں اور اس کی عزت و توقیر کی اور اس کی نصرت کی اور اس نور کا بھی انھوں نے اتباع کیا جو اس کے ساتھ ساتھ نازل کیا گیا ہے پس وہی نجات اور رستگاری پانے والے ہیں +

اس آیہ مبارکہ میں بالوضاحت اس کی تصریح ہے کہ نجات اور فلاح صرف انہی کیواسطے ہے جو رسولؐ نبی امی عربی مکی مدنی کا اتباع کرتے ہیں اور اس پر ایمان لائے ہیں اور ساتھ ہی اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو اس کے ساتھ ساتھ آیا ہے اور اس میں صاف تعمیم ہے کہ اس زمانہ کے لوگوں کی مخصوص نہیں بلکہ ہر زمانے اور ہر امت کے لوگوں کی نجات اور فلاح کا باعث یہی نبی امی عربی ہے اور اسی واسطے تمام انبیاءؑ آنحضرتؐ پر ایمان لانے پر مامور تھے۔ یہی وہ نبی امی ہے جو ام القریٰ مکہ معظمہ سے مبعوث ہوا یہی وہ امی ہے جو ام العرب جناب ہاجرہ والدہ جناب اسمٰعیل بن خلیل اللہؑ کے اولاد سے ہے اور بنی اسمٰعیل میں صرف یہی مبعوث برسالت ہوا ہے اور یہی وہ امی ہے جو شکم مادر سے سب سے زیادہ عالم پیدا ہوا اور جس کے منہ میں خدا نے اپنا کلام رکھدیا چنانچہ توریت میں جہاں اس نبی امی کا ذکر ہے وہاں یہی اسکی تعریف کی ہے کہ اَضَعُ کَلَامِیْ فِیْ فَمِہٖ "میں اپنا کلام ہی اس نبی کے منہ میں رکھدونگا وہ جو کچھ بھی بولیگا میرا کلام ہوگا اور یہی منطوق اس آیت کا ہے "مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی"۔ وہ اپنی خواہش نفس اور اپنی طرف سے ایک حرف نہ بولیگا اور نہ کسی اور سے کچھ سیکھے اور پڑھیگا بلکہ وہ جو کچھ بولیگا وہ میرا کلام ہوگا۔ یہی احمد وہ نبی امی ہے جسکی توریت کی طرح انجیل میں بھی بشارت موجود ہے "یَجِدُوْنَہٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَھُمْ فِی التَّوْرٰۃِ وَالْاِنْجِیْلِ) مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ" صاف قول عیسیٰ بن مریم ہے جو شخص یہ کہتا ہے کہ اس احمد اور بشارت عیسیٰؑ سے مراد نبیؐ مکی مدنی امی عربی نہیں ہے بلکہ اور کوئی ہے وہ جھوٹا ہے۔ مفتری کاذب و مکذب آیات و کتب الٰہی ہے۔ اور منکر رسالت و نبوت جناب رسالت پناہی بلاشبہ خارج از اسلام ہے۔

غرض نبی امی عربیؐ پر ایمان لانا ہر فرد افراد عالم پر فرض کیا گیا ہے اور وہی جناب تمام عوالم پر مبعوث اور سب پر پیغمبر ہیں اور وہی ہدایت مطلقہ الٰہیہ ہیں۔ "اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی" اور بلاشک و ریب ہدایت خدا ہی ہدایت ہے۔ اور وجود پیغمبر بنفس ہدایت ہے" فقال فَمَنْ تَبِعَ ھُدَایَ فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ" "جس نے میری ہدایت کا اتباع کیا ان پر کوئی خوف نہیں ہے اور نہ وہ مغموم و محزون رہینگے۔ اور رحمت واسعہ الٰہی جو سب پر وسیع ہے اس کا مظہر یہی رحمۃ للعالمین ہے اور توریت میں اسی نبی امی کی تعریف میں یہ آیا ہے کہ اس کا ہاتھ سب کے سروں پر ہوگا یعنی جس طرح وہ لسان اللہ ہے اسی طرح وہ ید اللہ ہے اور بسط رحمت الٰہی

اسی کے ذریعہ سے ہوتا ہے وما ارسلناک الا رحمۃً للعالمین“۔

اقتصار ندامت بمخالفت خلیفہ خدا و نبی امی۔ اصل ہدایت وجود محمدی ہے اور اسی طرح جو اسکے مدمقابل اور طرف مقابل میں ہے اور اسکے اتباع و ہدایت سے خارج ہے وہ مضل گمراہ اور گمراہ کنندہ ہے اور وہ اس ولی مطلق کے مقابلہ میں طاغوت ہے جو لوگوں کو اس سے جدا کر کے ظلمت کفر و الحاد میں ڈالتا ہے فقال عزوجل ”وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓـئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ“۔ اور وہ لوگ جو منکر آیات الٰہی اور اسکے نافرمان ہیں ان کے ولی طاغوت (وہ نبی و امام باطل جن کی لوگ امام حق کو چھوڑ کر پیروی کرتے ہیں) ہیں جو ان کو نور سے نکال کر ظلمت میں ڈالتے ہیں اور یہی لوگ جو مقابل ولی مطلق پیغمبر عربی ہیں نبی کے احکام کی مخالفت کرتے ہیں اور اسکے حکم پر اپنی رائے کو مقدم رکھتے ہیں اور خود ساختہ طریقہ پر چلتے ہیں اہل جہنم ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہینگے۔ روز قیامت چونکہ تمام امور کا انکشاف ہو جائیگا اسلئے وہ يَوْمَ تُبْلَى السَّرَآئِرُ“ اور ”يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ“ ہے یعنی اس دن اسرار اور لوگوں کے باطن کا حال صاف صاف کھل جائیگا اور تمام امور کی (ساق حقیقت اصلیہ ظاہر ہو جائیگی۔ یہ لوگ بھی اس وقت دیکھیں گے اور معلوم کر لینگے کہ افسوس لئے کیا کچھ کیا ہے۔ اس وقت اپنے کئے پر شرمندہ ہوں گے اور حسرت و افسوس سے اپنے دانتوں سے اپنے ہاتھ کاٹینگے۔ ”وَيَتَنَدَّمُوْنَ حَيْثُ لَا يَنْفَعُ النَّدَمُ“ اس وقت یہ شرمندگی ان کو کچھ بھی فائدہ نہ بخشیگی۔ اور ان کی حالت خدا یوں بیان کرتا ہے ”اَلْمُلْكُ يَوْمَئِذِ الْحَقُّ لِلرَّحْمٰنِ وَكَانَ يَوْمًا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ عَسِيْرًا يَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِى اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِىْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا لَقَدْ اَضَلَّنِىْ عَنِ الذِّكْرِ بَعْدَ اِذْ جَآءَنِىْ وَكَانَ الشَّيْطٰنُ لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا“۔ یعنی اس دن خاص سلطنت حق خدا ہی کے لئے ہوگی اور وہ دن کافروں پر نہایت دشوار ہوگا جس دن کہ ظالم گنہگار افسوس سے اپنے ہاتھ کاٹے گا اور کہیگا کہ اے کاش میں رسول کی بتلائی ہوئی راہ اختیار کرتا اور کہے گا کہ کاش کہ میں فلاں شخص کو دوست نہ بناتا بیشک اس نے مجھے نصیحت اور عبرت آجانے کے بعد بہکا دیا۔ اور شیطان تو آدمی کا رسوا کرنے والا ہے ہی۔ اس آیت میں جو خاص ظالم اور گنہگار کا ذکر ہے صرف امت محمدی سے نہیں کیونکہ امت میں تمام عالم داخل ہے بلکہ وہ خاص قوم رسول سے ہے۔ اگرچہ حکم عام ہے کہ ہر ظالم کے لئے یہی حالت پیش آئیگی چنانچہ آخر میں

خدا فرماتا ہے "وَقَالَ الرَّسُوْلُ يٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا" (فرقان ۲)
یعنی انکی حسرت آمیز گفتگو سنکر رسول جواب دیں گے اور فرمائینگے اے میرے پروردگار (میں کیا کروں)
میری اس قوم نے اس قرآن کو بیکار کر دیا اور چھوڑ ڈالدیا اور اس پر عمل نہ کیا اگر اس پر عمل کرتے تو
یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ "وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا
الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ" اور جو خدا اور اس کے رسول کی فرمانبرداری
کرے خدا اس کو جنت میں داخل کرے گا جہاں نہریں جاری ہیں اور وہ ہمیشہ ہمیشہ انہی میں رہینگے
اور یہی سب سے بڑی کامیابی اور رستگاری ہے۔ "وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ
حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ" (نساء ۲) اور جو شخص کسی امر میں خدا
اور اس کے رسول کی نافرمانی کریگا خدا اس کو ہمیشگی کی آگ میں داخل کریگا اور اسکے لئے
نہایت ذلت والا عذاب ہے۔ "اَللّٰهُمَّ احْفَظِ الْمُسْلِمِيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ" +

خلیفہ خدا وسیلہ مطلقہ بہر حال بکمال وضاحت ثابت ہے کہ صراط مستقیم کی شناخت
ممکن نہیں مگر خلیفۃ اللہ کے ذریعہ صراط الٰہی تک پہنچنا ممکن نہیں مگر خلیفۃ اللہ کے وسیلے سے۔
صراط الٰہی پر چلنا اور سیر و سلوک نہیں میسر ہوسکتا مگر خلیفہ خدا کے واسطہ سے وصال الٰہی
حاصل نہیں ہوسکتا مگر جانشین خدا کے طفیل۔ نجات کسی کو نصیب نہیں ہوسکتی مگر اس
مظہر اوصاف خدا کے ذریعہ۔ گناہ نہیں بخشے جاسکتے مگر قائمقام خدا کے ذریعہ۔ شفاعت قبول
نہیں مگر اسی کی وجہ سے۔ اور توبہ قبول نہیں ہوسکتی مگر خلیفہ خدا ہی کی معرفت و وساطت سے
اور جو یہ کہتا ہے کہ بلا واسطہ رسول و وساطت خلیفہ خدا و جانشین الٰہی و آئینہ جمال و جلال
خداوندی اسکی معرفت۔ اس کا وصال اس تک رسائی ممکن ہے۔ بلا وساطت خلیفہ خدا
دعا قبول ہوسکتی ہے؟ گناہ بخشے جاسکتے ہیں؟ جھوٹا ہے وہ موحد نہیں ملحد ہے۔ کیونکہ ثابت
ہوچکا ہے کہ نبوت و خلافت الٰہی لازم بیّن توحید الٰہی ہے بغیر اس کے توحید درست نہیں ہوتی موحد نہیں
کہلا سکتا مگر بعد اقرار و ایمان بخلافت الٰہی واجد اتباع خلیفہ خدا۔ اس تک نہیں پہنچ سکتا
مگر اس کے وسیلے سے اور وہ خود صاف فرماتا ہے "وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ" اس خداوند واجب
الوجود قدیم ازلی ابدی بسیط و مجرد مطلق تک پہنچنے کے لئے وسیلہ ڈھونڈو۔ بلا وسیلہ وصول
الی اللہ ممکن نہیں۔ حد نبوت حد توحید سے متصل ہے "وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ
ضَلٰلًا بَعِيْدًا" جو حدود الٰہی سے تجاوز کرے وہ نہایت درجہ گمراہی میں پڑا ہوا ہے یہی وجہ ہے

کہ شیطان باوجود توحید کا قائل ہونے کے ہمیشہ کے لئے مردود و رجیم و لعین قرار پایا کہ اس نے
حدود الٰہی سے تجاوز کیا حد خلافت کو حد توحید سے جدا سمجھا اور خلیفۃ اللہ کی تعظیم سے انکار کیا
جو لوگ رسول کو وسیلہ نہیں جانتے ہیں اور اپنے تمام امور میں اس کو واسطہ قرار نہیں دیتے ہیں
وہ ممکن ہے کہ موحد ہوں مگر نہ توحید الٰہی کے بلکہ اسی توحید شیطان کے۔ "وَکَانَ الشَّیْطَانُ
لِلْاِنْسَانِ خَذُوْلًا" (اور شیطان تو انسان کو رسوا کرنے والا ہے ہی) اور خلیفہ مطلق خدا
نہیں ہے مگر یہی وجود مقدم و مقدس جس کو خدا نے بعدل تکوینی (عدل حقیقی میں نہ عدل امکانی
میں) اول روز خلقت عالم امکان سے صراط مستقیم پر خلق کیا ہے اور اپنی مخلوق کے درمیان
واسطہ بنایا ہے۔ فَقَالَ یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ
اے یسین بیشک تو مرسلین میں سے صراط مستقیم پر احاطہ رکھنے والا ہے۔
"وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ" اور بیشک تو ہی دوسروں کو صراط مستقیم
تک پہنچانے والا ہے وَھٰذَا ھُوَ سِرُّ الْخِلَافَۃِ الْاِلٰھِیَّۃِ وَقَدْ ثَبَتَتْ ھٰذِہِ الْخِلَافَۃُ
فِی الْعُلُوْمِ الْاَزَلِیَّۃِ وَالْاَسْرَارِ اللَّاھُوْتِیَّۃِ وَقَدْ ظَھَرَتْ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ بِالصُّوْرَۃِ وَالْمَعْنٰی
ھَادِیَۃً جَامِعَۃً مُّحِیْطَۃً لِّلْعَوَالِمِ الْمَلَکُوْتِیَّۃِ وَالنَّاسُوْتِیَّۃِ لَا یَعْلَمُھَا اِلَّا ھُوَ۔

عصمت و خلافت | جب یہ ثابت ہوا کہ خلقت خلیفہ خدا بعدل تکوینی حقیقی ہے نہ بعدل امکانی
مثل دیگر انسانوں کے اور یہ کہ خلیفہ خدا مظہر ذات خدا ہے تو ثابت ہوا کہ عصمت لازم خلافت
الٰہیہ ہے کیونکہ اوّلاً معنی عدل حقیقی یہی ہیں کہ شئے۔ خَلق (صورت خلقی ظاہری) اور خُلق (صورت
باطنی و سیرت) میں عین حد اعتدال و حد عدل میں ہو اور جب اسکی صورت خلقی مقام
عدل میں ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی امر کوئی فعل اس سے خلاف عدل صادر نہ ہوگا
اور کسی امر میں حدود عدل سے تجاوز نہ کریگا اور علم تہذیب الاخلاق میں ثابت ہے اور آیات
شاہد ہیں کہ گناہ نہیں ہے مگر حد عدل سے تجاوز کرنا اور اس حد الٰہی سے گذرنا خواہ افراط
(زیادتی) کیطرف اور خواہ تفریط (کمی اور نقص) کیطرف ہو۔ "وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ
ضَلَّ" جو حدود الٰہی سے تجاوز کرتا ہے اور حد اعتدال پر قائم نہیں رہتا وہی گمراہ ہے اور
تصریح کتب اخلاق میں موجود ہے کہ ہر ایک گناہ ظلم ہے یا تو صرف اپنے نفس پر یا دوسرے پر
بھی۔ "وَاِنَّ الشِّرْکَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ" اور بیشک شرک سب سے بڑا ظلم (گناہ) ہے اور تصریح
ہے کہ عدالت جامع جمیع اوصاف و کمالات و اخلاق و صفات حسنہ ہے پس جس کو خدا نے

اپنا خلیفہ بنایا ہے اور عدل تکوینی حقیقی میں خلق کیا ہے ممکن نہیں کہ کسی امر میں حد عدالت سے تجاوز کرے ضرور ہے اسکے تمام افعال و اعمال حد عدل میں ہوں گے اور کوئی بات کبھی خلاف نہوگی اور نہیں ہے عصمت مگر یہی عدالت۔ ثانیاً اگر خلیفہ خدا معصوم نہو تو صراط مستقیم پر قائم و مستقیم نہیں رہ سکتا اور لغزش و زلل سے نہیں بچ سکتا چہ جائیکہ دوسروں کو اس پر چلا سکے

"کورے کجا عصا کش کورے دگر بود"

وہ خود کسی دوسرے کی دستگیری کا محتاج ہوگا اور وہ ہادی الی الخلق نہو سکے گا بلکہ چاہیگا کہ کوئی دوسرا اسکی راہ نمائی کرے"۔ اَفَمَنْ یَهْدِیْ اِلَی الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ یُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا یَهِدِّیْٓ اِلَّآ اَنْ یُّهْدٰی فَمَا لَكُمْ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ"۔ کیا وہ شخص مستحق اتباع ہے جو ہدایت الی الخلق کرتا ہے، یا وہ شخص جو خود ہدایت نہیں پا سکتا جب تک کہ کوئی دوسرا اس کو ہدایت نکرے؟ پس تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم ایسا حکم کرتے ہو؟ اور ثابت ہو چکا ہے کہ خلیفہ حقیقی خدا مفطور بر صراط مستقیم و مخلوق بر ہدایت ہے نہیں وہی عین ہدایت ہے اور نور محمدی اصل حقیقت ہادیہ ہے۔ کیونکر ممکن ہے کہ وہ معصوم نہو۔ حقیقت ہادیہ اور معصوم نہونا اجتماع ضدین ہے اور محال ہے پس ماننا پڑیگا کہ عصمت لازم خلافت ہے یا حقیقت نورانیہ محمدیہ کے حقیقت ہادیہ ہونے سے انکار۔ وھو محال۔ ثالثاً ان کو خدا نے خاص اپنے اوصاف کا نمونہ بنایا ہے اور گناہ ظلم ہے اور ظلم نقص۔ اور مسلم ہے کہ نقص مصنوع دال ہے نقص صانع پر اور جو نقص و عیب خلیفہ میں ہوتا ہے وہ مستخلف ہی میں سمجھا جاتا ہے"۔ کَمَا جَرَتْ بِهِ الْعَادَةُ فِی الْعَامَّةِ وَالْخَاصَّةِ وَفِی الْمَعَارِفِ مَتٰی اسْتَخْلَفَ الْمَلِكُ ظَالِمًا اُسْتُدِلَّ بِظُلْمِ خَلِیْفَتِهٖ عَلٰی ظُلْمِ مُسْتَخْلِفِهٖ وَاِذَا اسْتَخْلَفَ عَادِلًا اُسْتُدِلَّ بِعَدْلِهٖ عَلٰی عَدْلِ مُسْتَخْلِفِهٖ"۔ عوام و خواص سب میں معروف و معلوم اور محسوس و مشاہد ہے اور معارف وغیرہ میں بھی ایسا ہی ہے کہ جب کوئی بادشاہ کسی ظالم کو اپنا جانشین بناتا ہے تو اس خلیفہ کے ظلم سے اس بنانے والے کے ظلم پر استدلال کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ جس نے اسکو اپنا جانشین اور خلیفہ بنایا ہے وہ ظالم ہے اور اسی طرح اس کے عدل سے مستخلف کے عدل پر استدلال کیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے جس نے اس کو خلیفہ مقرر کیا ہے وہ عادل ہے پس ظلم خلیفہ خدا ظلم خدا کی دلیل ہوگا اور لازم آئیگا کہ خدا ظالم ہو اور یہ محال ہے

رابعاً نظام عالم عدل الٰہی پر قائم ہے اور یہ بالکل خلاف عدل الٰہی ہے کہ ایک غیر معصوم
کو دوسرے ویسے ہی غیر معصوم پر حاکم اور خلیفہ مقرر کردے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَیْسَ بِظَلَّامٍ
لِلْعَبِیْدِ "خدا ہرگز اپنے بندوں پر زیادتی نہیں کرتا فَثَبَتَ اَنَّ خِلَافَۃَ اللّٰہِ یُوْجِبُ
الْعِصْمَۃَ وَلَا یَکُوْنُ الْخَلِیْفَۃُ اِلَّا مَعْصُوْمًا۔ خلافت الٰہیہ عصمت کو واجب
قرار دیتی ہے اور نہیں ہوسکتا خلیفہ خدا مگر معصوم پس تمام خلفاء اللہ
معصوم ہیں وہو المطلوب۔

طہارت وخلافت عصمت کی طرح طہارت بھی لازمۂ خلافت ہے اور نہیں ہے طہارت
کلیہ یعنی طہارت ظاہریہ و باطنیہ یا طہارت کاملہ مطلقہ مگر عصمت پس عصمت لازم طہارت
ہے اور طہارت لازم عصمت۔ اور ثابت ہوچکا ہے کہ خلیفہ خدا نہیں ہوتا مگر معصوم اور خلافت
الٰہیہ موجب عصمت ہے اور خلیفہ مطلق جناب محمد مصطفےٰ ہیں اسلئے وہ جناب جس طرح معصوم
مطلق ہیں اسی طرح طاہر مطلق اور اسی واسطے خدا نے ان کو اس خطاب سے مخاطب فرمایا
ہے "طٰہٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی" اے طاہر ہم نے قرآن اس لئے نازل
نہیں کیا کہ تو ناقابل برداشت تکلیف اٹھائے اور زحمت میں پڑے اور یہ مسلم ومانی ہوئی
بات ہے اور عقلاء کا اس پر اتفاق ہے اور ہم اپنی بعض کتب میں ثابت بھی کرچکے ہیں کہ ظرف
مطابق مظروف اور محل مناسب حال چاہیئے۔ مظروف پاک کے لئے ظرف (برتن) بھی پاک
ہی چاہیئے اور حال نورانی کے لئے محل بھی نورانی اور ہر ایک مکین نوری کے واسطے مکان
بھی نوری۔ بنابریں روح اقدس نبوی کے لئے جو نور مطلق واول نور و مرکز انوار ہے جسم بھی نورانی
ہی چاہیئے جسم غیر نورانی ہرگز اس نور کا متحمل نہ ہوسکے گا اور اس کی تجلیات کی برداشت نہ کرسکے
گا اس روح عالم امری وعالم عرشی کے لئے بدن بھی عرشی چاہیئے ورنہ بدن غیر عرشی اس کے
ساتھ فوق سدرۃ المنتہی عرش تک نہ پہنچ سکے گا اور روح طیب وطاہر کے لئے جو روح
قدس اور روح مقدس کہلاتی ہے جسم بھی طیب وطاہر و مقدس ہی چاہیئے اور اسلئے یہ بھی
ضروری ولازمی ہے کہ جن ارحام واصلاب میں یہ نور خلیفہ خدا رہے گا اور منتقل ہوگا وہ بھی
طیب وطاہر ہی ہوں گے کفر وشرک بدترین نجاست وخباثت ہے۔ فَلَا یَکُوْنُ اَحَدٌ مِّنْ
آبَاءِ خُلَفَاءِ اللّٰہِ اِلَّا مُؤْمِنًا مُوَحِّدًا "کوئی شخص آباد اجداد خلفاء اللہ وانبیاء اللہ میں
سے غیر مومن وموحد نہ ہوگا ہمیشہ یہ نور طاہر طیب وطاہر رحموں اور پشتوں میں رہیگا اور

اسی کو آنحضرتؐ نے اکثر مقام فخر و مباہات میں بیان فرمایا ہے جیسا کہ آئندہ مذکور ہوگا
پس طہارت لازمہ خلافت الٰہیہ ہے وَهُوَ الْحَقُّ وَلَا يَكُونُ الْخَلِيفَةُ اِلَّا طَاهِرًا غیر طاہر خلیفہ
نہ ہوگا۔ شرک و کفر سے نکلے ہوئے نفوس کبھی خلیفہ نہیں ہو سکتے خلافت الٰہیہ ارحام و اصلاب
نجسہ میں قرار نہیں پکڑ سکتی۔ فَتَامَّلْ فِيْهِ حَقَّ التَّامُّلِ ؛

باب دوم

(صراط الٰہی و خلافت نبوی)

ختم نبوت و بقاء خلافت باب اول میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وجود خلیفہ خدا و خلافت
الٰہیہ ہر زمانے میں ضروری ہے اور یہ بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ ہر نبی خلیفہ خدا ہے اور یہ
ثابت کیا گیا ہے کہ نبوت آنحضرتؐ پر ختم ہو گئی اور آپ کے بعد اور کوئی نبی نہ ہوگا الا کاذب
و دجال اور اسی پر بدو اسلام سے تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ آنحضرتؐ آخری نبی اللہ ہیں
جیسا کہ نص قرآنی وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ صاف دلالت کرتی ہے اور احادیث
کثیرہ شاہد ہیں اور دلائل و براہین عقلیہ ناطق۔ شریعت آپ پر ختم ہو چکی دین کامل
ہو چکا اور نعمت خدا پوری ہو چکی اور آپ تمام مکارم اخلاق کو اتمام پر پہنچا چکے فقال
بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ "میں اس لئے اس عالم میں بھیجا گیا ہوں کہ جمیع مکارم
اخلاق کو پورا اور کامل کردوں اور ان کو درجۂ تمام و کمال پر پہنچا دوں۔ کیونکہ تکمیل اور تتمیم
دین و شریعت و مکارم اخلاق آپ ہی پر موقوف تھی اور بعد آپ کے کسی نئے نبی کی ضرورت
نہیں رہی یہ وہ حقیقت ہادیہ جامعہ محیط ہے جو سب سے پہلے وجود میں آئی اور ہادی عالم
و نور عالم قرار پائی اسکی تعریف و توصیف اور اسکی تبشیر کے لئے انبیاءؑ مبعوث ہوتے رہے
پس جب وہ حقیقت ہادیہ جامعہ محیط خود اس عالم میں بصورت دمعنی ظاہر ہو گئی تو دائرہ
ہدایت دونو طرف سے کامل اور مدور ہو گیا هُوَ الْاَوَّلُ وَهُوَ الْاٰخِرُ اول ہادی عالم بھی
وہی ہے آخر ہادی بھی وہی۔ اس محیط دائرہ ہدایت کے دونو اول اور آخر نقطے ملجانے اور

خط دائرہ پورا اور کامل ہوجانے کے بعد جو اور کوئی دعوےٰ نبوت کرے وہ ضرور اس دائرہ ہدایت سے خارج ہے اور حیطۂ اسلام سے جدا۔ دائرہ اسلامی میں داخل ہوکر کوئی شخص بعد خاتم النبیین دعوےٰ نبوت نہیں کرسکتا۔ اور جو کوئی کرے وہ مفتری وکذاب منکر آیات خدا ہے چہ جائیکہ مسلمان ہو۔ ایسے ہی مفترین کی نسبت خدا بعد ذکر بشارت حضرت عیسیٰ "مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ" فرماتا ہے فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ "جب وہ رسول محمد جسکا توریت وانجیل میں ذکر ہے اور وہ بشر احمد جسکی آخری بشارت دینے والے عیسیٰ ہیں آیات بینات اور کھلے کھلے معجزوں کے ساتھ آیا تو وہ باوجود توریت وانجیل میں انکی صاف وصریح بشارت ہونے کے کہنے لگ گئے یہ تو کھلم کھلا جادو ہے" وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ الْكَذِبَ وَهُوَ یُدْعٰۤی اِلَی الْاِسْلَامِ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ" اور اس سے زیادہ ظالم اور گنہگار کون ہے ہوسکتا ہے جو خدا پر جھوٹا بہتان باندھے اور بشارتِ احمد عربی مکی مدنی سے انکار کرے حالانکہ وہ مسلمان کہلاتا ہو اور اسلامی نام سے پکارا جاتا ہو۔ "یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ" (صف ع ۱) وہ چاہتے ہیں اپنے منہ سے پھونکیں مار مار کر (اقوال باطلہ سے) اس نور ازلی کو بجھا دیں حالانکہ خدا اس کو ضرور درجہ کمال ظہور و تمام بروز پہ پہنچانیوالا ہے اگرچہ کافرین کو ناگوار گذرے۔ بہر حال اس ہدایت جامعہ محیطہ کے اس عالم میں ظاہر ہونے کے بعد اور کوئی نبی نہوگا اور خلافت الٰہیہ قیامت تک باقی ہے مگر کوئی خلیفۃ اللہ نبی نہ کہلائیگا اور نہ دعویٰ کریگا آپ کی نبوت کے بعد مگر دجال۔ اور اسی واسطے آنحضرت نے فرمایا ہے "اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ" یعنی میں اور قیامت دونو اس طرح ملے ہوئے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں برابر ملی ہوئی ہیں مطلب صاف ہے کہ قیامت تک اب نبوت صرف میری ہی ہے اور قیامت میری نبوت سے اس طرح ملی ہوئی ہے جیسے دو انگلیاں۔ قیامت تک یہی شریعت ہے اور یہی دین ہے اور یہی نبوت و رسالت ہے۔ اب قیامت تک اور کوئی نبی نہ ہوگا اور اسکی تصریح میں اکثر فرمایا ہے "لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ" میرے بعد اب کوئی نبی نہ آئیگا "اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ" میں اور قیامت دونو اس طرح ملے ہوئے ہیں جیسے یہ دونو انگلیاں۔ نہایت روشن اور بیّن اور واضح دلیل ہے کہ محمد مصطفےٰ اور

قیامت کے درمیان نبوت نہیں ہے۔ دائرہ نبوت بمقام کمال پہنچ چکا ہے۔

اختیار و انتخاب خلافت الٰہیہ

بہرکیف انبیاء اللہ آپ پر ختم ہو چکے اور خلفاء اللہ باقی ہیں

لیکن خلافت مطلقہ و خلافت الٰہیہ کلیہ یہی حقیقت ہادیہ جامعہ محیطہ ہے اب خلافت خدا اس سے خارج نہیں ہو سکتی اور اس جناب خلیفہ مطلق کے دنیا سے بصورت ظاہری چلے جانے کے بعد اب کون ہے جو اس مقام و مرتبہ پر بیٹھ سکے؟ اور اس کا جانشین کہلا سکے۔ اس حقیقت ہادیہ جامعہ و محیط نورانیہ اول ما صدر و اکمل و افضل و اعلیٰ و اشرف ترین مخلوقات و مصنوعات کا قائمقام کون ہو سکتا ہے جسکی شان رحمۃ للعالمین ہو اس رحمت واسعہ الٰہیہ کی اب جانشینی کون کر سکتا ہے وہ ذات محیط جو کل ما سوی اللہ و جمیع عوالم اور تمام مخلوقات جن و انس و چرند و پرند و وحش و ہوام و ملائک و نفوس و ارواح و عقول پر بشیر و نذیر ہو۔ جسکی شان "لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا" ہو اس کے بعد اس کی خلافت کس کو میسر ہو سکتی ہے وہ شہر علم الٰہی جس میں جمیع ضروریات اور کل ما یحتاج عالم کا ذخیرہ ہو اسلئے کہ جب تمام عوالم پر مبعوث اور سب پر پیغمبر اور سب کے ولی ہیں تو ضرور سب کی زبان سمجھتے ہیں اور سب کا علم رکھتے ہیں اور سب کی ضروریات و احتیاجات کو جانتے ہیں سب کو دیکھتے اور سب کی سنتے ہیں اور سب کی حاجت روائی کرتے ہیں۔ اس کی جگہ بیٹھنا یہ کس کی مجال ہے کون اس بار عظیم کا متحمل ہو سکتا ہے جسکو ذات کاملہ مکملہ نورانیہ محمدیہ اٹھا سکتی ہے؟ کسی کی مجال نہیں جو اسکی جانشینی کا دعویٰ کر سکے کسی کی طاقت نہیں کہ اسکی نیابت کر سکے کس میں یہ علم و قدرت ہے جو اس حقیقت ہادیہ جامعہ محیطہ کی ڈیوٹی کو پورا کر سکے؟ کون بشر ہے جو اس رحمۃ للعالمین اور نذیر للعالمین کا جانشین مقرر کر سکے؟ کونسی قوت اجتماعیہ یہ استطاعت رکھتی ہے جو خالق کل اور حکیم و علیم و قدیر اول کی قائمقامی کر سکے اور خلیفہ خدا اور خلیفہ رسول مطلق بن سکے۔ کیونکہ نور کی جگہ نور ہی آ سکتا ہے معصوم کا قائمقام معصوم ہی ہو سکتا ہے۔ طاہر کی جگہ طاہر ہی لے سکتا ہے ہدایت مطلقہ صراط مستقیم کا جانشین ہدایت مطلقہ اور صراط اللہ ہی بن سکتا ہے عادل مطلق کا گدی نشین عادل مطلق ہی ہو گا نہ ظالم۔ ولی اللہ کی مسند پر شاہ ولایت ہی بیٹھے گا نہ غیر رحمۃ للعالمین و نذیر للعالمین کا نائب آیۃ اللہ فی العالمین حجۃ علی عبادہ اجمعین ہو گا کون ہے جو اسکو بنا سکے۔ لا واللہ حاشا و کلا۔ اگر تمام جن و انس ملکر ایک مچھر یا مکھی یا چیونٹی بنانی چاہیں تو نہیں بنا سکتے۔ ان میں کہاں یہ طاقت ہے کہ اگر ان میں سے کسی کی ایک

قوت کم ہوجائے تو اس کی تلافی کر سکیں ایک جاہل کو اپنی قوت سے عالم بنا سکیں ایک اندھے کو اپنی طاقت سے بینا کر سکیں ۔ چہ جائیکہ ہادی سبل و تدبر کل و مولائے عالمین کا قائمقام پیدا کر سکیں انسان ضعیف البنیان میں کہاں یہ طاقت ۔ رَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ" خدا ہی جس کو چاہتا ہے خلق کرتا ہے اور جس کام کے لئے جس کو چاہتا ہے اختیار کرتا ہے انسانوں کو کوئی اختیار حاصل نہیں ہے یہ وہ بار عظیم ہے جس کو اس کے سوا کوئی نہیں اٹھا سکتا جس کو خدا اس کے لئے خلق فرمائے اور مامور کرے اور کس کی مجال ہے جو اس کو اس کے محل و مقر اصلی سے اٹھالے **یہ وہ بزرگ امانت الہٰی** ہے جس کے اٹھانے سے زمین و آسمان و جبال و بحار ابا کرتے ہیں اور پناہ مانگتے ہیں وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۔ اور جس انسان نے اس کو محل و مقر و مقام اصلی سے اٹھالیا اور خود اختیار کیا اس نے نہایت نادانی سے اپنے نفس اور عالم پر سخت ظلم کیا و **يعض الظالم على يديه** +

محل و مقر خلافت الٰہیہ بیشک اگر خالق اکبر کسی کو اس مرتبہ و مقام پر خلق کرے اور اس علم و معرفت و ہدایت پر مفطور کرے یہ نورانیت و روحانیت عطا کرے ۔ یہ قوت و طاقت دے یہ احاطہ عنایت فرمائے اور اس صراط پر پہنچائے ۔ لِاَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (کیونکہ وہ ہر شے پر قادر ہے) وَاللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وہی تمام زمین و آسمان کا نور ہے ۔ وہ خالق نور منور نور فوق کل نور ہے وہ بیشک ایسا ہی نور پیدا کر سکتا ہے وہ اس نور کو یہ قوت دے سکتا ہے ۔ وہ ایسے معصوم طاہر وجود اس کام کے لئے چن سکتا ہے ۔" وَاللّٰهُ يَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ " **اللہ ہی جانتا ہے کہ اپنی رسالت کہاں کس جگہ اور کس میں قرار دے اور کس کو عہدہ خلافت الٰہیہ عطا فرمائے** ملائکہ مقربین و کروبیین خلافت الٰہیہ کے محل و مستقر و مکان کی شناخت سے عاجز رہے نہ جان سکے کہ خلافت الٰہیہ کا مورد و محل کہاں ہے ۔ کہہ بیٹھے " نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ " یہ خلافت تو ہم میں ہونی چاہئے کہ ہم تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں ۔ جواب ملا ۔ اِنِّيْ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ " ۔ اے میرے ملائکہ تم نہیں سمجھ سکتے کہ یہ خلافت کہاں ہونی چاہئے اور کس جگہ قرار دی جائے میں ہی اس کو جانتا ہوں ۔ **میں خالق و صانع ہوں اور علیم ازلی میں جانتا ہوں اس خلافت کے تحمل کے لئے کس قوت و استعداد و قابلیت کی ضرورت ہے اور کس میں میں نے یہ قوت رکھی ہے** ۔ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا

اپنے عجز و قصور کا ملائکہ اقرار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیشک اے ہمارے خالق و صانع تو سچا ہے۔ ہمارا علم یہاں تک محیط نہیں اور تو جانتا ہے جو علم ہم کو تو نے دیا ہے ان کو خبر دی گئی اور بتلا دیا گیا "اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ" تحقیق کہ میں طین سے ایک صورت بشری بنانیوالا ہوں پس جب میں اس کا تسویہ کر لوں اور تمام اعضاء و جوارح کو مناسب مقام پر درست کر لوں اور اس میں اپنی ایک روح خاص پھونکدوں (تو سمجھ لو کہ وہ میرا خلیفہ و وارث خلافت الٰہیہ ہوگا) تم سب اسکے لئے سجدہ تعظیمی بجالاؤ۔ اس میں اول محل خلافت صورت بشری بتلایا گیا اور یہ دلالت صریح ہے اس مقصد پر کہ خلیفہ نہیں ہو سکتا مگر بشر۔ پھر یہ بتلایا گیا ہے کہ محض صورت بشری کا بنانا خلیفہ نہیں ہے کیونکہ اگر یہ مقصود ہوتا کہ محض صورت جسمانی بشری خلیفہ خدا ہے تو فرمایا "فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ" جب میں اس کو بنالوں تو فوراً تعظیم بجالاؤ لیکن بمقام خلافت یہی ہے بلکہ فرمایا "وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ" جب اس صورت بشری اور قالب بشری انسانی کو بنا کر اس میں اپنی ایک خاص روح پھونکدوں اس وقت اس کو تعظیم سلامتی دو لہذا ثابت ہوا کہ محل و مقام خلافت الٰہیہ یہ نفخ روح خاص ہے جب تک یہ روح نہ ہو کوئی خلیفہ خدا نہیں ہو سکتا (دیکھو حصہ اول) یہاں سے وہ احادیث مستنبط ہیں جن میں یہ تصریح ہے کہ مومن میں چار روحیں ہوتی ہیں اور نبی و امام (خلفاء اللہ و حجج اللہ) میں پانچ اور ایک روح قدس ان میں زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ آیہ مبارکہ "وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ" کی تفسیر میں جابر بن عبد اللہ الانصاری رض سے مروی ہے کہ یہ سابقین انبیاء مرسلین و غیر مرسلین ہیں "فَفِیْهِمْ خَمْسَةُ اَرْوَاحٍ رُوْحُ الْقُدُسِ وَرُوْحُ الْاِیْمَانِ وَرُوْحُ الْقُوَّةِ وَرُوْحُ الشَّهْوَةِ وَرُوْحُ الْبَدَنِ" یعنی روح قدس۔ روح ایمان۔ روح قوت۔ روح شہوت اور روح بدن۔ اور انہی سے روایت ہے "اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْاَنْبِیَاءَ وَالْاَئِمَّةَ عَلٰی خَمْسَةِ اَرْوَاحٍ رُوْحُ الْقُوَّةِ وَرُوْحُ الْاِیْمَانِ وَرُوْحُ الْحَیٰوةِ وَرُوْحُ الشَّهْوَةِ وَرُوْحُ الْقُدُسِ۔ فَرُوْحُ الْقُدُسِ مِنَ اللّٰهِ وَسَائِرُ هٰذِهِ الْاَرْوَاحِ یُصِیْبُهَا الْحَدَثَانِ فَرُوْحُ الْقُدُسِ لَا یَلْهُوْ وَلَا یَلْعَبُ وَلَا یَتَغَیَّرُ وَبِرُوْحِ الْقُدُسِ عَلِمُوْا مَا دُوْنَ الْعَرْشِ اِلٰی مَا تَحْتَ الثَّرٰی" پس روح القدس ہی اللہ کی طرف سے ہے اور یہی روحی (میری روح) کہلاتی ہے اور باقی تمام ارواح کو حوادث و عوارض زمانہ عارض ہوتے ہیں اور روح القدس نہ لہو و لعب میں مشغول

ہوتی ہے نہ اس پر غفلت و نسیان طاری ہوتا ہے اور نہ اس میں تغیر و تبدل واقع ہوتا ہے
اور انبیا اس روح پاک سے عرش سے فرش تک کی باتیں جانتے ہیں۔ آو یہی آیہ مجیدہ۔ "رَفِیعُ
الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ یُلْقِی الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهٖ عَلٰی مَنْ یَشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ لِیُنْذِرَ یَوْمَ التَّلَاقِ
(...) سے ثابت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا ہی درجات کا بلند کرنیوالا اور صاحب عرش
ہے۔ وہ اپنے عالم امر سے روح خاص اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے القا
کرتا ہے تاکہ وہ روز قیامت سے ڈرائے۔ یعنی بلا اس روح خاص کے وہ نذیر نہیں
ہوسکتا۔ اور اِنِّیْ خَالِقٌ بَشَرًا۔ میں لفظ خالق اور اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْأَرْضِ خَلِیْفَةً
میں جاعل صاف دلالت کرتے ہیں اور ان میں اسی طرف اشارہ ہے کہ یہ خلافت خلق اور
جعل سے تعلق رکھتی ہے بلکہ اس میں تصریح ہے کہ بعد خلق انتخاب نہیں ہے بلکہ بعد انتجاب
علمی خلیفہ خدا مخلوق و مفطور بر خلافت ہوتا ہے اور کسی کے انتخاب و اختیار
کو یہاں دخل نہیں صرف خلق الٰہی و جعل الٰہی کو دخل ہے (کما اوما فا الیہ سابقًا)
وَالنَّبِیُّ نَبِیٌّ وَلَوْ کَانَ صَبِیًّا۔ نبی نبی ہی ہے اگرچہ بچہ ہی ہو اور اسی طرح امام اسی روح
کے ساتھ امامت پر خلق ہوتا ہے۔ "وَالْإِمَامُ إِمَامٌ وَلَوْ کَانَ غُلَامًا"۔ اور امام ہمیشہ امام ہی
ہوتا ہے اگرچہ لڑکا ہی کیوں نہو۔ "فَاللّٰهُ یَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ خِلَافَتَهٗ"۔ خدا ہی جانتا ہے
کہ کہاں اپنی خلافت قرار دے۔ "وَرَبُّكَ یَخْلُقُ مَا یَشَاءُ وَیَخْتَارُ مَا کَانَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ"۔
یہاں سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ اجماعی و انتخابی خلافت ہرگز علم باری میں نہ تھی۔
اور خلافت الٰہیہ ازلیہ کے خلاف اپنی طرف سے انتخاب و اختیار معلومات باری تعالےٰ
میں اضافہ کرتا ہے اور یہ بھی واضح ہے کہ خلیفہ خدا جمیع ملائکہ خدا سے مقدم اور خدا کے
نزدیک مکرم و معظم ہے اس کا شب معراج جناب جبرئیلؑ نے اقرار کیا ہے جبکہ وقت
نماز آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیل تم آگے ہو۔ عرض کیا۔ "إِنَّا لَا نَتَقَدَّمُ عَلَی الْآدَمِیِّیْنَ
مُنْذُ أُمِرْنَا بِالسُّجُوْدِ لِآدَمَ"۔ یعنی جب سے ہمیں آدمؑ کے لئے سجدہ کا حکم دیا گیا ہے ہم
آدمیوں پر مقدم نہیں ہوتے۔ آدم مقدم بر ملائکہ ہیں تو جناب خاتمؐ کا کیا مقام ہوگا؟۔
ضرور وہ جمیع عوالم پر مقدم ہوں گے (کما سیجئی)۔

بہرنہج محل و مقر خلافت خدا جانتا ہے اور وہ علیم و حکیم و قدیر ازلی ایک نور
اس نور کا قائمقام پیدا کرسکتا ہے یا اسی نور کو متعدد صور میں منقسم کرکے مظاہر خلافت

قرار دے سکتا ہے اور اس روح نورانی و آفتاب عالم امکانی کو بطور تشعشع (شعاع شعاع ہونا) بروج متعددہ میں جاری کرسکتا ہے اور ہماری تمہید سے ثابت ہے کہ خلافت مطلقہ الٰہیہ ختمیہ کی قائمقامی کوئی دوسرا وجود نہیں کرسکتا کیونکہ اور کوئی وجود نہ اسکی برابر ہے اور نہ اس سے فوق بلکہ ادنیٰ اور ماتحت ہیں۔ اور جب دائرہ ہدایت و خلافت نہایت مقام اتصال قوسی پر پہنچ گیا ہے تو کوئی خارج سے مستحق خلافت نہیں ہوسکتا۔ اب دائرہ خلافت الٰہیہ اسی میں منحصر رہیگا۔ اب قائمقامی اس کی ہے۔ اور یہ حقیقت جامعہ محیط تو اس کو اور کوئی دائرہ صغیرہ جزئیہ محیط نہیں ہوسکتا نہ اسکے برابر و مساوی ہوکر اس کے احاطہ کو جامع ہوسکتا ہے۔ پس اب نہوگا خلیفہ خدا مگر یہی نور اور نہ ہوگا قائمقام رسول مگر نفس رسول اور نہ محیط ہونگی عالم کو مگر اسی آفتاب کامل کی شعاعیں اور اب قیامت تک نہ چمکیگا مگر یہی نور خلافت اپنے بروج متعددہ میں۔ یہی مطلب ہے آپ کا اس فرمانے سے اَنَا وَالسَّاعَۃُ کَھَاتَیْن۔ میں اور قیامت دونو ملے ہوئے ہیں اور درمیان میں کوئی حائل و حاجب از خارج نہیں ہے یہی نور تا قیامت روشن و درخشاں ہے اور نور سرمدی سے اتصال و قرب رکھتا ہے *

تشخیص محل و مقر خلافت الٰہیہ

اب دیکھنا اور غور کرنا چاہیئے کہ وہ نور ازلی اور وہ نفس محمدی اور برج خلافت اولی کون ہے جو قائمقام محمدؐ ہو۔ جہاں سے اس آفتاب ہدایت کی شعاعیں چمکیں۔ جو اس نیر عالم ولایت و خلافت کا مظہر۔ اس نور کی مصباح نورانی یا اس نور کی قندیل پُر ضیاء "کانہ کوکب دری" ہو۔ ہاں یہ وہی نور ہے جو جزو نور محمدی اور نفس نور نبوی ہے جس کو اسی سے خلق کیا گیا ہے۔ فقال سبحانہ "واتَّبِعُوا النُّورَ الَّذِی اُنْزِلَ مَعَہٗ" یعنی نجات صرف اسکے لئے ہے۔ ہدایت یافتہ صرف وہ ہیں۔ صراط مستقیم پر صرف وہ پہنچ سکتے ہیں۔ پل صراط کو صرف وہ عبور کرسکتے ہیں جو نبی امی عربی کا اتباع کرتے ہیں اس پر ایمان رکھتے ہیں اور اسکے پیچھے پیچھے چلتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو اس کے ساتھ نازل کیا گیا ہے وہ کونسا نور ہے جو نور محمدی کے ساتھ ساتھ آیا ہے؟۔ نور محمدی اول مخلوق ہے اسکی معیت تامہ کس کو نصیب ہوسکتی ہے؟ ہاں اسکو ہوسکتی ہے جسکی اصل ایک ہے جو دراصل ایک

ہی اصل (جڑ) کے دو تنے ہیں اور دوئی محض اضافی ہے اور اسکی طرف خداوند عالم
لطیف اشارہ کرتا ہے "وَفِي الْاَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ وَّجَنّٰتٌ مِّنْ اَعْنَابٍ وَّزَرْعٌ
وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ يُّسْقٰى بِمَاۗءٍ وَّاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلٰي بَعْضٍ
فِي الْاُكُلِ (رعد ع) اور زمین میں بہت سے قطعے باہم ملے ہوئے ہیں اور انگور کے باغ
اور کھیتیاں ہیں۔ اور کھجور کے درخت بعض دو دو تنوں والے اور بعض اکیلے اور ہم
ان کو ایک ہی پانی سے سیراب کرتے ہیں اور مزے میں بعض کو بعض پر فضیلت دیتے ہیں
صورت تنزیلی "اس کی ظاہر اور واضح ہے۔ اور تاویل اسکی حدیث نبویہ مرویہ جابر بن
عبد اللہ الانصاری سے دیکھو کہ عالم انسانی میں نہیں عالم امکان میں وہ کونسا درخت صنو
ہستی پر ایسا ہے جسکی ایک جڑ اور دو تنے ہیں۔ دیکھو خلافت الٰہیہ حصہ اول اور تفصیل ذیل
میں ملاحظہ ہو "اَنَا وَعَلِيٌّ مِنْ شَجَرَةٍ وَاحِدَةٍ وَالنَّاسُ مِنْ اَشْجَارٍ شَتّٰى" میں اور علیؑ ایک ہی
درخت سے ہیں (جڑ ایک ہے اور تنے دو ہیں) اور باقی لوگ مختلف درختوں سے ہیں ابو الحسن
علی بن محمد المعروف بابن المغازلی الواسطی الشافعی جناب سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے
نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ میں نے اپنے حبیب محمد مصطفٰے کو کہتے سنا "كُنْتُ اَنَا وَ
عَلِيٌّ نُوْرًا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ يُسَبِّحُ اللّٰهَ ذٰلِكَ النُّوْرُ وَيُقَدِّسُهُ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ
اللّٰهُ اٰدَمَ بِاَرْبَعَةَ عَشَرَ اَلْفَ عَامٍ فَلَمَّا خَلَقَ اٰدَمَ اَوْدَعَ ذٰلِكَ النُّوْرَ فِيْ صُلْبِهِ فَلَمْ نَزَلْ
اَنَا وَعَلِيٌّ شَيْئًا وَاحِدًا حَتّٰى افْتَرَقْنَا فِيْ صُلْبِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَفِيَّ النُّبُوَّةُ وَفِيْ عَلِيٍّ
الْاِمَامَةُ" یعنی فرماتے ہیں کہ میں اور علی ایک نور خدائے عزوجل کے آگے تھے درحالیکہ
وہ نور خدائے وحدہ لاشریک کی تسبیح و تقدیس کرتا تھا۔ حضرت آدم کے خلقت سے چودہ
ہزار سال پہلے پس جب خدا نے آدم کو خلق کیا تو اس نور کو ان کی پشت میں ودیعت
کیا پس برابر میں اور علی ایک ہی چیز رہے تا اینکہ پشت عبد المطلب میں آکر جدا جدا ہوئے
پس مجھ میں نبوت رہی اور علی میں امامت اس حدیث کو علامہ دیلمی نے بھی
نقل کیا ہے اور علامہ مجلسی و شیخ صدوقؒ و شیخ مفیدؒ وغیرہم نے اپنی اپنی کتب میں یہ اور اس
قسم کی بہت سی احادیث درج کی ہیں۔ اور ابوذر غفاری سے بھی ابن مغازلی
نے یہ روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں اور علیؑ خدائے عزوجل کے آگے عرش
کے دائیں طرف ایک نور کی صورت میں تھے اور وہ نور اسکی تسبیح و تقدیس کرتا تھا حضرت

آدم کی خلقت سے چودہ ہزار سال قبل۔ پس میں اور علی برابر ایک ہی چیز رہے تا اینکہ صلب عبد المطلب میں جدا جدا ہوئے فجزءٌ انا وجزءٌ علیٌّ۔ پس ایک جز میں ہوں اور ایک جز علی۔ علی اور نبی ایک نور کے دو جز (دو ٹکڑے) ہیں ایک میں نبوت ہے اور ایک میں امامت۔ حموینی نے کتاب فرائد السمطین اور موفق خوارزمی نے اپنی کتاب مناقب میں زیاد بن منذر سے انھوں نے جناب باقر العلومؑ سے بحوالہ آباء کرام آنحضرتؐ سے روایت کی ہے جسکا مضمون قریب یہی ہے۔ آخری الفاظ میں فرق ہے۔ یعنی فرماتے ہیں " پھر ہمکو صلب عبد المطلب نے جدا جدا کیا اور اس کو دو ٹکڑوں پر تقسیم کیا ایک جز کو پشت عبد اللہ میں ودیعت کیا اور ایک کو پشت ابوطالب میں فَعَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْهُ لَحْمُهٗ لَحْمِیْ وَدَمُهٗ دَمِیْ " پس علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں اس کا گوشت میرا گوشت ہے اور اس کا خون میرا خون۔ نیز۔ موفق خوارزمی ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا کہ جب خدا نے آدمؑ کو خلق کیا اور اس میں اپنی خاص روح پھونکی تو ان کو چھینک آئی تو انھوں نے کہا الحمد للہ۔ وحی ہوئی آدم تو نے میری حمد ادا کی اور مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ اگر وہ دونو بندے نہ ہوتے جنکو میں خلق کرنا چاہتا ہوں (بصورت بشری) تو میں تجھے خلق نہ کرتا عرض کیا اے میرے خالق بزرگ و برتر کیا وہ دونو مجھ سے ہوں گے ارشاد ہوا ہاں اے آدم اوپر نگاہ کرو اور دیکھو۔ آپ نے دیکھا تو عرش پر لکھا ہوا تھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ هُوَ نَبِیُّ الرَّحْمَةِ وَعَلِیٌّ مُقِیْمُ الْحُجَّةِ " سوائے خداوند عالم اور کوئی معبود مستحق عبادت نہیں ہے اور محمد رسول مطلق خداوند عالم ہے وہ نبی رحمت ہے اور علی قائم کنندہ حجت خدا اصل نبوت روح نورانی محمد سے مخصوص ہے اور باقی انبیاء و شرائع اور نتیجہ نور محمدی فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم " وَاَرْوَاحُ الْاَنْبِیَاءِ وَالرُّسُلِ مِنْ نُوْرِیْ وَاَرْوَاحُ الْاَوْلِیَاءِ وَالشُّهَدَاءِ وَالسُّعَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ مِنْ نَتَائِجِ نُوْرِیْ " یعنی انبیاء و رسل کی روحیں میرے نور سے ہیں اور اولیاء اللہ و الشہداء سعداء اور صالحین کی روحیں میرے نور کے نتائج و آثار (کما نقلہ ابن الصلاح الحلبی) فصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس قسم کی بہت سی احادیث ہیں اور متفق علیہ فریقین ہے کہ علی و نبی ایکسہ ہی نور سے ہیں۔

اول برج آفتاب خلافت الٰہیہ یہ ثابت ہوچکا ہے کہ آنحضرتؐ کی نبوت وخلافت

ابتدا ہی سے ثابت ہے۔ اور "کُنْتُ نَبِیًّا وَآدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ" کی تفسیر میں عیسائی

محققین نے لکھا ہے کہ مطلب اس کا یہ ہے کہ آنحضرتؐ اس وقت وصف رسالت ونبوت

و(خلافت) سے متصف تھے جبکہ آدم پیدا بھی نہوئے تھے اور اسی واسطے حضرت آدم نے

آپ کا نام عرش پر **محمد رسول اللہ** لکھا دیکھا تھا نہ صرف محمد (جیسا کہ ابھی مذکور ہوا) اور

آیات قرآن اور ان احادیث سے ثابت ہے کہ نور نبی وعلی ایک ہی ہے اور عبدالمطلب کے

صلب میں آکر جدا جدا ہوئے ورنہ برابر ایک ہی رہے پس ثابت ہوا ہے کہ جو تقدم نور محمدی

کو حاصل ہے وہی نور علی کو حاصل ہے اور جس طرح محمدؐ اس وقت خلافت الٰہیہ سے متصف

تھے اسی طرح علی بھی خلافت الٰہیہ سے متصف تھے۔ اور "عَلِیٌّ مِنِّیْ وَاَنَا مِنْہُ" نے ثابت کردیا

کہ علی نبی سے ہیں اور نبی علی سے۔ اور اس لئے یہ خلافت الٰہیہ ایک ہی دائرہ میں منحصر ہے اور وہ

نور اولی نبوی ہے جو صورت علوی سے بھی چمکا اور علی ہی وہ پہلے برج آفتاب خلافت

ہیں جن میں مرتبہ دوم آفتاب نبوت بصورت ظاہری جلوہ گر ہوا لیکن

یہ خلافت علی میں بصورت امامت ظاہر ہوئی نہ بصورت نبوت کیونکہ لفظ خاتم النبیین نے

تنصیص کردی کہ نبی ختم ہوچکے محمد مصطفٰےؐ واحمد مجتبٰےؐ کے بعد اب کوئی نبی نہ ہوگا۔ لیکن ثابت

ہوچکا ہے کہ خلافت تا قیام قیامت باقی ہے۔ اور خطاب وعہدہ امامت جو جناب شجرۃ الانبیاء

حضرت خلیل اللہ سے شروع ہوا اسکے مستحق نبی اسمٰعیل میں اول جناب محمد مصطفٰےؐ ہی ہوئے

چنانچہ حصہ اول میں ثابت کرچکے ہیں۔ اور آیہ مجیدہ "اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاِبْرَاہِیْمَ لَلَّذِیْنَ

اتَّبَعُوْہُ وَھٰذَا النَّبِیُّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا (آل عمران ع ۷) (بیشک عہدہ ابراہیمی کے مستحق

وہ لوگ ہیں جو ان کے پیچھے پیچھے آئے (اسحق ویعقوب وغیرہما) اور یہ نبی (محمد امی عربی)

اور وہ لوگ جنھوں نے اول اول اس نبی کی تصدیق کی ہے) اور اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ

اِمَامًا الخ سے ثابت ہوچکا ہے کہ امامت ذریت ابراہیم میں تا قیام قیامت باقی ہے پس معلوم

ہوا کہ خلافت بھی باقی ہے اور امامت بھی باقی لہٰذا وہ **خلافت الٰہیہ بصورت امام**

ظاہر ہوئی اور اول ظہور اس کا علی ابن ابیطالب سے ہوا جو جزو نور

محمدی ہیں۔ اسی واسطے حضرتؐ نے فرمایا مجھ میں نبوت ہے اور علیؑ میں امامت۔

یعنی اب آنحضرتؐ کے بعد کوئی نئی شریعت نہیں آئیگی نئی کتاب نازل نہ ہوگی ہاں

یہی نور محمدی تا قیامت اپنے مظاہر یعنی خلفاء اللہ و ائمہ سے ظاہر ہوتا رہیگا ... نور کے قائمقام وائمہ ہدیٰ و پیشوائے خلق ہوں گے ۔ فالعلی خلیفۃ اللہ فی العالمین والامام الخلق اجمعین +

تشریح شرائط خلافت الٰہیہ در اول برج خلافت

اول میں ثابت ہو چکا ہے کہ اس محل خلافت کی شرط اول تقدم واوّلیت ہے ۔

معیت فی الاولیۃ

اور جب یہ ثابت ہے کہ نور علیؑ و نور نبی ایک ہی ہے اور نور نبی اول مخلوق ہے اسلئے نور علی بھی اول مخلوق ہے پس وہ مقدم ہے تمام خلق پر اور اس وقت سے ہے جبکہ نہ زمین تھی نہ آسمان نہ مکان نہ زمان پس جو فوقیت و احاطہ نور نبی کو حاصل ہے وہی اسکو بھی حاصل ہے ۔ "فھو خلیفۃ اللہ فی ارضہ وحجتہ علی عبادہ" +

معیت فی الھدایۃ الفطریۃ والخلقیہ

سابقاً محقق ہو گیا ہے کہ حقیقت محمدیہ حقیقت ہادیہ ہے اور محمد مفطور بر ہدایت و مخلوق بر ہدایت ہے ۔ اور اصل و حقیقت علویہ و نبویہ ایک ہی ہے فحقیقۃ العلی ایضاً اول حقیقۃ ظھرت ھادیۃ جامعۃ محیطۃ حقیقت علویہ بھی اول حقیقت جامعہ ہادیہ محیطہ ہے ۔ اور ثابت ہو چکا ہے کہ خلقت محمدی صراط مستقیم پر ہے بلکہ حقیقت صراط مستقیم نفس حقیقت ہادیہ محمدیہ ہے لہذا ثابت ہوا کہ حقیقت علویہ بھی نفس صراط مستقیم ہے اور علی مخلوق و مفطور بر صراط مستقیم ہے ۔ اور جس طرح سے کہ شان محمدی "انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم" ہے اور صراط محمدی ہی صراط مستقیم الی اللہ ہے ۔ اسی طرح علی صراط مستقیم پر ہے اور صراط علی ہی صراط مستقیم الی اللہ ہے کیونکہ اصل ایک ہے حقیقت ایک ہے اور علی صنو رسول اور جزء رسول ہے ۔ نبی علی سے ہے اور علی نبی سے "فلا شک ولا ریب ان صراط علیٍّ متصل بصراط النبی" ۔ یقیناً صراط علی صراط نبی سے متصل ہے ۔ فلذا قال عزوجل "قال رب بما اغویتنی لازینن لھم فی الارض ولاغوینھم اجمعین الا عبادک منھم المخلصین قال ھذا صراط علیٍّ مستقیم و ان عبادی لیس لک علیھم سلطان الا من اتبعک من الغاوین" ۔ (حجر ع ۳) ابلیس لعین نے کہا اے پروردگار چونکہ تو نے مجھے اغوا کیا ہے تو میں ضرور ان بنی آدمؑ کے لئے زمین میں اشیاء دنیاوی کو زینت دونگا اور ان سب کو بہکا لونگا سوائے تیرے بندگان مخلصین کے

ارشاد ہوا یہ صراط مستقیم علی ہے (جو اس پر چلا وہ ہرگز مجھ سے نہ بہک سکے گا) اور ان پر جو میرے بندے ہیں تیرا کوئی زور نہیں ہے ہاں ان گمراہوں پر تیرا زور چل جائیگا جو تیری پیروی کرلیں۔ اس آیہ مبارکہ میں حق سبحانہ و تعالیٰ نے اتصال صراط علی و صراط نبی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بایں معنی کہ ہدایت مطلقہ خاتم النبیینؐ ہے اور وہ نبی مطلق ہے۔ اور اس پر ایمان لانا سب مخلوق پر فرض ہے اور مقام امامت و ولایت مقام ظہور و تصرف ہے اور مقام نبوت مقام حجاب و ناموس الٰہی ظہور مقام امامت سے ہوتا ہے اسی واسطے آنحضرت نے فرمایا ہے "اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا وَمَنْ یَاْتِی فَلْیَاتِ بِالْبَابِ" میں شہر علم ہدایت و خلافت الٰہیہ ہوں اور علی اس شہر کا دروازہ ہے پس جو شخص مجھ تک پہنچنا چاہتا ہے اور میری صراط پر چلنا چاہتا ہے اس کو چاہئے کہ باب ہدایت و خلافت سے آئے کیونکہ خدا حکم دیتا ہے وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِھَا اس خانہ ہدایت میں ان کے دروازوں اور ان کی راہوں سے پہنچو جو ان کے لئے مقرر کی گئی ہیں اگر ایسے راہ آؤ گے تو داخل شہر ہدایت و خلافت نہ ہوسکو گے۔ پس صراط نبی تک پہنچنا موقوف ہے صراط علی پر اسلئے خدا نے ارشاد فرمایا کہ اے ابلیس یہ صراط مستقیم علی ہے جو متصل ہے صراط نبی مطلق سے اور صراط نبی مطلق متصل ہے صراط اللہ سے پس جو اس صراط پر پڑ گیا وہ مجھ تک پہنچ جائیگا اور ان میرے بندوں پر تیرا کوئی زور نہ چل سکیگا تیرا زور انھیں پر کچھ چل سکے گا جو اس راہ سے بھٹکے ہوئے ہوں گے۔ بے راہ صراط الٰہی تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہوں گے اور اس بات میں تیری پیروی کرتے ہوں گے۔ تو بھی خلافت الٰہیہ سے منکر ہوکر اور تعظیم خلیفہ خدا سے تکبر کرکے مقرب بننا چاہتا تھا کہ مردود و رجیم ہوگیا۔ یہ خلافت ہی مجھ تک پہنچنے کا راستہ ہے اور اتباع و اطاعت خلیفۃ اللہ سب پر فرض ہے جب تمام ملائکہ مقربین ماتحت خلیفہ خدا ہیں تو باقی مخلوقات جن و انس و چرند و پرند کس شمار میں ہیں وہ کس طرح اطاعت خلافت الٰہیہ سے خارج ہوسکتے ہیں پس جو تیری طرح از روئے حسد و تکبر اس خلافت الٰہیہ سے اعراض کرینگے جو مجھ تک پہنچنے کا سیدھا راستہ ہے وہ گمراہ ہوں گے۔ اور جو خلافت الٰہیہ کو تسلیم کرینگے وہ کبھی گمراہ نہ ہوں گے۔

صراط مستقیم کون ہے | اگر لفظ "ھٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ" پر غور کیا جائے تو معلوم

ہوگا کہ سوائے اسکے اور کوئی معنی ہو ہی نہیں سکتے جو ہمنے لکھے ہیں کیونکہ عام طور پر اسکو یوں
پڑھا جاتا ہے۔ "ھٰذَا صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ" جسکا لفظی ترجمہ یہ ہے یہ میرے اوپر کو سیدھا
راستہ ہے۔ مگر یہ مطلب بالکل غلط و باطل ہے کیونکہ ذات خداوند واجب الوجود فوق
جمیع ممکنات ہے اور کوئی شئے فوق خداوند عالم نہیں ہوسکتی بلکہ "ھُوَ فَوْقَ کُلِّ شَیْءٍ" اور آیہ
مجیدہ "اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ" صاف اس مضمون کے منافی و متناقض ہے کیونکہ خداوند
عالم بر صراط مستقیم ہے نہ صراط مستقیم بر خداوند عالم کیونکر ممکن ہے کہ خدا کے اوپر کو کوئی
راستہ ہو۔ اور کوئی شئے اس کے اوپر کہلائے قطعاً محال ہے۔ ہاں اگر "ھٰذَا صِرَاطٌ اِلَیَّ مُسْتَقِیْمٌ"
ہوتا یعنی یہ میری طرف کو سیدھا راستہ ہے تو بیشک صحیح ہوسکتا تھا لیکن ایسا یقیناً نہیں
ہے "عَلَیَّ" ہے نہ "اِلَیَّ"۔ اسی وجہ سے بعض مفسرین مثل **قاضی بیضاوی** مجبور ہوئے ہیں کہ
اس جملہ کی تاویل کریں اور الفاظ اپنی طرف سے داخل کریں چنانچہ انھوں نے یہ الفاظ زیادہ
کئے ہیں "ھٰذَا صِرَاطٌ حَقٌّ عَلَیَّ اَنْ اُرَاعِیَہٗ" یہ سیدھا راستہ ہے مجھ پر واجب ہے کہ میں
اس کی رعایت کروں اور نگاہ رکھوں" اس میں اول تو یہ خرابی ہے کہ عبارت خدا اور
کلام خدا کی اصلاح کرنی پڑتی ہے۔ دوسرے خدا پر ایک حکم واجب ہوتا ہے حالانکہ ان
مفسرین کے عقیدے میں کسی حکم کا خدا پر واجب ہونا خلاف حق ہے تیسری خرابی یہ رہجاتی
ہے کہ ہذا کا اشارالیہ نہیں معلوم ہوتا کہ وہ کیا ہے۔ حالانکہ مشارالیہ موجود ہونا چاہئے اور
جو معانی ظاہر الفاظ آیت سے بلاکسی تاویل و تفسیر کے ہم نے کئے ہیں اس میں ان خرابیوں
میں سے کوئی بھی لازم نہیں آتی اور اس کا کوئی مسلمان انکار ہی نہیں کرسکتا کہ صراط علیؑ
ضرور صراط مستقیم ہے اور ضرور اس کے ذریعہ صراط نبیؐ تک پہنچ سکتے ہیں بلکہ اس سے انکار
صاف صراط نبیؐ کے صراط مستقیم ہونے سے انکار ہے پس یقیناً صحیح یہی ہے کہ جو ظاہری الفاظ
سے ظاہر ہے "ھٰذَا صِرَاطُ عَلِیٍّ مُّسْتَقِیْمٌ" یہ علی کا سیدھا راستہ ہے۔ بعض مفسرین جب
ان خرابیوں پر مطلع ہوئے تو انھوں نے اس آیت کو "ھٰذَا صِرَاطٌ عَلِیٌّ مُّسْتَقِیْمٌ" پڑھا ہے
اور مطلب یہ لیا ہے کہ یہ سیدھا بلند راستہ ہے مگر ظاہر ہے کہ صراط کے لئے جو حقیقت
باطنیہ معنویہ ہے بلندی و پستی بالکل مہمل و بے معنی ہے۔ اور مطلب اس قراءت میں حاصل ہے
بشرطیکہ علی کو اسم ہی لیا جائے۔ اور مدعا یہ ہو کہ یہ علی صراط مستقیم ہے (وَ ھُوَ الْحَقُّ کما
نَوَّھْنَا عَلَیْہِ اٰنِفًا) اور جب اس کے مختلف قراءتیں ہیں اور "عَلِیَّ" و "عَلِیٌّ" پڑھا گیا ہے تو پھر

کیا وجہ ہے کہ ہم علیٌّ نہ پڑہیں جس کے معنی بھی ٹھیک ہوتے ہیں اور کوئی خرابی لفظی و معنوی لازم نہیں آتی اور کیوں نہ کہیں کہ قرآن پر اعراب لگائے جانیکے وقت یہ تصرف کیا گیا ہے اور علیٌّ کو علیٌ بنایا گیا۔ اور کلام خدا کو مہمل کر دیا گیا ۔

اور جب معمولی معمولی لوگوں کا ذکر قرآن میں ہوا تو اس میں کیا استحالہ ہے کہ باب علم نبی و امام خلق و صراط نبی کا ذکر قرآن میں آجائے ۔ ضرور آنا چاہیئے اور آیا ہے ایک جگہ نہیں چند جگہ جیسا کہ حصہ اول میں بھی ثابت کیا گیا ہے اور یہاں بھی ثابت ہے ۔ انکار محض عصبیت و جہالت پر مبنی ہے ۔ اور وہی بات ہے کہ نبوت و خلافت ایک خاندان میں جمع نہیں ہو سکتیں " اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَآ اٰتٰاھُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ " کیا اس فضل خداوندی پر حسد کیا جاتا ہے " فَقَدْ اٰتَیْنَآ اٰلَ اِبْرٰھِیْمَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَاٰتَیْنٰھُمْ مُّلْکًا عَظِیْمًا " حالانکہ یقیناً ہم نے آل ابراہیم کو کتاب و حکمت عطا کی اور نبی بنایا اور ہم نے ان کو بڑی خلافت و بادشاہت عنایت کی " کیونکر کہا جا سکتا ہے کہ خلافت و نبوت ایک خاندان میں جمع نہیں ہو سکتیں ضرور جمع ہیں جس طرح آل ابراہیم میں جمع ہوئیں اور اب بنی ہاشم میں " اِنَّ اللّٰہَ یُؤْتِ کُلَّ ذِیْ فَضْلٍ فَضْلَہٗ " خدا ہر صاحب فضیلت کو اپنے فضل سے مخصوص فرماتا ہے ۔ چنانچہ حسن بصری اس آیت کو یوں ہی پڑھتے تھے اور یہی مطلب لیتے تھے جیسا کہ مناقب موفق خوارزمی میں مذکور ہے اور یہ مطلب دوسری صورت سے بھی واضح ہے اور یہ اسرار الٰہی دوسری طرح سے منکشف ہو سکتے ہیں حروف مقطعات قرآن کو مکررات حذف کر کے جمع کیجئے تو یہی عبارت بنتی ہے " صراط علیٍّ حق نمسکہ " علی کی راہ راہ حق ہے ہم اسی کو پکڑتے اور اختیار کرتے ہیں ۔

اب " ھٰذا صراطُ علیٍّ مستقیمٌ " کے صحیح ہونے میں کوئی شب باقی رہ سکتا ہے اور تفسیر ابن عباس میں بھی قرائت عبداللہ ابن عباس یہی ہے ۔ اور تفسیر اہل البیت صاف اسی مفہوم کی موید ہے اور حضرت علیؑ نے صاف اس کی تائید کی ہے اور فرمایا ہے کہ میں صراط مستقیم ہوں (دیکھئے) پس بلاشک علیؑ صراط مستقیم ہے اور وہ مخلوق و مفطور بر ہدایت اور حقیقت علوی حقیقت ہادیہ جامعہ محیط ہے فَھُوَ یَعْسُوْبُ الدِّیْنِ وَخَلِیْفَۃُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔ وَھٰذَا سِرُّ الْخِلَافَۃِ الْاِلٰھِیَّۃِ لَا یَعْقِلُھَا اِلَّا الْعَالِمُوْنَ ۔

معیت فی العصمۃ | چونکہ عصمت لازمہ خلافت الٰہیہ ہے اور حقیقت نوریہ نبویہ اور علویہ ایک ہی ہے اور وہ جناب بعد آنحضرتؐ بصورت امامتی خلیفہ خدا و جانشین رسول خدا ہیں پس وہ عصمت رسول میں شریک ہیں اور کسی قول و فعل میں عصمت علوی سے انکار صاف عصمت نبوی سے انکار ہے اور انکار عصمت اول انکار نبوت لا تّها لازمۃ لها۔ لازم اپنے ملزوم سے جدا نہیں ہو سکتا۔ لہذا عصمت علیؑ سے جدا نہیں اور اس میں معیت تامہ نبی سے حاصل ہے وَلَا یَکُوْنُ الْخَلِیْفَۃُ اِلَّا مَعْصُوْمًا۔ نہیں ہوتا خلیفہ مگر معصوم فهو سبحانه تعالیٰ فی العالمین وخلیفۃ فی السموات والارضین +

معیت فی الطہارۃ | طہارت لازمہ عصمت ہے معصوم ہر اعتبار سے طاہر اور ہر ایک عیب و نقص سے پاک و پاکیزہ ہوتا ہے اور کسی قسم کی نجاست و خباثت سے معصوم ملوث نہیں ہوتا فهو طاهر کما هو معصوم۔ وقال سبحانہ وتعالیٰ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا" حصہ اول میں ثابت ہو چکا ہے علماء محققین کا اتفاق ہے کہ علیؑ آیہ تطہیر میں داخل ہیں اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ طیب و طاہر نور کا جزو غیر طاہر ہو (آیہ تطہیر کی پوری بحث رسالہ اہل البیت میں دیکھو) قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَھْبَطَنِیَ اللّٰہُ اِلَی الْاَرْضِ فِیْ صُلْبِ اٰدَمَ وَجَعَلَنِیْ فِیْ صُلْبِ نُوْحٍ فِی السَّفِیْنَۃِ وَقَذَفَ بِیْ فِیْ صُلْبِ اِبْرَاھِیْمَ ثُمَّ لَمْ یَزَلْ یَنْقُلُنِیْ مِنَ الْاَصْلَابِ الْکَرِیْمَۃِ اِلَی الْاَرْحَامِ الطَّاھِرَۃِ حَتّٰی اَخْرَجَنِیْ مِنْ بَیْنِ اَبَوَیَّ لَمْ یَلْتَقِیَا عَلٰی سِفَاحٍ قَطُّ۔ یعنی مجھ کو اللہ تعالیٰ نے پشت آدم میں زمین کی طرف اُتارا اور مجھ کو صلب نوح میں قرار دیا جبکہ وہ کشتی میں تھے اور پھر پشت ابراہیم میں ڈالا پھر برابر خدا مجھکو اصلاب کریمہ سے ارحام طاہرہ میں نقل کرتا رہا یہانتک کہ مجھے میرے والدین سے نکالا جو کبھی زنا کے ساتھ آپس میں جمع نہ ہوئے تھے کلبی نے لکھا ہے کہ میں نے آنحضرتؐ کی پچاس ماؤں کے نام لکھے ہیں ان میں سے ایک میں بھی زنا نہیں پایا اور نہ اور کوئی عیب زمانہ جاہلیت کا۔ اور شفاء میں انہی خلد رب العالمین سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے آیہ مجیدہ جاءکم رسول من انفسکم یعنی تمہارے پاس رسول تمہارے نفیس ترین میں سے آیا ہے کی تفسیر میں فرمایا کہ میں از روئے حسب و نسب و دامادی نفیس ترین و پاکیزہ ترین نفوس سے ہوں اور میرے آباء و اجداد میں آدم سے لیکر تا اینکدم کبھی زنا شامل نہیں ہم کل کے کل نکاح سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور ان

عباس "وَتَقَلُّبَكَ فِي السَّاجِدِينَ" کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں۔ ای من نبی الی نبی حتی اخرجتک نبیا" یعنی نور محمدی ہمیشہ اصلاب انبیاء موحدین وساجدین میں منتقل ہوتا آیا ہے یہانتک کہ خدا فرماتا ہے کہ ہم نے ان انبیاء سے تجھے نبی نکالا اور ایک حدیث طولانی کے ذیل میں فرمایا ہے "هكذا ينقل الله نوري من طيب الى طيب ومن طاهر الى طاهر الى ان اوصله الله الى صلب ابي الخ" یعنی اسی طرح سے خدا میرے نور کو طیبین وطاہرین میں منتقل کرتا رہا تاآنکہ مجھکو میرے باپ کی پشت تک پہنچایا۔ اور یہ ثابت ہے کہ نور علی ونبی ہمیشہ ایک رہا ہے اور صلب عبد المطلب میں ایک تھا وہاں سے دو جزو ہوکر ایک پشت عبد اللہ میں گیا ہے اور ایک صلب ابوطالب میں پس نور علیؑ بھی ہمیشہ طاہرین وطیبین ہی میں منتقل ہوتا رہا ہے۔ اور یہ طہارت جو نبیؐ کے لئے ثابت ہے علیؑ بھی اس میں ان کے ساتھ ہیں اور یہ طہارت لازم خلافت ہے روح قدس نبوت وامامت جو محل ومقر خلافت ہے کبھی کسی قسم کی آلودگی کفر وشرک و افعال کفر وشرک وفسق وفجور سے متلوث نہیں ہوسکتی۔ خلیفہ خدا نہیں ہوسکتا مگر طاہر بن طاہر ابن طاہر ابن طاہر تا آدمؑ۔ "فهو خليفة الله وخليفة رسول الله وشريكه في العصمة والطهارة"۔ اور جس میں یہ صفت طہارت کاملہ نہ پائی جائے وہ ہرگز مستحق خلافت الٰہیہ نہیں ہوسکتا (مزید توضیح آئندہ آئیگی)۔

معیت فی العلم والحکمۃ اول ذکر آچکا ہے کہ روح قدس نبوی اصل حقیقت علمیہ ہے اور اس لئے علم وجودی شرط خلافت ہے اور معارف علمیہ کا نفس میں ملکہ ہوجانا حکمت ہے اور معنی اسکے یہ ہیں کہ خلق محمدی کی بابت کہا گیا ہے کہ خلق اس جناب کا جو خلق عظیم ہے قرآن ہے۔ جو کچھ قرآن میں علماً موجود ہے اور آنحضرتؐ نے تعلیم دیا ہے سب بطور ملکات باطن پیغمبر میں موجود ہے۔ اور وجود محمدی خزینہ علم وحکمت ہے۔ اور اس لئے کتاب علم وجودی اور حکمت شرط خلافت الٰہیہ ہے چنانچہ تمام انبیاء کے لئے جو خلفاء اللہ ہیں خدا نے آیہ میثاق میں صاف فرمایا ہے "اذ اتيتكم من كتاب وحكمة" جب میں تمھیں کتاب وحکمت دوں۔ اور اکثر آیات میں اس کا ذکر ہے۔ "فقد اتينا آل ابراهيم الكتاب والحكمة" (النساء ع ۹) اور بیشک ہم نے آل ابراہیم کو کتاب وحکمت دی۔ اور فرمایا "وجعلنا في ذريته النبوة والكتاب"۔ اور ہم نے اسکی ذریت میں نبوت وکتاب قرار دی پس ضرور

کتاب (علم وجودی) اور حکمت لازمہ خلافت الٰہیہ ہے۔ اور حقیقت محمدیہ حقیقت علمیہ و معلم مطلق کتاب و حکمت "یُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ"۔ وہی تم کو کتاب و حکمت تعلیم دیگا پس لابد حقیقت علویہ بھی حقیقت علمیہ ہوگی کیونکہ نہیں ہے علم مگر نور۔ اور ضرور وہ صاحب علم و حکمت ہے۔ فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انا مدینۃ العلم وعلیٌّ بابہا۔ "میں شہر علم ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے۔ وانا دار الحکمۃ وعلیٌّ بابہا فمن اراد الحکمۃ فلیأت من بابہا۔" اور میں خانہ حکمت ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے پس جو شخص چاہتا ہے کہ حکمت حاصل کرے وہ دروازے سے آئے اور علیؑ سے لے۔

اور حصہ اول میں ثابت ہو چکا ہے کہ نبی مظہر کامل خداوند عالم علی و حکیم و علیم و قدیر ہے، اور علیؑ مظہر خدا و مظہر رسولؐ خدا پس یقیناً علی وارث علم و حکمت و مالک علم و حکمت نبویؐ ہے۔ وہ خدائے علی و حکیم کا مظہر اور اس کا خلیفہ اور اس کے کمالات کا آئینہ و آیۂ توحید ہے تو وہ کیوں علیؑ حکیم نہ ہوگا۔ قال فی شانہ "مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا" کسی بشر کے لئے سزاوار نہیں ہے کہ خدا سے کلام کرے مگر تین طریقے سے یا بذریعہ وحی بلاواسطہ یا پس پردہ سے یا کسی قاصد کو بھیجے اور وہ قاصد خدا کا پیغام اس بشر تک حسب منشاء خدا پہنچا دے بیشک وہ خدا علی و حکیم ہے اور اسی طرح سے اس علی حکیم نے اے محمد تجھے ایک روح عطا کی ہے۔ علی حکیم نے حکمت و علم والی روح پیغمبر کو عطا کی ہے۔ اور علیؑ باب علم و حکمت محمدی ہے اور مظہر خداوند عالم اور نام اس کا علی اعلیٰ سے مشتق علی ہے۔ "وَإِنَّهُ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ" بیشک وہ جناب عند اللہ علیؑ حکیم ہے۔ فقال وَإِنَّهُ فِي أُمِّ الْكِتَابِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيمٌ۔ اور وہ بیشک ہمارے نزدیک ام الکتاب میں علیؑ حکیم ہے۔ (زخرف) اور تفاسیر اہل البیت میں اسکی تشریح و تصریح ہے کہ یہ علی حکیم علیؑ ابن ابیطالب ہی ہیں اور ام الکتاب سورۂ فاتحہ ہے اور سورۂ فاتحہ میں جو صراط مستقیم ہے اس سے مراد یہی علی حکیم ہے۔ اور علی کا صراط مستقیم ہونا ثابت و محقق ہے پس کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ آیت میں علی حکیم سے مراد علی ابن ابیطالب ہی ہیں۔ چنانچہ علی بن ابراہیم نے بحوالہ ابن حماد ابی عبداللہ سے اور بروایت علی ابن جعفر حضرت رضا سے یہی روایت کیا ہے اور اصبغ بن نباتہ روایت کرتے ہیں کہ میں

ٹی ابن ابیف اب کے ساتھ صعصعہ بن صوحان کے پاس گئے وہ حضرت کو دیکھکر اٹھکر ا ہوا آپ نے فرمایا کہ اے صعصعہ ہماری زیارت سے اپنی قوم پر فخر نہ کرنا۔ عرض کیا بلکہ اس کو اجر و ثواب آخرت کا ذخیرہ سمجھتا ہوں فرمایا میں تم کو سبکبار اور زیادہ مددگار جانتا تھا عرض کیا "واللہ یا امیرالمومنین انک ما علمتک الا باللہ العلیم وان اللہ فی عینک لعظیم وانک فی کتاب اللہ لعلی حکیم وانک بالمومنین لرؤف الرحیم"۔ اور قریب قریب یہی کلمات زید بن صوحان نے آخر وقت میں کہے ہیں" واللہ ما علمتک باللہ علیما وفی ام الکتاب علیا حکیما۔ وان اللہ فی صدرک عظیما۔ وغیرہا من الاحادیث (برہان) کون شخص ہے جو علیؑ کے حکیم ہونے سے انکار کر سکے۔ علیؑ وہ صاحب علم و حکمت ہیں جن کے علم و حکمت کے غیر مسلمین بھی قائل ہیں اور لوہا مانے ہوئے ہیں اور علی و حکیم کتاب کی صفت قرار دینا کلام خدا کو فصاحت و بلاغت سے خارج کر دینا ہے کتاب کی صفت حکیم نہیں آتی۔ حکیم صاحب کتاب و حکمت ہے۔ اللہ حکیم اور علی حکیم ہے اس کا مظہر اول نبی مطلق نبی حکیم ہے اور اس کا خلیفہ ولی مطلق علیؑ حکیم ہے۔ اور علم و حکمت از شرائط خلافت النبیہ ہے۔ بلا اس علم وجودی اور حکمت کے کوئی خلیفہ خلیفہ خدا نہیں ہو سکتا "فانا علیُّ لسانُ الناطقینَ وخلیفۃُ رسولِ ربِّ العالمینَ وبابُ مدینۃِ علمِ الاولینَ والاٰخرینَ۔ علم و حکمت نبوی حاصل نہیں ہو سکتی مگر اس در سے۔

رہروان عالم تحقیق را نا بودہ راہ　　بے زمیں بوسی درت بر آستان مصطفےٰ
ای باستحقاق بعد از مصطفےٰ غیر از تو کس　　نا نہادہ پائے تمکیں بر مکان مصطفےٰ

معیت فی نزول الملائکہ قال سبحانہ وتعالیٰ "انَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ" (حم سجدہ ع ۴) بیشک وہ لوگ جو توحید کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارا پروردگار بس اللہ ہی ہے اور پھر وہ اس پر مستقیم و ثابت قدم ہیں ان پر ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ اور یہ ثابت اور محقق ہے کہ خلفاء اللہ صراط مستقیم پر مستقیم ہوتے ہیں اور حقیقت محمدیہ مخلوق بر صراط مستقیم اور مفطور بر توحید ہے بلکہ نفس صراط مستقیم ہے۔ پس ضرور اس پر ملائکہ نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت سے اس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ اور یہ نزول ہمیشہ شب قدر میں ثابت ہے۔ "تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ" شب قدر میں ہمیشہ ملائکہ اور روح ہر ایک امر الٰہی کے ساتھ نازل ہوتے ہیں اور صراط علی مثل

نبی صراط مستقیم ہے۔ اور علی بر صراط مستقیم ہے پس اس پر ضرور ملائکہ نازل ہوتے ہیں اور نزول ملائکہ شرط خلافت الٰہیہ ہے کوئی خلیفۃ اللہ ایسا نہیں ہے جس پر ملائکہ نہ آتے ہوں علاوہ ازیں یہ طیبین وطاہرین ہیں اور نزول ملائکہ طیبین ایسے ہی نفوس پر ہوتا ہے کیونکہ ان کے مقابل جو فاسق وفاجر اور خبیث نفوس ہیں ان پر شیاطین نازل ہوتے ہیں "تَنَزَّلُ الشَّیَاطِیْنُ عَلٰی کُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ" ہر ایک جھوٹے مفتری گنہگار فاسق وفاجر پر شیاطین نازل ہوتے ہیں اور یہ افاکین وآثمین فقط مقابل نور ہدایت طاغوت ہیں جو لوگوں کو نور سے ظلمت کی طرف لے جاتے ہیں۔ اور شان ائمہ میں فرماتا ہے "وَجَعَلْنٰھُمْ اَئِمَّۃً یَّھْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَیْنَآ اِلَیْھِمْ فِعْلَ الْخَیْرٰتِ وَاِقَامَ الصَّلٰوۃِ وَاِیْتَآءَ الزَّکٰوۃِ وَکَانُوْا لَنَا عٰبِدِیْنَ" ہم نے ان کو امام بنایا ہے کہ وہ ہمارے ہی امر سے ہدایت کرتے ہیں اور ہم نے ان کو فعل خیرات واقامۃ صلوٰۃ وایتاء زکوٰۃ کی وحی کردی ہے اور وہ ہی ہماری عبادت کرنے والے ہیں۔ نزول ملائکہ بامر الٰہی اور وحی خاصہ خلافت الٰہیہ ہے جس کے پاس ملائکہ نازل نہوں اور اس سے باتیں نہ کریں یا اس کو وحی نہ پہنچائیں وہ خلیفہ اور نبی اللہ نہیں ہو سکتا۔ وَقَالَ "وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَکَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِیْٓ اِلَیْھِمْ" (انبیاء ع ۱) اے حبیب تجھ سے پہلے ہم نے کسی کو مبعوث برسالت نہیں کیا اور اپنا خلیفہ نہیں بنایا مگر ان لوگوں کو جن کو وحی ہم کرتے تھے "وَیُنَزِّلُ الْمَلٰٓئِکَۃَ بِالرُّوْحِ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ" اور خدا اپنے ملائکہ کو روح کے ساتھ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے نازل کرتا ہے۔ یہ روح وہی مورد ومحل خلافت ہے۔ اور نزول ملائکہ انہی بندگان خاص پر ہوتا ہے نہ ہر ایک پر اور یہ وہی طیبین وطاہرین ہیں جو مستقیم بر صراط مستقیم ہیں وقال سبحانہ وتعالیٰ "اَلطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَالطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ"۔ ان کے مقابل خبثاء وآثمین جھوٹے انبیاء وائمہ پر خبیث شیاطین نازل ہوتے ہیں "یُلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَکْثَرُھُمْ کٰذِبُوْنَ" وہ شیاطین ان فاسقین وفاجرین اور جھوٹے مدعیوں کے کان میں پھونکتے ہیں اور القاء کرتے ہیں اور زیادہ تر وہ جھوٹے ہوتے ہیں۔ پس اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جو سچے خلفاء اللہ ہیں وہ جو کچھ کہینگے جو کچھ خبر دینگے جو کچھ پیشین گوئی کریں گے وہ بالکل حرف بحرف صحیح وحق وصدق ہوگی کسی ایک بات میں خلاف نہوگا۔ کیونکہ اگر کوئی بات ان کی سچی نکل آئے اور کوئی جھوٹی تو یہ ان کی صداقت کی دلیل نہیں ہو سکتی ایسا تو اور بھی کر سکتے ہیں جو آدمی کچھ باتیں کہے گا کوئی نہ کوئی

بات اتفاقیہ سچی بھی نکل آئیگی چنانچہ جن کو شیاطین القاء کرتے ہیں ان کی بھی بعض باتیں سچ ہوتی ہیں مگر اکثر جھوٹی۔ اس لئے اگر کوئی خلافت الٰہیہ اور نبوت و امامت کا دعویٰ کرے اور اسکی بعض باتیں جھوٹی نکلیں اور ثابت ہو جائیں تو وہ یقیناً جھوٹا مدعی ہے منزل شیاطین و طاغوت ہے اور جو شخص یہ کہے کہ معاذ اللہ پیغمبر خاتم النبیین کی بھی بعض باتیں غلط ثابت ہوئیں اور بعض پیشین گوئیاں جھوٹی نکلیں وہ بالکل جھوٹا مفتری کذاب منکر قرآن و مکذب آیات اللہ و صاف منکر نبوت خاتم النبیین ہے۔ "وکلام العدا ضرب من الھذیان" دشمن کا کلام ایک قسم کی بکواس ہوتا ہے۔ اسی طرح کسی امام برحق اور خلیفہ خدا کی کوئی بات جھوٹی ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور یہی الہام و وحی برحق و وحی نبوت و امامت کی شناخت ہے ورنہ جھوٹے الہام کے مدعی تو بہت ہوتے ہیں غرض نزول ملائکہ لازمہ خلافت الٰہیہ ہے اور ان خلفاء مطلق و قائمقامان رسول کے پاس تو اس لئے بھی ملائکہ کا آنا ضروری ہے کہ وہ سب امت میں داخل ہیں نہیں بلکہ خادمین میں ہیں پس چاہیئے کہ وہ نہ صرف آقا کا پیغام لیکر آئیں بلکہ اس کے خلفاء کے پاس سلام کے لئے بھی حاضر ہوں۔ "سلام ھی حتیٰ مطلع الفجر"۔ قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "ما خلق اللہ خلقاً افضل منی ولا اکرم علیہ منی"۔ یعنی اللہ تعالےٰ نے کسی مخلوق کو مجھ سے افضل و اکرم نہیں بنایا قال علی یا رسول اللہ "فانت افضل ام جبرئیل"۔ یا رسول اللہ کیا آپ افضل ہیں یا جبرئیل؟ فرمایا۔ "ان اللہ تبارک و تعالیٰ فضل انبیائہ المرسلین علی ملائکتہ المقربین وفضلنی علی جمیع النبیین والمرسلین والفضل بعدی لک یا علی وللائمۃ من بعدک فان الملائکۃ لخدامنا وخدام محبینا" اللہ تعالیٰ نے انبیاء مرسلین کو ملائکہ مقربین پر فضیلت دی ہے اور مجھ کو تمام انبیاء مرسلین سے افضل بنایا ہے اور یہ فضل میرے بعد اے علیؑ تیرے لئے اور تیرے بعد کے ائمہ کے لئے ہے کیونکہ ملائکہ ہمارے اور ہمارے دوستوں کے خادم ہیں۔ اے علی وہ ملائکہ جو حامل عرش علم الٰہی ہیں اور جو اس کے گرد ہیں سب اس کی حمد و تسبیح کرتے ہیں اور اسی پر ایمان رکھتے ہیں اور جو ہماری ولایت پر ایمان رکھتے ہیں ان کے لئے استغفار کرتے ہیں۔ اے علی اگر ہم نہ ہوتے تو اللہ نہ آدم کو خلق کرتا اور نہ حوا کو نہ جنت کو اور نہ نار کو نہ زمین کو نہ آسمان کو پس ہم کیونکر ملائکہ سے افضل نہ ہوں گے۔ حالانکہ پروردگار کی معرفت میں ہم ان سے سبقت رکھتے ہیں اور اسکی تسبیح

تفضیل و تقدیس و تحمید میں ان سے مقدم ہیں۔ کیونکہ اوّل اوّل اللہ نے ہماری روحوں کو خلق کیا اور اپنی تحمید و تسبیح و توحید میں گویا کیا۔ پھر ملائکہ کو خلق کیا۔ پس جب انھوں نے ہماری ارواح نورانی کو دیکھا تو انھوں نے ہماری شان کو بڑا عظیم جانا۔ پس ہم نے خدا کی تسبیح کی تاکہ ملائکہ جان لیں کہ خدا صفات مخلوقین سے منزّہ ہے اور ہم خدا نہیں ہیں بلکہ اسکی مخلوق اور اسکے مکرم و معظم بندے ہیں۔ یہانتک کہ بعد ذکر تعلیم تحمید و تقدیس و تہلیل فرمایا۔ فَبِنَا اهْتَدَوْا اِلٰی مَعْرِفَةِ تَوْحِيْدِ اللّٰهِ وَتَسْبِيْحِهٖ وَتَهْلِيْلِهٖ وَتَحْمِيْدِهٖ وَتَمْجِيْدِهٖ" پس ملائکہ نے ہماری وجہ سے خدا کی معرفت و توحید و تحمید و تہلیل و تمجید و تسبیح کی طرف راہ پائی ہے۔ انتہیٰ۔ کیونکہ اصل ہدایت یہی اہل بیت ہیں اور سب ان کی ہدایت کے محتاج بلا ہدایت محمدی کون ہدایت پا سکتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ ملائکہ ان بزرگواروں کی خدمت کرتے تھے اور بچوں کے گہوارے ہلاتے تھے **بلاشک و لاریب نزول ملائکہ لازم خلافت الٰہیہ ہے** اور علیؑ پر ضرور ملائکہ نازل ہوتے تھے ان کے بچوں کی خدمت کرتے تھے۔ "فَهُوَ سِرُّ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ وَاَفْضَلُ خُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ"۔

معیت فی وسعة دائرة الهدایة | بنص آیات قرآن جب یہ ثابت ہے کہ حضرت ختم المرسلین حبیب رب العالمین وحجة فی السّمٰوات والارضین تمام عالمین کے بشیر و نذیر اور سب پر پیغمبر ہیں اور کل ما سوی اللہ ان کی نبوت و رسالت کے ماتحت ہے جیسا کہ بدلائل ثابت ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ نبوت آنحضرت تا قیامت متصل ہے اور اس کے درمیان میں اب اور کوئی نبوت نہیں ہے پس اب وہ خلفاء اللہ جو اس رسول کے جانشین ہوں گے اور اس کی جگہ آئینگے وہ بھی تمام خلائق پر امام اور حجت ہوں گے ان کے دائرۂ خلافت و امامت سے بھی کوئی خارج نہوگا اور ان کا دائرہ ہدایت تمام پر وسیع ہوگا چنانچہ خلیفہ رسول کا مرج آفتاب رسالت رسول ہونا اس کو صاف ثابت کر رہا ہے کہ جس طرح خاتم النبیین تمام عوالم پر مبعوث ہیں اور سب پر بشیر و نذیر ہیں اسی طرح نائب رسول و قائمقام رسول بھی تمام عوالم پر حجت خدا ہے۔ اور بنا بریں ضروری لازمی ہے کہ تمام عوالم کی زبان سمجھتا ہو اور سب کی سنتا ہو اور سب پر احاطہ علمی رکھتا ہو اگر یہ نہو تو اس نبی مطلق کا خلیفہ و جانشین نہیں کہلا سکتا۔ پس ضرور یہ وسعت اور یہ احاطہ علیؑ کو حاصل ہے کیونکہ حقیقت اسکی حقیقت نورانیہ اولیہ ہے اور وہ جزو نور محمدی اور اس کی اصل ایک ہی ہے۔ اور وراثت علمی اور باب علم و حکمت نبوی ہونا اس کی تشریح و توضیح

ہے۔ کیونکہ شہر اسی کو کہتے ہیں جس میں سب کی ضروریات باسانی ممکن ہوں اور شہر علم وہی ہے جو منبع و معدن و مخزن جمیع ضروریات عالم ہے پس باب علم بھی ضرور ان کا حاوی ہے جو کچھ شہر میں ہے وہی باب میں ہے جب ہی تو فرمایا کہ جو شہر علم و دار حکمت میں داخل ہونا چاہتا ہے وہ باب علم کے پاس آئے۔ اگر بعض امور ایسے بھی ہوتے جو باب علم میں نہ ہوتے تو پھر علی الاطلاق پیغمبر یوں نہ فرماتے کہ جو شہر علم میں کسی علم کے لئے آنا چاہتا ہے وہ باب علم کے پاس جائے پس باب علم ضرور جامع علوم شہر ہے۔ "فَهُوَ اِمَامُ الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنَ وَخَلِیْفَةُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ"۔

معیت فی الولایۃ | یہ اول ثمرۃ خلافت الٰہیہ ہیں جو سب کی سب بوجہ کامل خلیفہ اول و اول بروج آفتاب ہدایت میں موجود ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ نبی کے ساتھ ساتھ نازل ہونے والا نور یہی ہے جس کی اطاعت و اتباع کا حکم اتباع رسول کے ساتھ دیا گیا ہے۔ اور اس لئے یہی وہ قائم مقام رسول ہے جو لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف نکالتا ہے یعنی اول ولی خدا جو "یُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ" کا مصداق اور ولایت مطلقہ الٰہیہ ازلیہ کا مظہر ہے **محمد امی عربی** ہے اور بعد ازاں اس ولایت کا مظہر وصی رسول اور نائب رسول ہے جو ان کو ظلمت سے نور کی طرف لے جاتا ہے چنانچہ آیہ ولایت رسول صاف دال ہے "اِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُوْنَ" سوائے اس کے نہیں ہے کہ تمہارا ولی خدا ہے اور اُسکا رسول اور وہ مومنین جو نماز کو قائم کرتے ہیں اور وہ زکوۃ ادا کرتے ہیں در آنحالیکہ وہ رکوع میں ہیں۔ باتفاق مفسرین اس ولایت ثالثہ کا مصداق اول علی بن ابیطالب ہے یعنی اول بالذات ولی متصرف خدا ہے اور مظہر اس کا رسول اور مظہر رسول علی ابن ابیطالب۔ "فَلَا شَكَّ اَنَّ الْعَلِیَّ وَلِیُّ اللّٰهِ الَّذِیْ یُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ" **علی ہی ولی اللہ** ہے اور ان کو جو خدا اور رسول اور اس کی کتاب پر ایمان لائے ہیں ظلمت سے نور کی طرف نکالتا ہے۔ "وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا اَوْلِیٰٓـؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمَاتِ"۔ اور جو لوگ منکر آیات الٰہی اور اس ولایت سے خارج ہیں ان کے ولی طاغوت ہیں جو ان کو نور ہدایت و نور توحید سے ظلمت کفر و شرک و ضلالت کی طرف لے جاتے ہیں جو لوگوں کو آتش جہنم کی طرف کھینچتے ہیں "جَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً یَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ" وہ ایسے امام بنائے گئے ہیں جو لوگوں کو آتش جہنم کی طرف دعوت دیتے ہیں۔

یہ وہی ولی ہے جو ہر ایک مشکل کو حل اور آسان کرتا ہے اور ہر ایک سختی اور کٹھن کے وقت کام آتا ہے۔ یہی وہ ولی ہے جس کو ہر ایک مصیبت کے وقت پکارنے کا حکم ولی بالذات خدا اور عالم نے اپنے

حبیب کو یوں دیا ہے "نَادِ عَلِیًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ تَجِدْهُ عَوْنًا لَّكَ فِي النَّوَائِبِ كُلُّ هَمٍّ وَّغَمٍّ سَيَنْجَلِي بِنُبُوَّتِكَ يَا مُحَمَّدُ وَبِوِلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ يَا عَلِيُّ" ۔ اور اسی وجہ سے حضرت عمر فرماتے تھے ۔ "لَوْلَا عَلِيٌّ لَهَلَكَ عُمَرُ" ۔ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا ۔ کیونکہ مشکلکشا خلق علی ہی ہیں اور وہی ولی متصرف ہیں ۔ سب پر تصرف رکھتے ہیں اور اسی ولایت کا اقرار ہر ایک مخلوق سے لیا گیا ہے ۔

عن ابن عباسؓ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ لَنْ تَضِلُّوا وَلَنْ تَهْلِكُوا وَاَنْتُمْ فِي مُوَالَاةِ عَلِيٍّ وَاِنْ خَالَفْتُمُوهُ فَقَدْ ضَلَّتْ بِكُمُ الطُّرُقُ وَالْاَهْوَاءُ فِي الْغَيِّ فَاتَّقُوا اللّٰهَ فَاِنَّ ذِمَّةَ اللّٰهِ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيطَالِبٍ" (مودۃ القربیٰ وینابیع المودہ) یعنی سرور کائنات نے فرمایا تم لوگ ہرگز گمراہ نہ ہوگے اور ہلاک نہ ہوگے اگر تم موالاۃ و ولایت علیؑ میں رہو گے اور اگر تم نے اسکی مخالفت کی تو تم کو مختلف راہیں اور خواہشیں گمراہی میں ڈال دینگی پس اللہ سے ڈرو کیونکہ عہد خدا اور ذمۃ اللہ علیؑ ابن ابیطالب ہی ہے ۔ عن ابن عمرؓ "كُنَّا نُصَلِّي مَعَ النَّبِيِّ فَالْتَفَتَ اِلَيْنَا فَقَالَ اَيُّهَا النَّاسُ هٰذَا وَلِيُّكُمْ بَعْدِي فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَاحْفَظُوهُ يَعْنِي عَلِيًّا (ینابیع) اے لوگو یہ میرے بعد تمہارا ولی ہے دنیا اور آخرت میں پس اسکی نگاہ داشت کرو اور حفاظت کرو یعنی علیؑ بن ابیطالب ۔ جہاں خدا نے اپنی ربوبیت اور نبی کی نبوت کا اقرار مخلوقات سے لیا ہے وہاں اقرار ولایت علی بن ابیطالب بھی لیا ہے چنانچہ طلحہ بن زید نے لسلسد ذہبیہ روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ خدا نے کسی نبی کو نہیں اٹھایا تا اینکہ اس کو یہ حکم نہ دیدیا کہ وہ اپنے افضل ترین رشتہ دار کو اپنا وصی بنائے اور مجھ کو بھی یہ حکم ہوا کہ میں وصی بناؤں ۔ میں نے عرض کیا پروردگار کس کو ؟ ارشاد ہوا علیؑ بن ابیطالب کو کیونکہ میں نے اس کو کتاب میں ثبت کر دیا ہے اور لکھدیا ہے کہ وہ تیرا وصی ہے اور اس بات پر خلائق سے عہد اور انبیاء سے میثاق لیا ہے ۔ "اَخَذْتُ مَوَاثِيقَهُمْ لِي بِالرُّبُوبِيَّةِ وَلَكَ يَا مُحَمَّدُ بِالنُّبُوَّةِ وَلِعَلِيِّ بْنِ اَبِيطَالِبٍ بِالْوِلَايَةِ" ۔ یعنی میں نے ان سے اپنی ربوبیت کا عہد لیا ہے اور اے محمد تیری نبوت کا اور علی ابن ابیطالبؑ کی ولایت کا اور حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں روایت کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا جبکہ معراج کے لئے گئے تو اللہ نے تمام انبیاء کو جمع کیا اور فرمایا اے محمد ان سے پوچھو کس چیز کے ساتھ تم مبعوث برسالت ہوئے تھے ۔ سب نے کہا ہم شہادت لا الٰہ الا اللہ اور تیری نبوت اور ولایت علی کے اقرار کے ساتھ مبعوث ہوئے تھے ۔ اور جابر ابن عبداللہ الانصاری روایت کرتے ہیں کہ رسول

خدا نے فرمایا کہ اے جابر کونسے بھائی بہتر ہوتے ہیں۔ عرض کیا حقیقی بھائی۔ فرمایا ہم انبیاء سب بھائی ہیں اور سب سے محبوب بھائی علیؑ ابن ابیطالب ہے اور وہ تمام انبیاء سے افضل ہے اور جو یہ گمان کرے کہ انبیاء علیؑ سے افضل ہیں تو اس نے مجھکو ان سے گھٹا دیا اور اقل درجہ دیا اور جس نے مجھکو گھٹایا وہ کافر ہوگیا۔ کیونکہ میں نے علیؑ کو جب ہی اپنا بھائی کہا ہے جب میں نے اس کی فضیلت کو جان لیا ہے۔ اور جابر کہتے ہیں۔ یعنی اخوت مماثلت و مشابہت فضائل و اوصاف ہے اور علی مثل و نظیر رسولؐ ہیں الا ان کے لئے نبوت نہیں ہے اور حضرتؐ کا اس استدلال سے کہ جس نے انبیاء کو علی سے افضل کہا اس نے مجھ کو انبیاء سے گھٹا دیا حالانکہ میں افضل انبیاء ہوں اس سے بھی یہی مطلب ہے کہ فضائل علیؑ و نبیؐ ایک ہیں سوائے نبوت کے۔ پس جب علی انبیاء سے کم ہوئے تو نبی بھی فضائل میں انبیاءؑ سے کم ہوئے۔ ضرور علیؑ مظہر اوصاف نبوی اور افضل انبیاء سابقین ہیں۔

معیت فی المحبتہ والمودہ چونکہ یہ ثابت ہوگیا کہ علی بعد نبی صراط مستقیم و راہ نجات ہے اور محبت اس راہ کی طرف کشش باطنی رکھتی ہے اور محبت ہی محب کو محبوب سے ملاتی اور اتصال و قرب پیدا کرتی ہے۔ اسی واسطے خدا نے اپنی اور اپنے حبیب کی محبت کو مخلوق پر واجب کیا ہے اور پھر اپنے حبیب کے محبوب اور صراط ثانوی کی محبت کو بحکم آیہ مجیدہ مودۃ القربیٰ (جسکی شرح آئیگی) واجب گردانا ہے تاکہ بذریعہ محبت و مودت تامہ اتصال و قرب باطنی پیدا کرکے صراط مستقیم پر چل سکیں چنانچہ دیلمی نے کتاب الفردوس میں آنحضرتؐ سے ان صریحۃ الدلالۃ الفاظ میں اس مضمون کو روایت کیا ہے "اَثْبَتُکُمْ عَلَی الصِّرَاطِ اَشَدُّکُمْ حُبًّا لِاَهْلِبَیْتِیْ" یعنی فرماتے ہیں تم سب سے زیادہ صراط پر ثابت قدم اور مستقیم رہنے والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ میرے اہلبیت کو دوست رکھتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ صراط حقیقی اہلبیت نبی ہیں اور صراط مستقیم پر وہ ہی چل سکتا ہے اور ثابت قدم رہ سکتا ہے جو اہلبیت نبیؐ کو سب سے زیادہ دوست رکھتا ہو۔ کیونکہ بلا محبت صراط مستقیم تک پہنچنا اور قائم رہنا مشکل ہے۔ اتصال باطنی اور قرب محبت ہی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور علیؑ بن ابیطالب اہلبیت میں داخل ہیں پس وہ جناب محبت و مودت میں شریک رسول ہیں جس طرح بلا محبت رسول کوئی مومن نہیں ہوسکتا بلا محبت علی صراط مستقیم پر ثابت قدم نہیں رہ سکتا۔ اور ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا یا علیؑ تم دنیا و آخرت میں سردار ہو جس نے تم کو

دوست رکھا اس نے مجھ کو دوست رکھا۔ تیرا محبوب میرا اور خدا کا محبوب ہے۔ اور تیرا دشمن میرا اور خدا کا دشمن ہے۔ اور جہنم ہے اسکے لئے جو میرے بعد تجھ سے بغض رکھے۔ اور **زہری نے انس بن مالک** سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ قسم ہے خداوند وحدہ لاشریک کی میں نے سنا کہ رسول خدا فرماتے تھے "عُنْوَانُ صَحِيْفَةِ الْمُؤْمِنِ حُبُّ عَلِيٍّ"۔ محبت علی عنوان صحیفہ ایمان ہے۔ اور ابن عباس بھی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اگر تو اپنی حاجت روائی چاہتا ہے تو علی اور ذریت علی کو دوست رکھ کیونکہ ان کی محبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض ہے۔ اور جابر یہ روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے علی کو مسلمین کا جنت کی طرف کھینچنے والا (قائد المسلمین) بنایا ہے اسی کے ذریعہ سے جنت میں داخل ہوں گے اور اسی کے ذریعہ سے دوزخ میں جائینگے اور معذب ہوں گے ہم نے کہا یہ کیونکر ہوگا فرمایا اسکی محبت سے جنت میں جائیں گے اور اس کے بغض سے دوزخ میں جائینگے اور معذب ہوں گے۔ اور حکم بن ابو لیلیٰ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ کوئی مومن مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کو اس کے نفس سے زیادہ محبوب نہوں اور میری عترت اس کی عترت سے اور میرے اہل اس کے اہل سے اور میری ذات اس کی ذات سے محبوب تر نہ ہو اور **فرمایا** کہ اللہ کو دوست رکھو کہ اس نے تم کو ہر ایک قسم کی نعمت دی ہے اور مجھ کو دوست رکھو خدا کی محبت میں اور میرے اہلبیت کو میرے لئے محبوب رکھو۔ اور فرمایا اے بندہ خدا خدا کے باب میں محبت کر اور اسی کی راہ میں بغض یعنی دشمن خدا سے بغض رکھ اور دوست خدا سے دوستی۔ اور اسی کی راہ میں موالات رکھ اور اسی کی راہ میں عداوت" فَاِنَّهٗ لَا تَنَالُ وَلَايَةَ اللّٰهِ اَلَّا بِذٰلِكَ"۔ یعنی ولایت خدائی حاصل نہیں ہوسکتی مگر اسی سے "وَلَا يَجِدُ رَجُلٌ طَعْمَ اِيْمَانِهٖ وَاِنْ كَثُرَتْ صَلٰوتُهٗ وَصِيَامُهٗ حَتّٰى يَكُوْنَ كَذٰلِكَ" کوئی شخص جب تک ایسا نہو تو وہ ذائقہ ایمان نہیں پاسکتا اگرچہ بڑا نمازی اور روزہ دار ہو۔ مطلب یہی ہے کہ اللہ ولی مومنین ہے جو ان کو ظلمت سے نکالتا ہے اور یہ ولایت حاصل نہیں ہوسکتی اور مومن مومن نہیں ہوسکتا جب تک خدا اور محبوب خدا کو دوست نہ رکھے اور اس کی راہ میں محبت نہ کرے ؎

جز محبت ہر چہ بردم سود در محشر نداشت
دین و دانش عرض کردم کس بچیزے بر نداشت

بلاشک علیؑ شریک محبت و مودت رسول ہے اور بلا اسکی محبت کے صراط الٰہی نصیب نہیں ہوسکتی "وصدق القائل حیث قال" ؎

عَلِیٌّ حُبُّہٗ الجُنَّہ قَسِیمُ النَّارِ وَالجَنَّہ
وَصِیُّ المُصطفیٰ حَقًّا اِمَامُ الاِنسِ وَالجِنَّہ

معیّت فی المتابعۃ ایام سے صاف ظاہر ہو چکا ہے کہ نبی امی کے ساتھ اس نور کی متابعت سب پر واجب و فرض ہے کیونکہ اسی اتباع سے اتباع رسول حاصل ہوتا ہے باب علم کی متابعت بغیر علم تک پہنچنا محال ہے۔ فَھُوَ شَرِیکٌ فِی المُتَابَعَۃِ۔

معیّت فی الصلوٰۃ نبی رحمۃ العالمین ہیں اور خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ اور رحمت واصلۂ الٰہیہ کا مظہر اور خزانہ اس لئے خدا نے تمام مومنین کو حکم دیا ہے کہ اس خزانہ رحمت کے لئے خدا سے طلب رحمت کریں تاکہ اس محل رحمت پر نازل ہو اس کا فیض درود بھیجنے والوں اور دعا کرنے والوں کو پہنچے۔ چونکہ بعد آنحضرت یہ نور بھی محل فیض و واسطۂ فیض ہے بلکہ باب نبی ہونے کی وجہ سے اکثر نور فیض محمدی اسی سے ہوتا ہے لہٰذا یہ بھی درود میں شریک ہے اور چونکہ یہ دونو واسطۂ رحمت دراصل ایک ہی حقیقت ہیں اس لئے آنحضرت نے فرمایا کہ مجھ پر ناقص اور دم بریدہ درود نہ بھیجو چنانچہ مروی ہے آنحضرت نے فرمایا" لَا تُصَلُّوا عَلَیَّ الصَّلٰوۃَ البَتْرَا قَالُوا وَمَا الصَّلٰوۃُ البَتْرَا قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ تَقُولُونَ اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَتَسْکُتُونَ بَلْ قُولُوا اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ" (جواہر العقدین والصواعق المحرقہ ومطالب السئول، رشفۃ الصادی ینابیع المودہ ومودۃ القربیٰ وصحیح بخاری وغیرہا" اور حافظ ابو نعیم وغیرہ واکثر مفسرین نے مجاہد و ابو صالح سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ ابن عباس روایت کرتے ہیں آل یاسین آل محمدؐ ہیں اور یٰسین آنحضرت کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور خدا آل یٰسین پر مثل انبیاء سلام بھیجتا ہے اور یہ وہ فضیلت ہے جو سوائے آل محمد اور کسی کو نصیب نہیں اور اسی وجہ سے ہے کہ یہ بزرگوار جزو نور محمدی ہیں اور سب کی حقیقت واصلیت ایک ہی ہے۔ **فتوحات مکیہ** میں محی الدین العربی لکھتے ہیں کہ آیات و احادیث سے ثابت ہے کہ سلام اور درود محض انبیاء اور ملائکہ سے مخصوص نہیں ہے۔ اور اس دلیل سے بھی کہ نماز میں محمد و آل محمد پر درود بھیجنا مشروع ہے اور بلا اس کے نماز پوری نہیں ہوتی کہ آنحضرت نے فرمایا کہو" اللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَالسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِینَ" اور یہ بات صرف تعصب سے پیدا ہوئی ہے کہ ملائکہ اور انبیاء کے سوا کسی پر درود نہ بھیجنا چاہئے خدا ہمیں ایسے تعصب سے بچائے انتہی۔ غرض باتفاق اہل اسلام محمد کے ساتھ آل محمد درود و سلام نبوی میں شریک ہیں

اور صحت و قبولیت عبادت خدا اسی پر موقوف ہے۔ اور یہ ایک بیّن دلیل ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ کی ایک ہی راہ اور ایک ہی صراط ہے اور یہ سب دراصل ایک ہی ہیں۔ اگر کوئی اور بھی ان سے یہ اتحاد رکھتا تو ضرور وہ بھی اسی درود و سلام میں شریک ہوتا لیکن ایسا نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ یہ اتحاد محمدؐ سے صرف اہلبیت نبوت و رسالت ہی کو حاصل ہے اور اس میں شک نہیں کہ آل اور اہل ایک ہے اور آل محمدؐ و اہلبیت نبوت و رسالت ایک اور جناب امیرؑ بنص رسولؐ و تصدیق اصحاب و تابعین اہلبیت میں داخل ہیں اور درود و سلام میں شریک ہیں بلکہ اول اہلبیت وہی ہیں اور وہ اول دروازہ رحمت محمدی ہیں۔ فیض محمدی انہی سے لینا چاہئے۔ اور یہی قائمقام رسولؐ ہیں (تحقیق صلوات کتاب مستطاب مواعظ حسنہ میں دیکھنی چاہئے)۔

معیت فی الخمس و حرمت الصدقہ جس طرح تمام امور اور شرائط خلافت الٰہیہ میں علی شریک نبی ہیں اسی طرح حقوق نبوی میں بھی شریک نبی ہیں چنانچہ روایات کثیرہ دال ہیں کہ صدقہ جس طرح محمدؐ پر حرام ہے اور ان کے لئے جائز نہیں ہے اسی طرح آل محمدؐ پر بھی حرام ہے۔ حدیث تمرہ حصہ اول میں مذکور ہو چکی ہے آنحضرتؐ نے حسنؑ بن علیؑ سے فرمایا ان الصدقۃ علینا محرمًا۔ صدقہ ہم پر حرام ہے یعنی ہم اہلبیت پر۔ اور میں اور تم ایک ہی ہیں ابن ربیعہ سے مروی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ یہ صدقات لوگوں کے ہاتھوں کا میل ہیں اور یہ محمدؐ و آل محمدؐ کے لئے حلال نہیں ہیں جیسا کہ کتب صحاح میں مروی ہے اور صاحب جمع الفوائد نے بھی درج کیا ہے اور امام نسائی نے بھی اس حدیث ابن ربیعہ کو اپنی کتاب میں درج کیا ہے۔ اور طبرانی کی ایک روایت میں یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ تم اہلبیت کے لئے کوئی صدقہ حلال نہیں ہے۔ اور لوگوں کے ہاتھوں کا دھوون تمہارے لئے خمس کا پانچواں حصہ کافی ہے اور جواہر العقدین میں اہلبیتؑ سے مروی ہے کہ فرمایا ہم پر صدقات مفروضہ حرام ہیں۔ امام نسائی جبیر ابن مطعم سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول خداؐ نے بنی ہاشم کو خمس دیا تو لوگوں نے کچھ شبہ سا کیا۔ تو جنابؐ نے فرمایا کہ صدقہ ہم پر حرام ہے اور اس لئے خمس ہمارے لئے ہے۔ اور جناب ستر اللہ فی العالمین فرماتے ہیں کہ صدقہ آل محمدؐ پر حرام ہے کیونکہ وہ لوگوں کے ہاتھوں کا میل ہے اور وہ ہر ایک دنس سے پاک و منزہ ہیں پس میل کچیل اور پلیدی سے پاک و مطہر ہیں پس خدا نے ان کو پاک کر دیا اور مصطفےٰ بنا دیا تو ان کے لئے وہی چیز پسند کی جو اپنے لئے کی فقال عزّ وجلّ واعلموا انما غنمتم من شیئ فان للہ خمسہ وللرسول ولذی

القُربٰی" الخ یعنی اے مسلمانو جان لو کہ جو کچھ کسی شئے سے تمھیں منفعت حاصل ہو پس اس میں سے اللہ اور رسولؐ اور ذوی القربائے رسول کا پانچواں حصہ نکال دو۔

صاحب جواہر العقدین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیتؑ نبی کو نبیؐ کے ساتھ بہت سی چیزوں میں شریک کیا ہے۔ اور **فخر الدین الرازی** ان میں سے پانچ چیزیں یہ شمار کرتے ہیں **اول** سلام کہ خدا نے اپنے پیغمبر کے لئے فرمایا ہے۔ "السَّلامُ عَلَیکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ" **اور** اہل بیتؑ کے لئے فرمایا سلامٌ علیٰ آل یٰسٓ (سلام ہو آل یٰسٓ یعنی آل محمدؐ پر جس کو مسخ کر کے جہال اِلیَاسِینَ پڑھتے ہیں)۔ **دوم** تشہد نماز میں آل محمدؐ محمدؐ کے ساتھ شریک درود ہیں اور بلا اسکے مسلمانوں کی نماز درست نہیں ہوتی۔ **سوم** خدا نے اپنے حبیبؐ کو طٰہٰ (اے طیب و طاہر) سے خطاب کیا ہے اور اہل بیتؑ نبی کی شان میں فرمایا ہے "اِنَّمَا یُرِیدُ اللّٰہُ لِیُذھِبَ عَنکُمُ الرِّجسَ اَھلَ البَیتِ وَیُطَھِّرَکُم تَطھِیرًا" (اس کی مکمل بحث رسالہ اہل البیت میں دیکھو) **چہارم** صدقہ محمدؐ کی طرح آل محمدؐ پر بھی حرام ہے اور وہ اس میں شریک ہیں۔ **پنجم** خدا نے اپنی پیغمبرؐ کی محبت کو واجب کیا ہے اور فرمایا ہے "اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُونِی یُحبِبکُمُ اللّٰہُ"۔ اور اہل بیتؑ پیغمبرؐ کے لئے فرمایا۔ "قُل لَّا اَسئَلُکُم عَلَیہِ اَجرًا اِلَّا المَوَدَّۃَ فِی القُربٰی"۔ کہدو اے ہمارے حبیب کہ میں تم سے اپنی اس رسالت کا کوئی اجر نہیں مانگتا ہوں مگر یہ کہ میرے ذوی القربیٰ اور اہل البیت سے مودۃ رکھو۔ یہی اجر رسالت ہے۔ ان روایات سے جو یقیناً حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں بکمال وضاحت ثابت ہے۔ کہ ان تمام امور میں محمدؐ و آل محمدؐ شریک ہیں اور صدقہ جس طرح محمدؐ پر حرام ہے اسی طرح آل محمدؐ پر۔ انہی سے یہ بھی مثل روز روشن ثابت ہے کہ ذوی القربیٰ سے مراد ذوی القربیٰ محمدؐ ہی ہیں یعنی اہل البیت اور یہ کہ خمس انہی کا حق ہے اور قرآن میں خدا نے ان طاہرین کے لئے یہ حق واجب کیا ہے اور یہ کہ رسول خدا ان کو اپنے زمانہ میں خمس دیا کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ خمس ان کا حق ہے۔ اصحاب رسولؐ اس کے شاہد ہیں مفسرین و محدثین اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ خدا صاف لفظوں میں حکم دیتا ہے۔ ایسی صورت میں جو شخص یہ کہے کہ کوئی خمس وغیرہ اہل البیت اور ذوی القربیٰ نبی کے لئے واجب نہیں اور یہ معاذ اللہ برہمنوں کی طرح انہی سادات نے اپنا حق بنا لیا ہے اور اسی طرح فدک کوئی اہل البیت کی جاگیر نہ تھی بلکہ وہ حق شاہی تھا پس جو آنحضرتؐ کے بعد بادشاہ بن بیٹھا وہ اس کا مالک ہوا۔

کیا یہ شخص صاف، منکر آیات الٰہی اور منکر احادیث نبوی اور مکذب محدثین و مورخین نہیں ہے۔ کیا اس کا یہ قول محض تعصب اور عداوت خاندان نبوی پر مبنی نہیں ہے؟ یا یہ کہ احادیث و تفاسیر سے یہ شخص محض جاہل ہے اور باوجود مورخ ہو کر تاریخ اسلام سے بالکل نابلد۔ کیا کوئی مسلمان بشر طیکہ وہ کچھ نور ایمان دل میں رکھتا ہو کہہ سکتا ہے کہ اہل البیت نبی نے برہمنوں کی طرح یہ حق خمس اپنے لئے تجویز کر لیا تھا اور یہ محض خود سادات کی ایجاد ہے۔ معاذ اللہ۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ کوئی صاحب انصاف یہ کلمات زبان پر نہیں لا سکتا۔ سچ کہا ہے **ابو عثمان عمر بن بحر الحافظ البصری المعتزلی** نے اپنی کتاب **البیان والتبیین** میں کہ تعصب نے لوگوں کی عقلوں کو کھو دیا ہے اور اخلاق خراب کر دیئے ہیں۔ خواہ مخواہ یہ لوگ فضیلت اہل بیت نبوی میں منازعہ کرتے ہیں۔ اگر خدا بنی ہاشم کو تمام لوگوں کے مساوی بناتا تو ان کو خمس میں حصہ ذوی القربیٰ سے مخصوص نہ فرماتا اور ان کے لئے نہ فرماتا کہ اپنے قریب ترین کنبے اور مخلصین خاندان کو دعوت دے۔ (اَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ وَاَھْلَکَ الْمُخْلِصِیْنَ) اگر ان کو اور لوگوں کے مساوی بناتا تو ان پر صدقہ حرام ہے "وَمَا ھٰذَا التَّحْرِیْمُ اِلَّا لِکَرَامَتِھِمْ عَلَی اللّٰہِ وَلِطَھَارَتِھِمْ"۔ اور یہ نہیں ہے مگر صرف عند اللہ ان کی کرامت و بزرگی اور ان کی طہارت کی وجہ سے "طیبین الطاہرین صدقہ نہیں کھا سکتے" "الطیبات للطیبین و الطیبون للطیبات"۔ پاکوں اور طاہروں کے لئے طاہر ہی چیزیں ہیں اور کون ہے جو اس فضل میں ان کے شریک ہو۔ اس میں محمدؐ کے ساتھ صرف آل محمد ہی شریک ہیں۔ اور وہ ہی اس سے اتحاد صوری و معنوی رکھتے ہیں۔ اور ہر ایک امر میں اس کے قائمقام ہیں "ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ"۔

اس بیان سے واضح اور روشن ہو گیا کہ علیؑ **اول خلقت۔ نورانیت۔ ہدایت عصمت۔ طہارت۔ ولایت** وغیرہا جملہ امور و شرائط و اوصاف خلافت الٰہیہ میں شریک نبی ہیں +

نبی کتاب مبین ہے جیسا کہ آیہ کریمہ "اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ لَّا یَمَسُّہٗٓ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ"۔ سے ثابت ہے اور آیہ مجیدہ "مَا کَانَ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ یُّفْتَرٰی مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ تَصْدِیْقَ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْہِ وَتَفْصِیْلَ الْکِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْہِ"۔ اس کی تائید کرتی ہے کہ حقیقت قرآن باطن پیغمبر ہے۔ قرآن وہ صورت الفاظ ہے جو زبان پیغمبر سے نکلی اور اصل علم و حقیقت باطنی نبی ہے۔ اور قرآن اسی میں موجود ہے۔ اور یہ قرآن یعنی اس کتاب حقیقی کی صورت مفردہ اسی کتاب کی

تفصیل ہے۔ اور یہ کتاب نہیں ہے مگر روح محمدی جس کی تائید وتشریح "وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا ما کنت تدری ما الکتاب ولا الایمان ولکن جعلناہ نورا نھدی بہ من نشاء من عبادنا" سے ہوتی ہے کہ یہ روح حقیقت نوریہ علمیہ ہے اور قرآن کی صفت "تبیانا لکل شیء" ہے۔ کہ ہر شئے کا بیان اس میں موجود ہے۔ "قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین"۔ بیشک تمہارے خدا کی طرف سے نور اور کتاب روشن آئی ہے "وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا ویعلم مستقرھا ومستودعھا کل فی کتاب مبین"۔ کوئی متحرک زمین میں نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ پر اس کا رزق ہے اور وہ ہر ایک کی قرار گاہ واقامت گاہ کا علم رکھتا ہے اور سب کچھ کتاب مبین میں ہے۔ فقال "انا مدینۃ العلم"۔ میں علم کا شہر ہوں **وجود نبی منبع و معدن علوم وحقائق ومعارف ہے۔**

علیؑ امام مبین ہے

کیونکہ جو کچھ شہر علم میں ہے وہی باب علم میں بھی ہے۔ جو کچھ اس کو خدا سے پہنچا ہے وہ علیؑ کو بھی ملا ہے اور علیؑ کو ودیعت کر دیا گیا ہے۔ فقال اللہ سبحانہ وتعالٰے سنکتب ما قدموا واثارھم وکل شیء احصیناہ فی امام مبین۔ جو یہ لوگ کرتے ہیں اور نیز ان کے آثار کو ہم لکھتے جاتے ہیں اور ہر ایک شئے کو ہم نے امام مبین جمع کر دیا ہے **وجود امام مبین مثل نبی خزانہ علوم وحقائق ہے۔** عمار یاسر بیان کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ امیرالمومنین امام الصادقین کے ہمراہ تھا کہ ہم ایک وادی میں گذرے جو چیونٹیوں سے پُر تھی میں نے عرض کیا یا امیرالمومنین کیا کوئی ایسا شخص نظر میں ہے جو ان سب کی تعداد جانتا ہو۔ فرمایا اے **عمار** میں ایسے شخص کو جانتا ہوں جو ان کے عدد کو جانتا ہے اور جانتا ہے کہ کتنی نر ہیں اور کتنی مادہ میں نے عرض کیا وہ کون شخص ہے؟ فرمایا کیا تو نے سورہ یٰسٓ میں نہیں پڑھا۔ کل شیء احصیناہ فی امام مبین۔ میں نے عرض کیا کیوں نہیں پڑھا ہے۔ فرمایا **وہ امام مبین میں ہوں** اور فرمایا مجھے آنحضرتؐ نے ہزار باب علم تعلیم دئے اور ہر باب علم سے ہزار ہزار باب علم او منکشف ہوئے اور میں علم ماکان ومایکون جان گیا اور مجھے علم بلایا ومنایا وفصل الخطاب عطا ہوا (کما روی عن اصبغ بن نباتہ) فھو امام المبین وآیۃ السابقین۔ پس وہ صاحب کتاب ومبین قرآن ہے۔ وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ وھدی ورحمۃ لقوم یومنون"۔ نہیں نازل کیا ہم نے تجھ پر کتاب کو مگر اس لئے کہ اے حبیبؐ تم ان سے بیان کر دو وہ تمام اختلافات جن میں یہ مبتلا ہیں اور یہ اختلافات کا مٹانا اہل ایمان کے لئے ہدایت اور

رحمت ہے علی من عندہ علم الکتاب ہے۔ علم اس کتاب کا علی کے پاس ہے۔ وقال سبحانہ وتعالیٰ "وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَسْتَ مُرْسَلًا قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ" (رعد ع ۶) کافرین کہتے ہیں کہ تو پیغمبر نہیں ہے اے ہمارے حبیب کہدو کہ **میری رسالت کی شہادت کے لئے میرے اور تمھارے درمیان خدا اور وہ شخص کافی ہے جس کے پاس علم کتاب ہے۔**

عبدالحمید بن الدیلم صادق آل محمد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ موسیٰ نے یوشع کو وصی بنایا اور انھوں نے فرزندان ہارون کو اور موسیٰ اور یوشع نے مسیح اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت دی۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے مسیح کو مبعوث برسالت کیا تو انھوں نے اپنی امت سے فرمایا عنقریب میرے بعد ایک نبی آئے گا جسکا نام احمد ہے اور وہ اولاد اسمٰعیل بن خلیل سے ہے اور وہ میری اور تمہاری تصدیق کرے گا اور وصیت اولاد ہارون میں تا مسیح برابر یکے بعد دیگرے جاری رہی اور بعد عیسیٰ حواریین اور مستحفظین میں اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مستحفظین اس لئے کہا ہے کہ یہ اوصیاء اسم اکبر حفظ رکھتے تھے اور اس کے محافظ و متحفظ تھے۔ اور وہی وہ کتاب ہے جس سے ہر ایک شئے کا علم حاصل ہوتا ہے اور وہ انبیاء واوصیاء کے پاس تھا اور خدا خبر دیتا ہے "لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا مِنْ قَبْلِكَ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ" البتہ ہم نے تجھ سے پہلے اپنے رسولوں کو بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب و میزان نازل کی عے اور کتاب سے مراد اسم اکبر ہے اور اس ہیں۔ یہ کتاب آدم و شیث و ادریس و نوح و ابراہیم و شعیب و موسیٰ علیہم السلام اور میزان سے مراد شرائع انبیاء او احکام الٰہی ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ "اِنَّ هٰذَا لَفِی الصُّحُفِ الْاُوْلٰی صُحُفِ اِبْرَاهِيْمَ وَمُوْسٰی" اور صحف ابراہیم او صحف موسیٰ دونو اسم اکبر ہیں پھر وصیت برابر جاری رہی یہانتک کہ آنحضرتؐ تک پہنچی پس جب آپ کی نبوت کے ایام پورے ہو گئے تو حکم خدا پہنچا۔ "اِجْعَلِ الْاِسْمَ الْاَكْبَرَ وَمِيْرَاثَ الْعِلْمِ وَاٰثَارَ عِلْمِ النُّبُوَّةِ عِنْدَ عَلِیٍّ فَاِنِّیْ لَمْ اَتْرُكِ الْاَرْضَ اِلَّا وَفِيْهَا عَالِمٌ تُعْرَفُ بِهٖ طَاعَتِیْ وَتُعْرَفُ بِهٖ وَلَايَتِیْ" یعنی اے ہمارے حبیب۔ اسم اعظم اور میراث علم اور آثار علم نبوت کو اب علیؑ کی سپرد کرو کیونکہ میں **زمین کو ایسے عالم سے کبھی خالی نہیں چھوڑتا جس کے ذریعہ سے میری اطاعت وولایت پہنچائی جائے۔** علامہ حموینی ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا قرآن حرفوں پر نازل ہوا ہے اور اس کا ظاہر ہے اور باطن ہے

عہ یہ اس کتاب وجود سے جو اسم اعظم ہے۔ کوئی پیغمبر پیغمبر نہیں ہوسکتا)۔

اور بیشک علی کے پاس علم قرآن ہے ظاہر کا بھی اور باطن کا بھی"۔ پس یہ وہ الکتاب ہے جو جامع ہے جمیع کتب سماوی اور علوم انبیاءؑ کو اور یہ اسم اعظم علی کے پاس ہے اور یہ توریت زبور انجیل اور فرقان سب کا مجموعہ ہے۔ اور اس کا عالم سوائے **علی ابن ابیطالبؑ باب علم نبی اور کوئی نہیں**۔ علاوہ ازیں لفظ شہید دال ہے کہ یہ صفت ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی ہے اور علی شہید علی الناس ہے۔ جیسا کہ حصہ اول میں آچکا ہے پس یہ شہید جو خدا کے ساتھ نبوت خاتم النبیینؐ کا شہید ہے وہی ہے جو ہمیشہ سے نبی کے ساتھ اور اس کے نور کا ایک جزو ہے وہی اس نبوت کی جس کی حقیقت حقیقت ہادیہ جامعہ محیطہ ہے شہادت دے سکتا اور تصدیق کر سکتا ہے جو ایسا ہی احاطہ رکھتا ہو۔ اور یہ علیؑ ہی ہے جو کچھ وجود پیغمبر میں ہے وجود علی میں ہے نبی کتاب مبین ہے علیؑ اس کا بیان اور امام مبین اور عالم جمیع کتب انبیاء سابقین۔

مفتی ہر چار دفتر خواجۂ ہشت خلد
داور ہر شش جہت اعظم امیر المومنینؑ

نبیؐ صاحب فرقان ہے قال سبحانہ وتعالیٰ "تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا" وہ ذات بزرگ و برتر ہے جس نے اپنے بندے پر فرقان نازل کیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے تمام عوالم پر نذیر ہو۔ فرقان، کتاب کی اس صورت تفریعی کا نام ہے جس میں تمام احکام اور جملہ اوامر و نواہی و ضروریات عوالم تفصیلاً و تشریحاً جدا جدا موجود ہیں اور ایک امر حق و باطل میں تمیز ہے۔ "وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِیْلًا" (اسرائیل) اور اس قرآن کو ہم نے جدا جدا اور بالتفصیل نازل کیا ہے تاکہ تو لوگوں پر درجہ بدرجہ و رفتہ رفتہ تلاوت کر دے پس **یہ کتاب حق و باطل میں فارق ہے اور نبیؐ صاحب فرقان**۔

علیؑ فاروق امت ہے کیونکہ انہی کے وجود میں اس کتاب کا علم تفصیلی ہے اور کوئی آیت ایسی نہیں ہے جس کی تنزیل اور تاویل اور تمثیل کا ان کو علم نہ ہو خواہ رات کو نازل ہوئی ہو یا دن کو سفر میں نازل ہوئی ہو یا حضر میں۔ اور ہر ایک ناسخ و منسوخ و محکم و متشابہ و عام و خاص و مطلق و مقید و ظاہر و باطن و حد و مطلع سے وہ واقف ہیں۔ در وی ابوذر عن رسول اللہ انہ قال۔ "یَا عَلِیُّ اَنْتَ الصِّدِّیْقُ الْاَكْبَرُ وَاَنْتَ الْفَارُوْقُ الَّذِیْ یُفَرِّقُ بَیْنَ الْحَقِّ

والباطل وانت یعسوب المؤمنین"۔ اے علیؑ تو صدیق اکبر ہے اور تو فاروق امت ہے جو حق و باطل میں تفریق کریگا۔ اور تو ہی بادشاہ مومنین ہے" ولاشک انہ الفاروق بین الحق والباطل وشریک النبی فی ھذا الوصف ومنزلتہ"۔ اسی وجہ میں قرآن کی صورت اجمالی تفصیلی و تفریقی ہے حق و باطل میں تفریق و تمیز نہیں ہو سکتی مگر علیؑ سے۔

نبی مبعوث بحق ہے قال اللہ تبارک و تعالیٰ "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون"۔ (توبہ) وہی خداوند عالم ہے جس نے اپنے رسولؐ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ اس کو تمام ادیان پر غلبہ عطا فرمائے۔ اگرچہ مشرکین کو ناگوار گذرے۔ اور کون شخص ہے جو نبی اللہ کے مبعوث بحق ہونے میں شک کرے حالانکہ خدا جابجا فرماتا ہے "انا ارسلناک بالحق"۔ ہم نے تجھ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے "نزل علیک الکتاب بالحق" اللہ نے تجھ پر کتاب حق نازل کی ہے۔ "انا انزلنا الکتاب بالحق"۔ "تلک آیات اللہ نتلوھا علیک بالحق"۔ یہ آیات الٰہی ہیں جن کو ہم حق کے ساتھ تجھ پر تلاوت کرتے ہیں۔ قرآن حق ہے اور قرآن وجود نبی میں ہے نبیؐ حق کے ساتھ ہے اور حق نبی کے ساتھ۔

علی مع الحق ہے کیونکہ وہ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن اس کے ساتھ بلکہ وہی قرآن ناطق ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "علی مع الحق والحق مع علی لا یفترقان"۔ علیؑ حق کے ساتھ ہے اور حق علیؑ کے ساتھ اور دونو جدا نہ ہونگے۔ کتاب المناقب عن جابر ابن عبداللہ الانصاری وعن ام سلمہؓ "علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض"۔ یعنی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ ہے یہ دونو جدا نہوں گے تا اینکہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں (کما فی جمع الفوائد) نیز علامہ حموینی شہر بن حوشب سے روایت کرتے ہیں کہ ام سلمہؓ نے ابو ثابت سے فرمایا اے ابو ثابت تیرا دل کدھر کو اڑا (مائل ہوا) جبکہ لوگوں کے دل اپنی اپنی پرواز گاہ کیطرف مائل ہوئے عرض کیا "اتبعت علیاً" میں نے اسی وقت علیؑ کی پیروی کی فرمایا تو توفیق الٰہی تیرے شامل حال ہوئی کیونکہ مجھ کو قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں نے رسول خدا کو فرماتے تھے "علی مع القرآن والقرآن مع علی لن یفترقا حتی یردا علی الحوض" علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علیؑ کے ساتھ یہ دونو ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہوں گے تا اینکہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں۔ "والحق مع علی حیث ما دار"۔

نبیؐ مشہود ہے خدا اس کی صداقت و حقانیت کی شہادت دیتا ہے نبیؐ شاہد و گواہ توحید ہے۔ خدا شاہد نبوت اور آیات بینات شہادت نبوت و رسالت بلکہ نفس وجود محمدی برہان شہادت توحید ہے اور اس شہادت توحید و برہان توحید کے ساتھ ساتھ اس کی تصدیق کنندہ اور اس کی شہادت قولی و فعلی دینے والا۔

علیؑ شاہد نبی ہے۔ فقال عز و جل "افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ" (ھود) کیا اس شخص کی بابت شک ہو سکتا ہے

جو اپنے پروردگار کی شہادت پر آیا ہے۔ اس کے پیچھے پیچھے اس کی طرف سے گواہ اور اسی کا شاہد۔ نبیؐ بینہ پروردگار کے ساتھ مبعوث کئے گئے اور علیؑ تالی رسولؐ اور اس کے شاہد ہیں۔ ابن المغازلی روایت کرتے ہیں کہ عباد بن عبداللہ نے بیان کیا کہ میں نے سنا کہ علیؑ اپنے خطبے میں فرما رہے تھے کہ میں ہر ایک آیت کی نسبت جانتا ہوں کہ کب نازل ہوئی کس کی شان میں نازل ہوئی اور قریش میں سے کوئی نہیں ہے مگر یہ کہ ایک نہ ایک آیت کتاب اللہ میں اس کی شان میں نازل ہوئی ہے یا اس کو جنت کی طرف لے جاتی ہے یا جہنم کی طرف کھینچتی ہے یعنی مذمت میں ہے یا مدح میں۔ دریافت کیا گیا۔ اے علیؑ تمہاری شان میں کونسی آیت ہے۔ فرمایا "اما تقرء۔ اَفَمَنْ کَانَ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَیَتْلُوْہُ شَاھِدٌ مِّنْہُ"۔ فَرَسُوْلُ اللّٰہِ عَلٰی بَیِّنَۃٍ مِّنْ رَّبِّہٖ وَاَنَا التَّالِی الشَّاھِدُ مِنْہُ"۔ یعنی کیا تو یہ آیت نہیں پڑھتا ہے "اَفَمَنْ کَانَ الخ پس رسول اللہ بینہ پروردگار پر ہیں اور میں ان کا تالی اور شاہد۔ پس شاہد خاص رسالت خاتم النبیینؐ یہی نور نبی ہے جو ہمیشہ ساتھ رہا ہے اور اسی واسطے خدا نے فرمایا ہے "قُلْ کَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا بَیْنِیْ وَبَیْنَکُمْ وَمَنْ عِنْدَہٗ عِلْمُ الْکِتَابِ"۔ کہدو اے پیغمبرؐ کہ میرے اور تمہارے درمیان شہادت کے لئے صرف خدا اور صاحب علم الکتاب علی ابن ابیطالب جو میرا تالی اور شاہد ہے کافی ہے۔ نبی مشہود علی شاہد اور ان سے زیادہ حقیقت نبوت خاتمیہ کو کون پہچان سکتا ہے یا خدا جانے جس نے دی یا علیؑ جانے جو جزو نور اور نفس نبیؐ ہے۔ غالباً اسی واسطے پیغمبرؐ نے حدیث صحیح میں فرمایا کہ اے علیؑ نہیں پہچانا خدا کو مگر میں نے اور تو نے اور نہیں پہچانا مجھ کو مگر اللہ نے اور تو نے اور نہیں پہچانا تجھ کو مگر اللہ نے اور میں نے وصدق فیما قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم +

نبی صاحب شق القمر

سابقاً ثابت ہو چکا ہے کہ دنیا ان جناب کے لئے اور ان کے طفیل سے پیدا ہوئی ہے اور جو کچھ زمین و آسمان میں ہے خدا نے اپنے محبوب کے لئے خلق کیا اور باقی مخلوقات طفیلی ہیں۔ اور اس وجود کامل الکمال و صادر اول کے ماتحت اور اس کے زیر تسخیر تمام اشیاء و شمس و قمر ہیں اور یہی خزانہ ملکوت اشیاء اور اول دست خدا ہے۔ یہ چشم زدن میں عرش سے فرش تک پہنچ سکتا ہے اور ایک اشارہ انگشت مبارک سے چاند کو دو پارے کر سکتا ہے۔ فقال عزوجل "اقتربت الساعۃ وانشق القمر وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر"۔ ساعت قریب آگئی اور چاند ٹکڑے ہو گیا اور یہ لوگ کوئی آیت خدا اور

نشانی دیکھتے ہیں تو اس سے روگردانی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو پرانا دائمی جادو ہے۔
(ملاحظہ ہوں حالاتِ شق القمر صحیح بخاری وغیرہ میں۔

علی صاحب رجعۃ الشمس ہے چونکہ نبی و علی ایک ہی ہیں اور جو تسخیر ان کو حاصل ہے ان کو بھی کیونکہ مظہر اوصاف رسول اور اس کے شاہد ہیں نبی نے چاند کو ٹکڑے کرکے دکھا دیا۔ اور علی کے لئے آفتاب ڈوبتا ہوا لوٹا اور ثابت کر دیا کہ دونو کا حکم مہ و مہر تک جاری ہے ۔

حکم ان کا مہ و مہر پہ عالم میں رواں ہے
شق القمر و رجعت خورشید عیاں ہے

ملاحظہ ہوں کتب تواریخ و سیر و سفر صفین و بابل۔ ایک دفعہ نہیں دو دفعہ رجعت شمس ہوئی ہے۔ ایک دفعہ زمانہ رسولؐ میں اور ایک دفعہ زمانہ خلافت میں۔ چنانچہ روایت اول کو صاحب جمع الفوائد نے اسماء بنت عمیس سے ۔ اور نیز ابن مغازلی نے انہی اسماء سے اور کتاب الارشاد میں ام سلمہ۔ اسماء۔ جابر۔ ابوسعید۔ وغیرہم سے مروی ہے۔ اور صواعق محرقہ میں بھی یہ روایت موجود ہے۔ اور دوسری مرتبہ کی روایات بحار الانوار و شرح کبریت الاحمر والمناقب وغیرہا کتب مناقب میں موجود ہیں۔

ردت الشمس له ثم ردت من افق
ولئن صيرها راكدة لم تغب

آفتاب اس جناب کے لئے لوٹا اور پھر اپنے افق سے جا ملا۔ اور اگر وہ جناب اس کو ٹھیرا رہنے کا حکم دیتے تو ہرگز غروب نہ ہوتا۔ "وسخر لکم الشمس والقمر" (تمھارے لئے خدا نے شمس و قمر کو مسخر کر دیا ہے) کا مصداق حقیقی یہی ہیں۔

طرفہ یہ کہ صاحب خصائص کبریٰ نقل کرتے ہیں کہ عباسؓ (آپ کے چچا) نے آپ سے کہا کہ بھتیجے مجھے تمھارے دین میں تمھاری ایک نشانی۔ نے داخل کیا ہے فرمایا۔ چچا وہ کیا تھی؟ کہا جب تم بچے تھے اور گھوارے میں ہوتے تھے تو میں دیکھتا تھا کہ تم چاند سے باتیں کرتے تھے۔ فرمایا ہاں چچا سچ ہے وہ مجھ سے باتیں کرتا تھا اور میں اس سے اور وہ مجھے رونے سے بہلاتا تھا۔ اور میں اس وقت زیر عرش الٰہی اس کے سجدے کی آہٹ سنتا تھا۔
(سبحان اللہ وتعالیٰ عما یشرکون وھو علیٰ کل شیء قدیر۔) اور ابن شیرویہ الدیلمی اور عبدوس الھمدانی اور خطیب خوارزمی سلمان و ابوذر و عمار و ابن مسعود و ابن عباس رضی اللہ

عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ جب بعد فتح کہ آنحضرتؐ جنگ ہوازن کے واسطے تیار ہوئے تو فرمایا۔ اے علی اٹھو اور اپنی کرامت دکھو اور آفتاب سے باتیں کرو۔" فقال السلام علیک ایھا العبد الدائب فی طاعۃ ربہ فاجابۃ ویقولھا وعلیک السلام یا اخا رسول اللہ و وصیہ وحجۃ اللہ علی خلقہ وانکب علی ساجد اشکر اللہ عزو جل۔" یعنی فرمایا سلام ہو تجھ پر اے بندہ خدا اور اس کی اطاعت میں پھرنے والے پس آفتاب نے یوں جواب دیا تجھ پر بھی سلام ہو اے برادر رسول و وصی رسول وحجۃ خدا علیؑ یہ سنکر سجدہ شکر میں گر گئے آنحضرتؐ نے ہاتھ پکڑ کے اٹھایا اور منہ سے خاک صاف کی اور فرمایا اے میرے حبیبؐ میں تجھ کو بشارت دیتا ہوں کہ خدا تجھ سے حاملان عرش واہل سمٰوات پر فخر کرتا ہے پھر فرمایا کہ حمد ہے اس خدا کے لئے جس نے مجھ کو تمام انبیاء پر فضیلت دی ہے اور سید الاوصیاء علی نے میری تائید کی ہے۔ اور پھر یہ آیت پڑھی "ولہ اسلم من فی السمٰوات والارض طوعا وکرھا والیہ ترجعون" جو کچھ کہ زمین و آسمان میں ہے اسکی فرمانبرداری کرتا ہے خواہ بطوع و رغبت یا بکراہت اور سب کی بازگشت ادھر ہی ہے۔ فالحمد للہ علی الانعام۔ نبی کے لئے چاند ٹکڑے ہوا علی کے لئے آفتاب ڈوبتے ہوئے لوٹ آیا نبی سے چاند نے باتیں کیں اور علی سے آفتاب نے کیوں نہ ہو دونوں ایک نور خدا سے ہیں اور شمس و قمر انہی کے نور کا سایہ اور پرتو ہیں۔ حقیقی آفتاب، عالم محمد مصطفےٰ ہیں اور ان کے ساتھ ساتھ اور پیچھے آنے والے ماہتاب آسمان ولایت علی ولی اللہ ہیں۔ قال سبحانہ وتعالیٰ۔ "والشمس وضحٰھا والقمر اذا تلٰھا" قسم ہے آفتاب اور اس کی روشنی کی اور قسم ہے ماہتاب کی جبکہ وہ اسکے پیچھے پیچھے آئے۔ یہ آفتاب و ماہتاب محبوب رب الارباب جناب رسالت مآب و ولایت مآب محمد مصطفےٰ و علی مرتضےٰ ہیں۔ جہاں آفتاب ہمارے افق سے غروب ہوا فوراً اس کی جگہ ماہتاب نے عالم امکان کو روشن کرنا شروع کر دیا۔ مشہور و معروف اور محقق ہے۔ "نور القمر مستفاد من نور الشمس" چاند کا نور آفتاب کے نور سے مستفاد ہے پس اصل نور آفتاب ہی ہے۔ اسی طرح "نور علی مستفاد من نور نبی فالنبی اصل و العلی فرع" نبی اصل ہے اور علی اس کی فرع۔ اور وہ نور ایک اصل سے۔ آفتاب رسالت کے غروب ہوتے ہی ماہتاب ولایت و امامت و خلافت نے جگہ لی۔ اور عالم امکان کو نور تعلیم و تربیت و ہدایت و تبلیغ سے روشن کیا۔ ونعم ما قیل سے

شمس کند چوں غروب ماہ نماید طلوع ۔۔۔ بعد نبی مرتضےٰ مار غلامان او

نبی مالک کوثر ہے قال عزمن قائلہ "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ اِنَّ شَانِئَکَ هُوَ الْاَبْتَرُ" اے حبیب ہم نے تجھے کوثر بخشدیا اور عطا کیا پس تو اپنے پروردگار کی نماز ادا کر اور قربانی دے اور بیشک تیرا دشمن ہی مقطوع النسل اور دم بریدہ ہے۔ روایات کثیرہ دال ہیں مالک حوض کوثر جناب پیغمبر ہیں اور چونکہ ظہور فیض باب نبی سے مخصوص ہے دنیا میں اس دریائے فیض کا ظہور باب نبی سے ہوتا ہے آخرت میں بھی یہ فیض باب نبی اور قائمقام نبی سے ظاہر ہوگا اور اس دن باتفاق علماء محققین **علی ساقی کوثر ہے** علی ہی اس چشمہ فیض محمدی سے امت محمدی سے اپنے دوستوں کو سیراب کریں گے۔ علامہ ابن محمد نقل کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا اے علیؑ تم اور تمھارے دوست حوض کوثر پر سیر و سیراب اور نورانی صورت ہوں گے۔ اور تمھارے دشمن پیاسے اور زرد رو نکالے جائیں گے۔ احمد بن حنبلؒ نے کتاب فضائل میں روایت کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ خدا نے علی کو وہ پانچ صفتیں عطا کیں جو مجھے دنیا و مافیہا سے محبوب تر ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ خدا کے سامنے کھڑا ہوگا جب تک لوگ حساب و کتاب سے فارغ ہوں۔ دوّم یہ کہ لواء حمد اس کے ہاتھ میں ہوگا اور انبیاءؑ اس کے جھنڈے کے نیچے۔ سوّم یہ کہ وہ میرے حوض کے کنارے پر کھڑا ہوگا اور میری امت میں سے جس کو پہچانے گا سیراب کرے گا۔ چہارم یہ کہ مجھے بعد ایمان اس کے کافر ہو جانے اور بعد احصان زانی ہو جانے کا خوف نہیں ہے۔ پنجم یہ کہ وہ میری شرمگاہ کو ڈھکنے والا اور مجھے قبر میں اتارنے والا اور خدا کے سپرد کرنے والا ہے۔

محمد ابن اسمٰعیل بخاریؒ ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اسماء نے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا کہ میں روز قیامت حوض کوثر پر کھڑا ہوا آنے والوں کا انتظار کرتا ہونگا پس کچھ لوگوں کو میرے پاس سے علیحدہ کر دیا جائے گا۔ میں کہوں گا یہ میری امت ہیں۔ تو بارگاہ ایزدی سے جواب ملیگا کہ تم نہیں جانتے یہ تو تمھارے دین سے پیچھے کو لوٹ گئے تھے اور مرتد ہو گئے تھے۔ اور **نعمان بن ابی العیاش** کہتے ہیں کہ میں نے ابو سعید خدری سے یوں سنا کہ جواب باری تعالیٰ یہ ہوگا "اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا بَدَّلُوْا بَعْدَکَ" تو نہیں جانتا کہ انھوں نے تیرے بعد دین میں کیا کیا تبدیلیاں کر دیں۔ "فَاَقُوْلُ سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ بَدَّلَ بَعْدِیْ" ہلاک ہوئے ہلاک ہوئے وہ لوگ جنھوں نے میرے بعد میرے دین کو اور میرے قول کو بدلدیا۔ ص ۱۰۴۵

پس صرف علی ہی ایسے ہیں جنکے بعد نبیؐ پھر جانے اور بعد ایمان کافر ہو جانے کا خوف نہیں ہے

اور کسی کی بابت یہ نہیں کہا جا سکتا۔ بہر نہج نبی مالک کوثر ہے علی ساقی کوثر اور جو ہر اعلیٰ پر ہے وہ سیراب از کوثر۔ "فِی مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيكٍ مُقْتَدِرٍ"

ساقی کوثر نہ چنداں مدح باشد مرترا — اے زتو دریائے فطرت کان گوہر یافتہ
باصفائے گوہر پاک تو رمنواں سالہا — خاک خجلت بر جبین آب کوثر یافتہ

نبی صاحب مقام محمود ہے | قَالَ اللّٰهُ تعالیٰ "عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا"۔ قریب ہے کہ خدا تجھ کو مقام محمود پر پہنچائے۔ اور اکثر مفسرین کی تحقیق یہ ہے کہ مقام محمود مقام شفاعت کبریٰ ہے۔ اور حق شفاعت کبریٰ صرف جناب رسولؐ خدا کو حاصل ہے اور وہی مالک شفاعت ہیں۔ فقال عزوجل۔ "لَا يَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا"۔ (مریم ع ۵) نہ مالک شفاعت ہوں گے مگر وہ لوگ جنھوں نے عہد الٰہی لے لیا ہے۔ اور خدا فرماتا ہے "اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يَا بَنِيْ آدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ"۔ کیا خدا نے تم سے یہ عہد نہیں لیا ہے کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرو جس نے کسی امر میں متابعت شیطان کی وہ عہد الٰہی سے خارج ہو گیا پس عہد الٰہی پر قائم صرف معصومین ہو سکتے ہیں جنھوں نے کبھی طاعت شیطان اور معصیت رحمان نہیں کی۔ چنانچہ اسی واسطے خدا فرماتا ہے۔ "وَمِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا"۔ یہ عہد خدا اور رسول خدا کے بعد قول و فعل و سنت و دین نبی کو بدلنے والے نہیں ہیں۔ اور یہی وہ صادقین ہیں جن کی بابت خدا فرماتا ہے کہ وہ اغواء شیطان سے مستثنیٰ ہیں۔ "لَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ"۔ اور یہی جماعت مومنین صادقین و معصومین و مخلصین ہے جن کے اتباع کا خدا حکم دیتا ہے۔ "يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ"۔ اے ایمان والو خدا سے ڈرو اور صادقین کے ساتھ ہو جاؤ۔ پس عہد الٰہی پر یہی معصومین قائم ہیں اور جب یہ عہد الٰہی پر قائم ہیں تو انھوں نے عہد امامت مطلقہ کو خدا سے حاصل کیا ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے۔ "اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِيْنَ"۔ اے ابراہیم میں تمھیں تمام لوگوں کا پیشوا بنانے والا ہوں کہا کیا میری ذریت میں بھی یہ عہد رہے گا؟ فرمایا ہاں مگر ظالمین کو نہ پہنچے گا۔ پس اس عہد امامت کے حاصل کرنے والے معصومین ہی ہیں جن کی فرد اول افضل المطہرین والمعصومین خاتم النبیین ہیں اور باقی ان کے اہلبیت طاہرین و معصومین۔ اور بنا برین روز قیامت یہی مالک شفاعت اور صاحبان عہد ہیں۔ اور اس دن جناب رسولؐ خدا کو لوائے حمد بارگاہ ایزدی سے عطا ہو گا اور

تمام مخلوقات اس کے سایہ کی محتاج ہو گی اور آنحضرت نے فرمایا ہے "آدم وَمَنْ دُونَہٗ تَحْتَ لِوَائِی یَوْمَ الْقِیَامَۃِ" روز قیامت آدم وغیر آدم سب میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور علم کے اٹھانے والے

علی حامل لواء حمد ہیں

انہی کے ہاتھ میں یہ علم ہو گا جیسا کہ روایت میں گذرا۔ اور فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ نے میں سردار بنی آدم ہوں اور میں ہی سب سے پہلے قبر سے اٹھوں گا اور میں سب سے پہلے داخل بہشت ہوں گا۔ اور میں ہی صاحب **لواء الحمد** ہوں اور میں ہی سایہ رحمان میں بیٹھنے والا ہوں جبکہ سوائے خدا کسی کا سایہ نہ ہو گا وَلَا فَخْرَ "مالک لوائے حمد نبی ہیں اور حامل لوائے حمد علیؑ ہیں۔ **اور** موفق خوارزمی مخدوج الذہلی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا کہ اے علی اول ہیں اور تو ہی بلائے جائینگے...... فرمایا اور اللہ تیرے ہاتھ میں جھنڈا دیگا اور وہی لواء حمد ہے پس تو اس کو لے کر لوگوں کے درمیان سے گذرے گا۔ آدم اور جمیع مخلوق الٰہی میرے علم کے سایہ میں سایہ ڈھونڈینگے۔ حسنؑ تیرے دائیں طرف ہو گا اور حسینؑ تیرے بائیں طرف۔ الحدیث۔ دوستان علی ضرور سایہ علم علیؑ میں ہوں گے +

نبیؐ اوّل المسلمین ہے

قال سبحانہ وتعالیٰ۔ "قُلْ اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ۔" (انعام ع ۲) کہدو اے پیغمبرؐ کہ میں مامور ہوں کہ اول المسلمین ہوں۔ وَقَالَ "وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ" میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔ اور اس کی تحقیق حصہ اول میں آچکی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ سب سے پہلے خدا کی توحید وتحمید وتمجید وتسبیح وتہلیل وتقدیس کرنے والے آپؐ ہی ہیں اور ان کے ساتھ ان کے اہلبیت اور جزو نورانی علیؑ واولاد علیؑ۔ اور پھر علیؑ ہی سب سے پہلے یہاں اول المسلمین و آخر النبیین کی تصدیق کرنے والے اور ایمان لانے والے ہیں اور اس لئے نبی اول المسلمین ہیں اور

علیؑ اول المومنین

چنانچہ حموینی نے ابوذر غفاریؓ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا "یَا عَلِیُّ اَنْتَ اَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِیْ وَاَنْتَ اَوَّلُ مَنْ یُصَافِحُنِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَاَنْتَ الصِّدِّیْقُ الْاَکْبَرُ وَاَنْتَ الْفَارُوْقُ الْاَعْظَمُ الَّذِیْ یُفَرِّقُ بَیْنَ الْحَقِّ وَالْبَاطِلِ وَاَنْتَ یَعْسُوْبُ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمَالُ یَعْسُوْبُ الْکُفَّارِ۔" اے علیؑ تو ہی وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے میری تصدیق کی اور مجھ پر ایمان لایا اور تو ہی روز قیامت سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کرے گا۔ اور **تو ہی صدیق اکبر اور وہ فاروق** اعظم ہے۔ جو حق و باطل میں تمیز دیگا۔ اور تو یعسوب المسلمین ہے اور مال مالک بادشاہ کافرین ہے

عمر بن الخطابؓ فرماتے ہیں میں اور ابوبکر اور ابوعبیدہ اور بہت سے لوگ حضرت کے ساتھ تھے کہ حضرتؐ نے علیؑ کے کندھے پر ہاتھ مارا اور کہا "یَا عَلِیُّ اَنْتَ اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اِیْمَانًا وَاَوَّلُہُمْ اِسْلَامًا

وَاَنْتَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰی"۔ اے علی تو ہی اول المومنین ہے اور تو ہی اول المسلمین ہے اور تو مجھ سے وہ مرتبہ اور منزلت رکھتا ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ اور ابوذر سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا۔ "اَنْتَ اَوَّلُ مَنْ اٰمَنَ بِیْ وَصَدَّقَنِیْ۔ تو ہی پہلا شخص ہے جو مجھ پر ایمان لایا اور میری تصدیق کی۔

بلحاظ قوت ایمان بھی علیؑ ہی اول المومنین و افضل المومنین ہیں۔ چنانچہ مروی ہے کہ آپ برہنہ تلوار لئے ایک قمیص پہنے صفین میں دونو صفوں کے درمیان بلا خوف پھر رہے تھے۔ امام حسنؑ نے عرض کیا۔ "یَا مَوْلَا مَا ھٰذَا زِیُّ الْحَرْبِ"۔ یہ لڑائی کی وضع نہیں ہے۔ "فَقَالَ یَا بُنَیَّ اِنَّ اَبَاکَ لَا یُبَالِیْ وَقَعَ عَلَی الْمَوْتِ اَوْ وَقَعَ الْمَوْتُ عَلَیْہِ وَلَمَّا ضَرَبَہٗ ابْنُ مُلْجِمٍ قَالَ فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ یعنی اے فرزند تیرا باپ اس کی پروا نہیں کرتا کہ وہ موت پر جا پڑے یا موت اس پر آپڑے۔ اور جب ابن ملجم مرادی ملعون نے آپ کے سر پر ضرب لگائی تو فرمایا "فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ"۔ پروردگار کعبہ کی قسم میں کامیاب و رستگار ہوا۔ اور آپ کا قول مشہور ہے۔ "مَا شَکَکْتُ فِی الْحَقِّ مُنْذُ رَأَیْتُہٗ"۔ جب سے میں نے حق کو دیکھا کبھی شک نہیں کیا۔ وقال "لَوْ کُشِفَ الْغِطَاءُ لَمَا ازْدَدْتُ یَقِیْنًا"۔ "فَالنَّبِیُّ اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ وَاٰخِرُ النَّبِیِّیْنَ وَالْعَلِیُّ اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاٰخِرُ مَنْ فَارَقَ خَاتَمَ الْمُرْسَلِیْنَ فَھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ"۔ +

نبی خیر الانام ہے بیانات سابقہ سے ثابت ہے کہ نبی افضل مخلوقات و اشرف مکونات ہے اور کوئی مخلوق اس سے اشرف و افضل و اعلیٰ نہیں سوائے اس جناب کے اور کون خیر الانام ہو سکتا ہے۔ "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"۔ جو دعویٰ کرے وہ جھوٹا اور کاذب ہے۔ مگر بعد آنجناب اور دوسرے درجے پر بہترین مخلوقات وہ شخص ہے جو قدم۔ نورانیت عصمت۔ طہارت و علم و عمل و معرفت میں مثل رسول و نفس رسول ہے۔ اور ایسا شخص غیر از علی کوئی نہیں۔ فقال عز و جل "اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ (سورہ بیّنہ) بیشک وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور جنھوں نے تمام اعمال نیک کئے ہیں وہی بہترین مخلوقات ہیں اور کوئی شخص علم و عمل میں اس جناب سے بڑھ کر نہیں (دیکھو حصہ اول) پس ضرور بعد نبی اور نبی پر ایمان لانے والوں میں

علیؑ خیر البریّہ ہے جابر ابن عبد اللہ الانصاری فرماتے ہیں کہ ہم رسول خداؐ کے ساتھ تھے کہ علیؑ آگئے آنحضرتؐ نے فرمایا تمھارے پاس میرا بھائی آیا پھر جب کعبہ کی طرف پھرے اور اس کو مس کیا اور فرمایا جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس کی قسم ہے کہ یہ علیؑ اور اس کے شیعہ

روز قیامت رستگار ہیں۔ پھر فرمایا یہ تم میں سے سب سے پہلے ایمان لانے والا ہے اور سب سے زیادہ عہد خدا کا وفا کرنے والا ہے اور تم سب سے امر خدا کو زیادہ قائم کرنے والا ہے اور سب سے زیادہ رعیت میں عدل کرنے والا ہے اور سب سے زیادہ عند اللہ فضیلت رکھنے والا ہے پس یہ آیت نازل ہوئی "اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ اُولٰئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ" اور اس وقت سے صحابہ کی یہ عادت تھی کہ جب علیؑ آتے سب کہتے "قَدْ جَاءَ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ" بہترین مخلوقات آیا۔ خطیب بغدادی روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا "عَلِيٌّ خَيْرُ الْبَشَرِ فَمَنْ اَبٰى فَقَدْ كَفَرَ" علی خیر البشر ہے جس نے انکار کیا وہ کافر ہوا۔ اور ابو یعلی الموصلی روایت کرتے ہیں "عَلِيٌّ خَيْرُ الْبَشَرِ وَمَنْ شَكَّ فِيْهِ فَقَدْ كَفَرَ" ظاہر ہے اور ثابت کر چکے ہیں کہ نبی خیر الانام ہے اور علی اس کے اوصاف میں شریک اور ایک ہی نور ہے اور نفس رسول ہے پس جو اس کے خیر البشر ہونے میں شک کرے وہ آنحضرت کے خیر الانام ہونے میں شک کرتا ہے اور آنحضرت کی احادیث کا منکر ہے اور آیات الٰہی کا مکذب اسی واسطے فقد کفر صحیح ہے +

نبیؐ و علیؑ مولائے کل ہیں

جب یہ تحقیق ہو گیا تو ثابت ہوا کہ نبی مولائے کل و آقائے مومنین ہیں "اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ" نبی مومنین کی جانوں کا خود ان سے زیادہ مالک اور ان پر متصرف اور ان کا مولیٰ ہے۔ اور حق ولایت مطلقہ علیؑ جزو نور رسول اور آئینہ اوصاف و مظہر کمالات کے لئے ثابت ہے اور بعد نبی وہی مولائے کل ہے اسی منصب کے اظہار کے لئے خدا نے حکم دیا تھا "فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ" جب تبلیغ سے فارغ ہو جائے تو پھر مولائے کل کو نصب کر دے اور بعد انفراغ تبلیغ و آخری حج جب آنحضرت مکہ سے واپس ہوئے تو حکم پہنچا "بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ" اے ہمارے حبیب پہنچا دے وہ حکم جو تجھ کو دیا گیا ہے (فانصب) اگر اس کو تم نے فعلاً کر کے نہ دکھایا اور تبلیغ فعلی و عملی نہ کی اور مولائے کل کا نشان نہ دیا تو پھر تم نے اپنے پروردگار کی رسالت کو نہ پہنچایا۔ اور تم کچھ پروا نہ کرو اللہ تمہیں لوگوں سے محفوظ رکھنے کا اس وقت آپ نے اس کی تعمیل عملی و فعلی بہ مجمع کثیر بمقام خم غدیر بعد خطبہ فصیحہ و بلیغہ فرمایا "اَيُّهَا النَّاسُ اَلَسْتُ اَوْلٰى بِكُمْ مِنْ اَنْفُسِكُمْ" کیا میں تمہارے نفوس سے زیادہ تمہارا مالک نہیں ہوں؟ قالوا بلٰی سب نے کہا کیوں نہیں "اَنْتَ اَوْلٰى بِنَا مِنْ اَنْفُسِنَا" تم ہم سے بڑھ کر مولا اور مالک ہو۔ فقال "فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَهٰذَا عَلِيٌّ مَوْلَاهُ" پس جس کا

میں مولا ہوں یہ علی بھی اس کا مولا ہے۔ اور ہاتھ سے بلند کر کے سب کو دکھلادیا اور اس طرح سے اس حکم کی تبلیغ فعلی و عملی ادا کی۔

ابو حاتم ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہتے تھے کہ زمانہ رسول میں اس آیت کو ہم یوں پڑھا کرتے تھے " یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ اَنَّ عَلِیًّا مَوْلَی الْمُؤْمِنِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ "۔ چنانچہ صاحب تفسیر درمنثور یہی تحقیق کرتے ہیں اور علی بن عیسیٰ کشف الغمہ میں زربن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اس زمانہ میں اس آیت کو یوں ہی پڑھتے تھے اور یہی مضمون تفسیر ثعلبی میں بھی مروی ہے۔ اور روایات غدیر بے شمار ہیں۔ چنانچہ مسند احمد بن حنبلؒ میں براء بن عازب سے مروی ہے کہ ہم غدیر خم میں اترے تو نماز کے لئے پکارا گیا پس آنحضرتؐ نے نماز ظہر ادا کی اور علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا " اَلَسْتُمْ تَعْلَمُوْنَ اَنِّیْ اَوْلٰی بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ قَالُوْا بَلٰی اَخَذَ بِیَدِ عَلِیٍّ فَقَالَ لَهُمْ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاهُ "۔ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے بار الٰہا اس کے دوست کو دوست رکھ اور اس کے دشمن کو دشمن " فَلَقِیَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ هَنِیْئًا لَّكَ یَا ابْنَ اَبِیْطَالِبٍ اَصْبَحْتَ مَوْلٰی كُلِّ مُؤْمِنٍ وَّمُؤْمِنَةٍ " یعنی پس عمر ابن الخطابؓ علی کی ملاقات کو آئے اور کہا۔ **اے ابن ابیطالب آپ کو مبارک ہو کہ آپ ہر ایک مومن اور مومنہ کے مولیٰ قرار پائے۔ ثعلبی** نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے اور اسی سند مذکور میں زید ابن ارقم سے روایت ہے اور قریب قریب یہی مضمون ہے۔ **مشکاۃ المصابیح** میں بھی براء بن عازب سے حدیث غدیر مروی ہے۔ اور احمد بن حنبلؒ نے حضرت عمر ابن الخطاب سے یہی روایت کیا ہے۔ اور ترمذی شریف میں زید بن ارقم سے روایت ہے۔ اور سنن ابن ماجہ میں براء ابن عازب سے مروی ہے۔ اور **مشکاۃ المصابیح میں** زید بن ارقم سے روایت ہے۔ اور **ابن مغازلی** نے اپنی مسند میں حدیث غدیر کو روایت کیا ہے اور اسی طرح **موفق خوارزمی** نے۔ اور مسند احمد میں ایک روایت غدیر **بریدہ** سے ہے۔ اور ایک روایت **ابو عمر** سے اور ایک **رباح بن حارث** سے۔ اور شیخ بن حجر عسقلانی سے کتاب الاصابہ میں ابو الطفیل سے حدیث غدیر کو روایت کیا ہے۔ نیز **یعلی بن مرہ** اور ابو اسحٰق سے حدیث غدیر کو ابن جوین و حذیفہ بن اسید و عامر بن لیلی بن حمزہ و عبداللہ بن یامیل سے روایت کیا ہے۔

محمد بن جریر الطبری نے پچھتر طریق سے اس حدیث کو نقل کیا ہے اور اس میں ایک مستقل

کتاب لکھی ہے یعنی **کتاب الولایہ**۔ اور احمد بن محمد بن سعید بن عقدہ نے **کتاب الموالاۃ** میں ایک سو پانچ طریق سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور **علامہ علی بن موسیٰ** و علی بن محمد ابو المعالی الجوینی استاد ابو حامد غزالیؒ نے بیان کیا ہے کہ میں نے بغداد میں ایک جلد بند کی دوکان پر ایک کتاب دیکھی جس میں حدیث غدیر کی روایات تھیں اور اس پر لکھا ہوا تھا **اٹھاویں جلد** اور بعد اس کے انیسویں جلد بھی تھی (دیکھو ینابیع وغیرہ) غرض یہ ایسی حدیث متواتر ہے کہ جس کا کسی طرح انکار نہیں ہو سکتا۔ اور کون شخص ہے جو ولایت علی سے انکار کر سکے "لَا رَیْبَ عَلِیٌّ وَلِیُّ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَمَوْلَی الْمُؤْمِنِیْنَ"۔ اور معنی وہی ہیں جو خدا نے قرآن میں نبی کے لئے اختیار و استعمال کئے ہیں اور جن کا نبی نے اول حدیث میں اپنے لئے تمام مومنین سے اقرار لیا ہے۔ وہی معنی علی کے مولیٰ ہونے کے ہیں اور جن کو ہم ثابت کر چکے ہیں۔ ؎

عبث در معنی من کنت مولاہ میروی ہر سو
علی مولیٰ بایں معنی کہ پیغمبر بود مولیٰ

محقق و مبرہن ہو گیا کہ علیؑ تمام کمالات و شرائط خلافت میں شریک نبی ہے۔ اور دونو ایک ہی ہیں صراطِ علی صراطِ نبی ہے۔ منہاجِ علی منہاجِ نبی۔ نورِ علی نورِ نبی۔ علمِ علی علمِ نبی۔ حبِّ علی حبِّ نبی۔ طاعتِ علی طاعتِ نبی۔ معصیتِ علی معصیتِ نبی۔ بغضِ علی بغضِ نبی۔ رضائے علی رضاءِ نبی۔ ایذاءِ علی ایذاءِ نبی۔ پس نہیں ہے نفسِ نبی و نظیرِ نبی مگر علی۔ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم۔ علی نظیری علی مرا نظیر ہے۔ وقال اللّٰہ تبارک وتعالیٰ "قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَائَنَا وَاَبْنَائَکُمْ وَنِسَائَنَا وَنِسَائَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ الخ"۔ اور نہیں ہیں معنی خلافت الٰہیہ و خلافت نبویہ ختمیہ مگر یہی فَھُوَ حُجَّۃُ اللّٰہِ عَلَی الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنَ خَلِیْفَۃُ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ سِرُّ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَاٰیَۃُ السَّابِقِیْنَ وَلِسَانُ النَّاطِقِیْنَ یَعْسُوْبُ الدِّیْنِ وَقَائِدُ الْغُرِّ الْمُحَجَّلِیْنَ قَاتِلُ الْمُشْرِکِیْنَ وَالْقَاسِطِیْنَ وَالنَّاکِثِیْنَ وَالْمَارِقِیْنَ بَوَارُ الْکَافِرِیْنَ غَیْظُ الْمُنَافِقِیْنَ اِمَامُ الْمُتَّقِیْنَ وَاَصْدَقُ الصَّادِقِیْنَ مَظْھَرُ الْعَجَائِبِ وَالْغَرَائِبِ اَسَدُ اللّٰہِ الْغَالِبُ عَلَی النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ سَلَامُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَآلِہِ الطَّاھِرِیْنَ اَبَدَ الْاٰبِدِیْنَ وَدَھْرَ الدَّاھِرِیْنَ۔ ؎

السلام اے سایۂ ذات خورشید ربّ العالمین
آسمان عز و تمکین آفتاب دا دو دیں
مقصد تنزیل بلّغ مظہر اسرار غیب
مطلع بتلوہ شاہد مقطع حبل المتین

مفتیِ ہر چار دفتر خواجۂ ہر ہشت خلد — داورِ ہر شش جہت اعظم امیر المومنین

صورتِ معنیِ فطرت باعثِ ایجادِ خلق — بہترین نسلِ آدم نفسِ خیر المرسلین

صاحبِ یوفون بالنذر آفتابِ انّما — قرۃ العین لعمرک نازشِ روح الامین

در جہاں از روئے حشمت چوں جہاندارِ جہاں — بر زمیں از روئے رفعت آسمانے بر زمیں

مثلِ تو چوں شبہ ایزد در ہمہ عالم محال — ور بود ممکن نہ الا رحمۃ للعالمین

کاتبِ دیوانِ امرت موسیِ دریا شگاف — پردہ دارِ بامِ قصرت عیسیِ گردوں نشیں

از عطائے دستِ فیاضِ تو دریا مستفیض — واز ریاضِ نزہتِ طبعِ تو رضواں خوشہ چیں

نقش بندِ ثانیِ دیوان از بدوِ فطرت تاکنوں — ناکشیدہ چوں مہِ رخسارِ تو نقشِ مبیں

عالمِ علمِ لدنی شہسوارِ لو کشف — ناصرِ دیں نفسِ پیغمبر امام المتقیں

ناشنیدہ از زمانِ مہد تا پایانِ عمر — بے رضائے حق ز تو حرفے کراماً کاتبیں

آنکہ مداحش خدا ہمدم رسول اللہ بود
گر کسے ہمتاش باشد ہم رسول اللہ بود

قَالَ عَلَیہِ السَّلَام اَنَا الْآیَۃُ بَعْدَ الْکَرَّۃِ وَالرَّجْعَۃُ بَعْدَ الرَّجْعَۃِ وَاَنَا صَاحِبُ الرَّجْعَاتِ وَالْکَرَّاتِ وَصَاحِبُ الصَّوْلَاتِ وَالنَّقِمَاتِ وَالدَّوْلَاتِ الْعَجِیْبَاتِ وَاَنَا قَرْنٌ مِنْ حَدِیْدٍ وَاَنَا عَبْدُ اللّٰہِ وَاَخُوْ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَنَا اَمِیْنُ اللّٰہِ وَخَازِنُہٗ وَعَیْبَۃُ سِرِّہٖ وَحِجَابُہٗ وَوَجْہُہٗ وَصِرَاطُہٗ وَمِیْزَانُہٗ وَاَنَا الْحَاشِرُ اِلَی اللّٰہِ وَاَنَا کَلِمَۃُ اللّٰہِ الَّتِیْ یُجْمَعُ بِہَا الْمُفْتَرِقُ وَیُفَرَّقُ بِہَا الْمُجْتَمِعُ وَاَنَا اَسْمَاءُ اللّٰہِ الْحُسْنٰی وَاَمْثَالُہُ الْعُلْیَا وَآیَاتُہُ الْکُبْرٰی وَاَنَا صَاحِبُ الْجَنَّۃِ وَالنَّارِ اُسْکِنُ اَہْلَ الْجَنَّۃِ الْجَنَّۃَ وَاَہْلَ النَّارِ النَّارَ وَاِلَیَّ تَزْوِیْجُ اَہْلِ الْجَنَّۃِ وَاِلَیَّ عَذَابُ اَہْلِ النَّارِ وَاِلَیَّ اِیَابُ الْخَلْقِ جَمِیْعًا وَاَنَا الْمَآبُ الَّذِیْ یَؤُوْبُ اِلَیْہِ کُلُّ شَیْءٍ بَعْدَ الْقَضَاءِ وَاَنَا اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَیَعْسُوْبُ الْمُتَّقِیْنَ وَآیَۃُ السَّابِقِیْنَ وَلِسَانُ النَّاطِقِیْنَ وَخَاتَمُ الْوَصِیِّیْنَ وَوَارِثُ النَّبِیِّیْنَ وَخَلِیْفَۃُ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصِرَاطُ رَبِّیَ الْمُسْتَقِیْمُ وَقِسْطَاسُہٗ وَالْحُجَّۃُ عَلٰی اَہْلِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرَضِیْنَ وَاَنَا الشَّاہِدُ یَوْمَ الدِّیْنِ وَاَنَا الَّذِیْ عَلِمْتُ عِلْمَ الْمَنَایَا وَالْبَلَایَا وَالْقَضَایَا وَفَصْلَ الْخِطَابِ وَالْاَنْسَابِ وَاسْتُحْفِظْتُ آیَاتِ النَّبِیِّیْنَ وَاَنَا الَّذِیْ سُخِّرَتْ لِیَ السَّحَابُ وَالرَّعْدُ وَالْبَرْقُ وَالظُّلَمُ وَالْاَنْوَارُ وَالرِّیَاحُ وَالْجِبَالُ وَالْبِحَارُ وَالنُّجُوْمُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَاَنَا الْفَارُوْقُ الْاُمَّۃِ وَاَنَا الَّذِیْ اَحْصَیْتُ کُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا بِعِلْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ اَوْدَعَنِیْہِ وَبِسِرِّہِ الَّذِیْ اَسَرَّہٗ اِلٰی مُحَمَّدٍ وَاَسَرَّہُ النَّبِیُّ اِلَیَّ وَاَنَا الَّذِیْ اَعْطَانِیْ رَبِّیْ اِسْمَہٗ وَکَلِمَتَہٗ وَحِکْمَتَہٗ وَعِلْمَہٗ یَا مَعَاشِرَ النَّاسِ اِسْئَلُوْنِیْ قَبْلَ اَنْ تَفْقِدُوْنِیْ

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اُشۡھِدُکَ وَاَسۡتَعۡدِیۡکَ عَلَیۡھِمۡ وَلَاحَوۡلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ ۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ مُتَّبِعِیۡنَ اَمۡرَہٗ" انتھی کلام القرآن الناطق والحق الصادق علیہ السلام ۔ یعنی میں صاحب رجعت وکرت ابد بار بار آنے والا مظہر العجائب صاحب دولات عجیبہ ہوں اور میں وہ قلعہ آہنی ہوں جس پر کوئی غالب نہیں آسکتا "صَدَقۡتَ بِاَبِیۡ اَنۡتَ وَاُمِّیۡ ۔

ضربت دست تو از دستاں بدیدے در مصاف
مرغ روحش بیگماں از بیم بشکستے قفس

باشکوہ صولتت دستاں نیاید در شمار | در بر عنقائے مغرب کے شکوہ آرد مگس
از میان مغرب میداں برآئی مہروار | رایت نصرت زپیش و آیت دولت ز پس
خلق ہفت اقلیم اگر آں رو بہمدستاں شوند | از رہِ مردی نیارد تاب میدانِ تو کس

صورتے گرد مجسم فتح گوید آشکار
لا فتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار

(قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ۔ ضَرۡبَۃُ عَلِیٍّ یَوۡمَ الۡخَنۡدَقِ اَفۡضَلُ مِنۡ عِبَادَۃِ الثَّقَلَیۡنِ" روز خندق ایک ضرب علیؑ عبادت جن وانس سے افضل ہے) میں بندۂ خدا و برادر رسول ۔ امین خدا و خزینہ دار خدا حجاب خدا وجہ خدا وصندوق اسرار الٰہ وصراط اللہ اور میزان حق وباطل ہوں ۔ اور میں ہی لوگوں کو خدا کی طرف اکٹھا کرنے والا ہوں اور میں ہی وہ کلمۃ اللہ ہوں جس سے ہر ایک مفترق جمع اور ہر ایک مجمع متفرق ہو ممیز ہوتا ہے حق وباطل وصدق وکذب میں تمیز وتفریق کرنے والا میں ہی فاروق اعظم وجامع امت علی الحق ہوں میں مظہر اوصاف خدائی واسماء حسنیٰ الٰہی ونمونہ کمالات وآیات کبریٰ ہوں اور میں ہی صاحب جنت ونار ہوں اہل جنت کو جنت میں داخل کرونگا اور اہل نار کو جہنم میں جگہ دونگا اور میں ہی اہل جنت کی حورعین سے تزویج کرونگا اور اہل نار کو عذاب میں ڈالونگا ۔ قال اللہ تبارک و تعالیٰ اَلۡقِیَا فِیۡ جَھَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیۡدٍ" تم دونو ہر ایک سرکش ومغرور کافر کو جہنم میں ڈالو ۔ امام احمد بن حنبلؒ روایت کرتے ہیں کہ شریک ابن عبد اللہ نے بیان کیا ہم ابو محمد اعمش کے پاس ان کی عیادت کے لئے گئے تو اتنے میں ابو حنیفہ ابن ابو لیلیٰ اور ابن شبرمہ آگئے اور ابو حنیفہ نے اعمش کی طرف متوجہ ہو کر کہا اے ابو محمد خدا سے ڈرو یہ تمھاری آخرت کا پہلا دن اور دنیا کا آخری دن ہے تم بہت سی حدیثیں علی ابن ابیطالبؑ کے باب میں ایسی بیان کرتے تھے کہ اگر ان سے سکوت کرتے تو بہتر تھا یہ سنکر اعمش کو غصہ آگیا اور فرمانے لگے کیا مجھ جیسے شخص کو ایسی بات کہی جاتی ہے ۔ مجھے ذرا تکیہ سے لگا کر بٹھا دو ۔ اور بعد ازاں کہنے لگے ۔ ابو متوکل

سنے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ نے فرمایا کہ جب روزِ قیامت ہوگا تو مجھ سے اور علیؑ سے کہا جائے گا کہ اپنے دوستوں کو بہشت میں داخل کرو اور اپنے دشمنوں کو جہنم داخل۔ اور یہی مطلب ہے خدا کے اس قول کا" اَلْقِیَا فِیْ جَہَنَّمَ کُلَّ کَفَّارٍ عَنِیْدٍ"۔ یہی وصی نبی قسیم جنت و نار ہونے میں شریک نبی ہے۔

اے بغیر از مصطفےٰ نابودہمتائے تو کس
بستہ بر مہر تو ایزد مہر حور العین لبس

اور میں ہی وہ مرجع و مآب ہوں جس کی طرف ہر ایک حکم بعد قضا منتہی ہوتا ہے۔ یعنی مقام علم و مشیت و ارادہ خدا سے گذر کر جب مقام قضا و امضاء میں آتا ہے تو ہم اولیاء امور کی طرف منتہی ہوتا ہے۔" تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ" شب قدر میں ملائکہ مع الروح ہر ایک امر الٰہی کے ساتھ باذن خدا نازل ہوتے ہیں۔ زمانہ رسولؐ میں رسول کے پاس اور زمانہ امام میں امام صاحب الامر کے پاس۔" فِیْهَا یُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِیْمٍ" ہر ایک امر محکم شب مبارک میں تفریق ہوتا ہے۔ ونعم ما قیل

اے کہ فرمان قضا موقوف فرمان شما است
دور دوران فلک دورے ز دوران شما است

ہر گہر کاندر ضمیر کان امکان قضا است
صورت اظہار آن موقوف فرمان شما است

میں امیر المومنین یعسوب المتقین آیۃ السابقین (معجزہ انبیاء سابقین) اور لسان ناطقین (بالتوحید) خاتم الوصیین (باقی ائمہ آپ کے وصی ہیں) و وارث النبیین خلیفۃ رب العالمین اس کی صراط مستقیم اور میزان حق ہوں اور تمام اہل آسمان و زمین پر رحمت خدا اور روز قیامت میں شاہد و شہید ہوں اور میں ہی وہ ہوں جو علم منایا و بلایا و قضایا و فصل الخطاب اور علم انساب جانتا ہوں اور میں حافظ معجزات و آیات انبیاء سابقین ہوں میں ہی وہ ہوں کہ سحاب و رعد و برق و ظلمت و نور و ریاح و بحار و جبال و نجوم و شمس و قمر جس کے مسخر ہیں" وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ"۔ اللہ نے تمہارے ہی لئے شمس و قمر کو مسخر کیا ہے۔ اور میں فاروق امت ہوں۔ میں ہی وہ ہوں جو ہر شئے کا علم احاطی رکھتا ہے اور سب کا احصا مجھے حاصل ہے (وَكُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ)۔ اس علم کے ذریعہ سے جو خدا نے مجھ میں ودیعت کیا ہے اور اس سر الٰہی کے ذریعہ سے جو اس نے اپنے نبی کو پہنچایا اور نبی نے مجھ کو اور میں ہی وہ ہوں جس کو خدا نے اپنا اسم (علی) اور اپنا کلمہ اور حکمت اور علم عطا کیا

اے لوگو پوچھو مجھ سے قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ۔ خداوندا میں تجھے گواہ قرار دیتا ہوں اور تجھی سے ان پر مدد چاہتا ہوں اور نہیں ہے کوئی قوت اور کوئی طاقت مگر اللہ بزرگ و برتر ہی سے اور میں حمد خدا بجالاتا ہوں اس کے امر کا اتباع کرتے ہوئے۔

سچ ہے جو وجود مرکز انوار و ملکوت اشیاء ہو اور علم الٰہی کا خزانہ اور صاحب اسم اعظم و مظہر اوصاف و کمالات الٰہی و صاحب خلافت الٰہیہ اس کے تصرفات اور اس کے اعجازات اور کمالات و کرامات کا کون احصا کر سکتا ہے۔

اے ستودہ مرخدایت یا امیرالمومنینؑ — خواندہ نفس مصطفےٰ یت یا امیرالمومنینؑ

گر بدے بالا تر از عرش بریں جائے دگر — گفتمے کانجا است جایت یا امیرالمومنینؑ

آنچہ تو شائستۂ آنی ز روئے عز و جاہ — کس نداند جز خدایت یا امیرالمومنینؑ

وَصدق فیما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ سہ

لَقَدْ خُزِنْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَاِنَّنِیْ — ضَنِیْنٌ بِعِلْمِ الْاٰخِرِیْنَ کَتُوْمٌ

وَکَاشَفْتُ اَسْرَارَ الْعُلُوْمِ بِاَسْرِھَا — وَعِنْدِیْ حَدِیْثٌ حَادِثٌ وَقَدِیْمٌ

وَاِنِّیْ لَقَیُّوْمٌ عَلٰی کُلِّ قَیِّمٍ — مُحِیْطٌ بِکُلِّ الْعَالَمِیْنَ عَلِیْمٌ

یعنی فرماتے ہیں میں تمام انبیاءؑ و اولیاء سابقین کے علوم کو حاوی و جامع ہوں۔ اور علوم آخرین کو جامع اور اس کے ساتھ بخل کرنے اور چھپانے والا ہوں۔ میں نے ہی تمام اسرار علوم کو کھولدیا ہے اور میرے پاس ہی نئی اور پرانی اگلی و پچھلی علم ماکان و مایکون ساری ہی باتیں ہیں اور میں ہی تمام سرداروں پر سردار اور سب پر افسر ہوں اور میں تمام عوالم کو احاطہ رکھنے والا اور ان کا عالم ہوں (و کل شیء احصینٰہ فی امام مبین)۔ بیانات سابقہ سے ثابت ہو گیا کہ تمام اوصاف و فضائل و مناقب و حقوق میں علیؑ کو نبی سے معیت حاصل ہے اور صراط علیؑ صراط نبیؐ اور سبیل علیؑ سبیل نبیؐ اور علیؑ مظہر نبوی و قائم مقام مصطفوی و خلیفہ رسول مکی مدنی ہیں اور اگر اس آیہ معیت کا کوئی مصداق حقیقی ہو سکتا ہے تو علی ابن ابیطالبؑ ہی ہیں۔ "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰىھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ الخ" جیسا کہ ہم حصہ اول میں اشارہ بھی کر چکے ہیں وہ شخص جس کو رسول سے ہر قسم کی معیت تامہ ہر ایک عالم اور ہر ایک نشاء اور ہر زمان و مکان میں حاصل ہے وہ علی بن ابیطالبؑ ہی ہیں۔ اور اس آیہ مبارکہ میں جو صفات مذکور ہوئے ہیں وہ من حیث المجموع صرف انہی میں پائی جاتی ہیں اور اس جناب کا نفس وجود مومنین کے لئے رحمت اور کافرین و منافقین

کے لئے عذاب و شدت ہے اور انہی کی پیشانی مبارک میں نشان عبادت الٰہی اور وہ فرد کامل ساجدین و راکعین ہیں انھوں نے اس وقت خدا کو سجدہ کیا ہے جبکہ کسی نے نہ کیا تھا۔ اور "مَحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ عَلَی الْکُفَّارِ۔ رُحَمَاءُ بَیْنَهُمْ۔ اور سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ" سے علیحدہ علیحدہ فلاں فلاں شخص مراد لینا بالکل بے معنی اور بے قاعدہ اور قرآن کو فصاحت و بلاغت سے بلکہ صحت سے خارج کر دینا ہے یا جملہ بلا مسند الیہ کے رہا جاتا ہے۔ یا "والذین معہ" بھی رسول اللہ ہے جانتے ہیں جو اہل علم پر پوشیدہ نہیں۔ پس اس معہ کے مصداق علی ابن ابیطالب ہی ہیں اور وہی "وانا و من اتبعنی" میں "مَنِ اتَّبَعَنِیْ" کے مصداق ہر حال اور ہر زمان اور ہر ایک عالم اور ہر ایک قول و فعل میں رسول کی کامل پیروی کرنے والے ہیں اور بلاشک بعد رسول **بصیرت کے ساتھ داعی الی الحق اور ہادی الخلق نائب رسول علی ابن ابیطالب ہی ہیں اور نور ہدایت مطلقہ بعد مرتبہ رسالت اسی امام برحق کی طرف منتہی ہوتا ہے۔** فتفکر فیہ۔

طلوع آفتاب خلافت در بروج اثنا عشر

مذکور ہوا کہ نبوت ختم ہو گئی اور خلافت قیامت تک باقی ہے اور وجود خلیفہ خدا و ہادی خلق دنیا میں ضروری ہے۔ "اِنَّمَا اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِکُلِّ قَوْمٍ هَادٍ"۔ (اے پیغمبر سوائے اس کے نہیں ہے کہ تو پیغمبر بشیر و نذیر ہے اور ہر ایک قوم اور ہر زمانے کے لئے ایک ہادی ہے۔) نص صریح ہے اور مسلم ہے کہ ہدایت منحصر ہے حقیقت نوریہ محمدیہ میں اور اب اس سے خارج نہیں ہو سکتی۔ قیامت تک یہی نور ہادی خلق ہو گا اور یہ اسی طرح ہے کہ یہ نور ہر زمانے میں اپنے نفس اور اپنے مظہر اوصاف میں ظاہر ہوتا ہے۔ چنانچہ اول برج آفتاب امامت علی ہیں اور نور علی و نبی ایک ہی ہے اصحابیت اپنے مرکز پر قائم اور بدلائل عقلیہ و نقلیہ ثابت ہے کہ اولاد جزو انسان ہوتی ہے اور اس لئے اولاد علی جزو علی ہیں اور علی جزو نبی پس اولاد علی مثل علی جزو نبی ہیں۔ اولاد علی نور علی ہیں اور علی نور نبی پس اولاد علی نور نبی ہیں اولاد علی مظہر اوصاف علی اور نفس علی ہیں اور علی نفس نبی پس اولاد علی نفس نبی ہیں۔ بلکہ آیہ مبارکہ مباہلہ صاف شہادت دیتی ہے جناب فاطمۃ الزہرا اور حسنین بھی نفس نبی ہیں اور معنی نفس مقام مظہریت اوصاف و جامعیت کمالات ہیں۔ نفس نبی وہی ہے جو اوصاف و فضائل و مناقب و کمالات میں مثل و نظیر نبی ہو پس علی حسنین اولاد حسنین جو وارث علوم نبوی و نور محمدی و علوی مظہر اوصاف مصطفوی ہیں وہ بھی یقیناً نفس نبی ہیں۔ اور جو علی کے لئے ثابت ہے وہ ہی ان کے لئے بھی ثابت ہے۔ جس طرح علی شریک فضائل و اوصاف نبی ہیں اولاد علی و اہل بیت نبوت و رسالت او مداخلین خانہ شرف نبی بھی شریک نبی

ہیں۔ علم وحکمت میں شریک۔ طہارت وعصمت میں شریک خلقی وفطری ہدایت میں شریک استقامت علی الصراط میں شریک اور اس لئے نزول ملائکہ میں شریک تصرف وولایت میں شریک حقوق نبوی حلیت خمس۔ حرمت صدقہ۔ وجوب محبت واطاعت درود وصلوٰت میں شریک تقدم اور اولویت اور خلقت اولیہ میں شریک جو کچھ نبی کے لئے ثابت ہے وہی ان کے لئے ثابت ہے جو خانہ شرف نبی یعنی بیت نبوت میں داخل اور وارث علوم نبوی ہیں اور نہیں ہیں اہل بیت نبی مگر وارث علوم نبوتی اور مالک خانہ شرف محمدی کیونکہ نور اہل البیت نور محمدی ہے اور یہ سب کے سب ایک نور خدا سے خلق ہوئے ہیں جبکہ کوئی مخلوق موجود نہ تھی نہ زمین تھی نہ آسمان تھا نہ زمان تھا نہ مکان تھا۔ اور یہ سب خدا کی تسبیح وتہلیل وتقدیس وتحمید وتمجید کرتے تھے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ۔ خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ وَخُلِقَ اَھْلُبَیْتِیْ مِنْ نُوْرِیْ وَخُلِقَ مُحِبِّیْہِمْ مِنْ نُوْرِھِمْ وَسَائِرُ النَّاسِ فِی النَّارِ۔ (المناقب عن اسحٰق ابن اسمٰعیل النیشاپوری) یعنی فرمایا کہ میں نور خدا سے خلق ہوا ہوں اور میرے اہلبیت میرے نور سے اور ان کے دوست ان کے نور سے اور ان کے دوستوں کے سوا باقی تمام لوگ جہنم میں ہوں گے۔ عن انس بن مالک عن معاذ بن جبل قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو۔ علی۔ فاطمہ اور حسن حسین کو خلقت دنیا سے سات ہزار برس پہلے خلق کیا میں نے (راوی) عرض کیا آپ کہاں تھے فرمایا عرش الٰہی کے سامنے اسکی تسبیح وتقدیس وتحمید وتمجید کرتے تھے۔ عرض کیا کس مثال میں؟ فرمایا اشباح نور کی مثال۔ یہاں تک کہ جب اس نے ارادہ کیا کہ ہماری صورتوں کو بنائے تو اس نے ہم کو ایک عمود نور بنا دیا اور پھر ہم کو صلب آدم میں ڈالا اور پھر ہم کو اصلاب آباء وارحام امہات کی طرف نکالا۔ "وَلَا یُصِبْنَا نَجَسُ الشِّرْکِ وَلَا سِفَاحُ الْکُفْرِ"۔ نہ ہمیں نجاست شرک کبھی پہنچی اور نہ کبھی ہماری مائیں کفار کی طرح حاملہ ہوئیں۔ کچھ لوگ ہماری وجہ سے سعید بن گئے اور کچھ ہمارے سبب سے بدبخت ہو گئے پس جب ہم کو پشت عبدالمطلب میں پہنچایا تو وہاں سے اس نور کو نکالا اور دو حصے کیا۔ نصف کو پشت عبداللہ میں رکھا اور نصف کو پشت ابو طالب میں۔ پھر نصف کو رحم آمنہ میں پہنچایا اور نصف کو رحم فاطمہ بنت اسد میں پس مجھے آمنہ نے جنا اور علی کو فاطمہ نے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے عمود نور کو میری طرف متوجہ کیا اور مجھ سے فاطمہ پیدا ہوئی پھر اس کو علی کی طرف مائل کیا اور اس سے حسنؑ وحسینؑ پیدا ہوئے یعنی دو نو جزو نور محمدیؐ نور فاطمہ ونور علیؑ سے پس جو اصل علی کا نور تھا حسنؑ میں گیا اور جو میرا نور تھا حسینؑ سے

متعلق ہوا۔ اور وہ روزِ قیامت تک اولادِ حسینی میں یکے بعد دیگرے منتقل ہوتا رہے گا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں "اَنَا مِنْ اَحْمَدَ کَالضَّوْءِ مِنَ الضَّوْءِ" مجھے احمد مصطفٰی سے وہ نسبت ہے جو ایک روشنی کو روشنی سے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ محمد و علی خدا کے سامنے خلقتِ عالم سے دو ہزار سال قبل مثال نور تھے جب ملائکہ نے اس نور کو دیکھا کہ اس سے شعاعیں پھیل رہی ہیں تو کہا اے ہمارے معبود اے ہمارے آقا و سردار یہ نور کیا ہے؟ ارشادِ باری ہوا یہ نور ہے میرے نور میں سے۔ "اَصْلُهٗ نُبُوَّةٌ وَفَرْعُهٗ اِمَامَةٌ" اس کی اصل نبوت ہے اور فرع امامت ہے۔ اَمَّا النُّبُوَّةُ فَلِمُحَمَّدٍ عَبْدِیْ وَرَسُوْلِیْ وَاَمَّا الْاِمَامَةُ فَلِعَلِیٍّ حُجَّتِیْ وَوَلِیِّیْ وَلَوْلَاهُمَا مَا خَلَقْتُ خَلْقِیْ۔ لیکن نبوت پس وہ محمد میرے بندے اور رسول کے لئے اور امامت پس وہ علی میری حجت اور ولی کے لئے ہے اگر یہ دونو نہ ہوتے تو میں مخلوقات کو خلق نہ کرتا۔ ان احادیث و دیگر احادیث مذکورۂ نور سے محقق ہے کہ نور اہلبیت نبی اور نور نبی ایک ہی ہے۔ جس طرح نور علی و نبی ایک ہے اسی طرح نور حسنینؑ۔ فاطمہؑ و اولاد حسین تا آخر الائمہ مہدی علیہ السلام تک ایک ہی نور محمدی ہے۔ اور یہ سب کے سب نور خدا اور ان احادیث سے یہ بھی واضح ہے کہ ہدایت اسی نور میں منحصر ہے اصل اس نور کی نبوت ہے اور فرع امامت۔ پس بعد نبی امام خلق اور خلیفہ خدا نہیں ہو سکتا مگر یہی نور محمدی اور یہی ہم اول میں ثابت کر چکے ہیں۔ اور یہاں سے ثابت ہے کہ جو اولیت اور تقدم نور محمدی کو حاصل ہے وہی اہلبیت نبی کو بھی۔ اور بنا بریں جو احاطہ نور محمدی کو ممکن ہے وہی اہلبیت نبوی کو بھی۔ اور جو لوازم خلافت الٰہیہ محمدؐ کے لئے ثابت ہیں یعنی عصمت و طہارت وغیرہا وہی آل محمد کے لئے بھی ثابت ہیں لہٰذا بعد نبی خلیفہ خدا و جانشین مصطفٰی یہی صدر نشین ایوان اصطفا اہل بیت نبوت و رسالت ہیں اور جس طرح علی مثل و نظیر رسول و افضل انبیاء سابقین ہیں اسی طرح ان کی اولاد کے ائمہ طیبین و طاہرینؑ۔ اور علیؑ اور اولاد علیؑ ہی بارہ بروج خلافت و امامت ہیں جن سے عالم امکان میں نور محمدی طالع ہوتا رہتا ہے اور تمام عالم امکان کو اپنے نور ہدایت و تبلیغ و تعلیم و تربیت و تدبیر سے منور و روشن کرتے ہیں اور یہی شموس ولایت و نجوم ہدایت ہیں۔ "وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ"۔ اور یہی مثل ستارگان آسمان امان زمین و زمان ہیں اگر ان کا وجود نہ ہو تو زمین مع اپنے رہنے والوں کے منخسف ہو جائے۔ احمد بن حنبل اپنے مناقب میں روایت کرتے ہیں کہ رسول نے فرمایا کہ میرے اہلبیت زمین کے لئے امان ہیں

جس طرح ستارے آسمان کے لئے امان ہیں پس اگر اہلبیت زمین سے اٹھ جائیں تو اہل زمین نیست و نابود ہو جائیں اور ابن احمد نے زیادات المسند میں اور حموینی نے فرائد السمطین میں قریب قریب یہی روایت کیا ہے۔ اور اس کے آخر میں یہ ہے کہ جب میرے اہل بیت زمین سے اٹھ جائیں گے تو ان پر وہ آیات الٰہی نازل ہوں گی جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے۔ اور نیز احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے دوام زمین دوام اہلبیت سے قرار دیا ہے اور حموینی نے سلمہ بن الاکوع اور ابو سعید خدری سے اور حاکم نے جابر بن عبداللہ۔ ابو موسےٰ اشعری اور ابن عباس سے۔ اور ابن محمد نے صواعق محرقہ میں اپنے طرق روات سے حدیث امان کو نقل کیا ہے (تفصیل رسالہ اہل البیت اور الصراط السوی میں دیکھنی چاہئے) نبوت و امامت الٰہی کے لئے ہے اور اسی خاندان میں جمع اور تا روز قیامت ہرگز اس سے خارج نہیں ہو سکتی اگر امامت خاندان نبوی سے خارج سمجھی جائے تو نبوت خاتم النبیین کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ نور ایک ہی ہے اصل اس کی نبوت ہے اور فرع امامت جہاں یہ نور نہیں وہاں خلافت و امامت کیسی؟۔

کمال الدین ابو سالم محمد بن طلحہ الحلبی الشافعی رحمہ اللہ اپنی کتاب معظم در المنظم میں فرماتے ہیں "وَاعْلَمْ اَنَّ مُحَمَّداً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ھُوَ صُوْرَۃُ الْعَنْصَرِ الْاَعْظَمِ وَالْاِمَامُ عَلِیٌّ ھُوَ صُوْرَۃُ الْعَقْلِ الْکُلِّ وَھُوَ الْقَلَمُ الْاَعْلٰی لِھٰذَا الْعَالَمِ وَفَاطِمَۃُ ھِیَ صُوْرَۃُ النَّفْسِ الْکُلِّیَّۃِ وَھِیَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ وَالْحَسَنُ ھُوَ صُوْرَۃُ الْعَرْشِ وَالْحُسَیْنُ ھُوَ صُوْرَۃُ الْبُرُوْجِ الْاِثْنَا عَشَرَ" یعنی فرماتے ہیں کہ جاننا چاہئے کہ محمد مصطفےٰ صورت عنصر اعظم یعنی مادہ عالم امکان ہے۔ اور امام ہمام علی ابن ابیطالب علیہ السلام صورت عقل کل ہیں اور وہی صورت قلم قدرت الٰہی ہے اور فاطمہ صلوات اللہ علیہا صورت نفس کلیہ عالم اور واسطۂ فیض درمیان عالم جسمانی و عالم روحانی ہیں اور حسن صورت عرش علمی الٰہی "وَفِی الْعَرْشِ تِمْثَالُ کُلِّ شَیْءٍ" عرش الٰہی میں تمثال ہر ایک شئے موجود ہے۔ اور حسین صورت کرسی ہیں۔ "وَوَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ" اور کرسی الٰہی علم زمین و آسمان پر محیط ہے۔ اور کل ائمہ اثنا عشر (بارہ امام) صورت بروج آفتاب خلافت و ولایت ہیں۔ انتہیٰ۔ آفتاب ہدایت محمدی انہیں سے طالع ہوتا ہے اور یہی بارہ شہور الٰہی ہیں جو قطب رحائے عالم اور منازل شمس ہدایت و مدار حساب عالم ایجاد ہیں اور انہی کی طرف اشارہ کر کے تمثیلاً خدا فرماتا ہے۔ "اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوْرِ

صورۃ الائمۃ ھی صورۃ البروج الاثنا عشر

عِندَ اللّٰہِ اثنا عَشَرَ شَھراً فِی کِتابِ اللّٰہِ یَومَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضَ مِنھَا اَربَعَۃٌ حُرُمٌ ذٰلِکَ الدِّینُ القَیِّمُ فَلَا تَظلِمُوا فِیھِنَّ اَنفُسَکُم" (توبہ ع ۴) یقیناً خدا کے نزدیک مہینوں کی تعداد کتاب خدا میں اس دن بارہ تھی جس دن کہ خدا نے زمین و آسمان کو خلق کیا اور ان میں سے چار محترم ہیں اور یہی دین محکم اور راہ مستقیم ہے۔ پس ان کے باب میں اپنے نفسوں پر ظلم نہ کرو۔ شمس ہدایت محمدی ان بارہ منازل و بروج خلافت سے ہرگز خارج نہیں ہو سکتا۔ ہمیشہ انہی میں دائر و سائر ہے اور یہی دین حقیقی و دین محکم ہے۔ وھٰذہٖ اسرار الخلافۃ الالٰھیۃ لا یعرفھا الا المومنون العارفون۔ "فَاَنّٰی تُؤفَکُونَ"۔

کلمہ طیبہ یہی نور محمدی وہ کلمہ طیبہ ہے جس کی مثال مثل اس شجرہ طیبہ کے ہے جس کی اصل قدیم ہمیشہ ثابت و قائم ہے اور جس کی چوٹی عرش الٰہی سے متصل اور جس کی شاخیں ہر جگہ اور ہر گوشہ عالم میں ہمیشہ پھیلی ہوئی ہیں اور جس کے پھل ہمیشہ موجودات و مخلوقات عالم کو باذن پروردگار پہنچتے رہتے ہیں۔ قال سبحانہ وتعالیٰ "الم تر کیف ضرب اللّٰہ مثلاً کلمۃً طیّبۃً کشجرۃٍ طیّبۃٍ اصلھا ثابتٌ وفرعھا فی السماءِ تُؤتی اُکُلَھا کُلَّ حینٍ باذنِ ربّھا ویضربُ اللّٰہُ الامثالَ للنّاسِ لعلّھم یتذکّرون (ابراہیم ع ۴) کیا تم نہیں دیکھتے کہ خدا کس طرح سے مثال بیان کرتا ہے کہ کلمۂ طیبہ مثل شجرہ طیبہ ہے جس کی جڑ ثابت اور قائم ہے۔ اور چوٹی آسمان میں اور وہ ہمیشہ اور ہر وقت باذن پروردگار اپنے پھل دیتا ہے۔ اور اللہ لوگوں سے مثالیں بیان کرتا ہے کہ وہ مثال سے سمجھ جائیں اور عبرت حاصل کریں۔ ظاہر الفاظ آیہ دال ہے کہ اگر اس آیہ مبارکہ کا کوئی مصداق ہے تو یہی حقیقت نورانیہ محمدیہ ہے جو ہادیہ جامعہ محیطہ ہے۔ اور اہلبیت نبوی اس کی شاخیں۔ محمد اصل ہیں اور اہلبیت نبوت و رسالت و آل محمد اس کی فرع۔ اور انہی کا فیض ہمیشہ جاری ہے اور انہی کے فیوضات کے پھل باذن پروردگار ہمیشہ مخلوقات عالم کو پہنچتے ہیں۔ کیونکہ مخلوقات میں ہمیشہ اسی کا فیض جاری رہ سکتا ہے اور سب مخلوقات کو اسی مخلوق کا فیض پہنچ سکتا ہے جس کی خلقت سب مخلوقات سے پہلے ہو اور جس کا وجود ہمیشہ عالم میں ضروری ہو۔ اور جو ہمیشہ باقی رہیں تا وجودِ مخلوقات ان کا فیض منقطع نہ ہو۔ اور یہ صفت محمد و آل محمد کے لئے ثابت ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آپ نے رحمۃ للعالمین خطاب پایا اور تمام عوالم کے رسول کہلائے کیونکہ اگر کوئی مخلوق کسی وقت اور کسی عالم میں بھی فیض محمدی سے محروم رہتا تو وہ تمام عالمین کے واسطے رحمت نہ

کہلاتے یہی وہ حجج اللہ ہیں جن کی صفت یہ ہے۔ "الحجۃ قبل الخلق ومع الخلق وبعد الخلق" حجت خدا وہ ہے جو قبل مخلوقات بھی ہو اور بعد مخلوقات بھی ہو اور مخلوقات کے ساتھ بھی پس تعلیم و تبلیغ و تربیت و تدبیر اور ہدایت محمدؐ و آل محمدؐ سے کبھی منقطع نہیں ہو سکتا۔ "تُؤتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا" یہ تمثیل الٰہی اس کلمہ پاک اور شجرہ پاکیزہ کی حقیقت کے سمجھنے کے لئے کافی ہے اور اس سے بہتر تمثیل نہیں ہو سکتی۔

امت وسط و مظاہر عدل یہی وہ امت وسط ہیں جن کی شان میں خداوند جبار فرماتا ہے "وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا" یعنی اور اسی واسطے خدا نے تم کو امت وسط قرار دیا ہے تاکہ تم تمام لوگوں پر شہید ہو اور رسول تم پر شہید رہے۔ کیونکہ تمام لوگوں اور جنس انسان پر وہی نفوس شہید ہو سکتے ہیں جو تمام عالم پر احاطہ علمیہ رکھتے ہوں۔ اور خدا نے ان کو عدل واقعی اور تمام قویٰ و اعضاء و جوارح کے لحاظ سے اعتدال حقیقی میں خلق کیا ہو تاکہ حوادث و عوارض زمانیہ ان میں اثر نہ کر سکیں اور طبائع مادیہ ان میں موثر نہ ہوں غفلت و ذہول ان پر طاری نہ ہوتے ہوں اور یہ حالت اور یہ صفت حقیقت نوریہ محمدیہ ہی کو حاصل ہے اور وہی تمام لوگوں کے افعال و اعمال خلوت و جلوت پر حاضر و ناظر ہو سکتی ہے۔ اور باذن پروردگار و اعطاء قوت و اقتدار انکو دیکھ سکتی ہے۔ پس یہ امت وسط نہیں ہے مگر اہلبیت نبی جن کی اصل و حقیقت حقیقت محمدی ہے اور ان کے عین حد عدل و اعتدال حقیقی میں خلق ہونے سے یہ بھی ثابت ہے کہ ان کے تمام احکام عین مطابق احکام عدل برحق خداوند احکم الحاکمین ہوں گے اور یہ اس کے عدل کے مظاہر اور اس عالم امکان میں ہیاکل توحید۔ اور خالق و مخلوق کے درمیان واسطہ تعلیم و تربیت و ہدایت پس کون ہے جو ان مظاہر عدل و وسائط فیوضات الٰہیہ و رحمات قدسیہ کے مقابل میں آسکے اور سجائے پیغمبر خلافت الٰہیہ حاصل کر سکے "اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ"۔ "واللّٰہ بکل شیئ شہید" "وَضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلَيْنِ أَحَدُهُمَا أَبْكَمُ لَا يَقْدِرُ عَلَىٰ شَيْءٍ وَهُوَ كَلٌّ عَلَىٰ مَوْلَاهُ أَيْنَمَا يُوَجِّههُّ لَا يَأْتِ بِخَيْرٍ هَلْ يَسْتَوِي هُوَ وَمَن يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَهُوَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ" (النحل ع ۱۱) اور اللہ دو آدمیوں کی مثال بیان کرتا ہے ایک تو بالکل گونگا ہے جو کسی بات پر بھی قادر نہیں اور وہ اپنے آقا اور مالک پر ایک بار ہے جہاں کہیں وہ آقا اس کو بھیجتا ہے وہاں سے کوئی خیر

کی بات نہیں لاتا۔ کیا یہ شخص اور وہ شخص برابر ہو سکتا ہے جو ہر ایک امر میں عدل کے ساتھ حکم دیتا ہے اور اس کے تمام امور عدل پر مبنی ہیں اور وہ صراط مستقیم پر ہے۔؟ ہرگز نہیں ایک گونگا لسان اللہ کے کب مساوی ہو سکتا ہے ایک اپاہج ید اللہ کا کہاں مقابلہ کر سکتا ہے۔ ایک ظلمت جہالت و ضلالت نور محیط علم و ہدایت کی کیونکر برابری کر سکتا ہے۔ ایک آمر بالعدل اور مظہر عدل الٰہی ظالم کے مساوی کیسے قرار دیا جا سکتا ہے کلاّ۔ لایستویان مثلاً۔ ہرگز نہیں یہ دونو مثال میں کبھی مساوی نہیں ہو سکتے۔ ہدایت نہیں ہے مگر محمدؐ و آل محمدؐ کے لئے۔ خلافت الٰہیہ نہیں ہے مگر اہلبیت نبوت و رسالت کے لئے۔ یہ امت واسطہ چونکہ عدل واقعی اور اعتدال حقیقی میں خلق ہوئی ہے اخلاط بدنیہ ان میں موثر نہیں ہوتے اور اس لئے یہ بلا صدمات خارجیۂ قتل و زہر نہیں مرتے چنانچہ بخاری میں جناب عائشہ سے مروی ہے کہ پیغمبرؐ کی موت اختیاری ہوتی ہے۔ انتہیٰ۔ اور اہلبیت پیغمبرؐ "لا یموتون الا باختیارھم"۔

امت داعیہ | یہی اہلبیت نبوت و رسالت وہ امت داعیہ ہے جس کا وجود ہر زمانے میں ضروری ہے اور جو ہر ایک نیکی کا حکم دیتی ہے اور برے کاموں سے روکتی ہے اور خیر مطلق کی دعوت دیتی ہے جس کی بابت عدل برحق ارشاد فرماتا ہے "وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ" (آل عمران ع ۱۱) اور ضرور تم میں سے ایک گروہ ایسے لوگوں کا موجود رہنا چاہیئے جو خیر مطلق کی دعوت دیں اور نیکی کا حکم کریں اور برائی سے روکیں اور بس یہی لوگ رستگار اور فلاح پانے والے ہیں منکم کی قید اور امت کا لفظ صاف دال ہیں کہ اس امت سے تمام امت محمدی ہرگز مراد نہیں ہو سکتی اور دعوت خیر مطلق اور امر بالمعروف بطور واقعی اور اسی طرح نہی از منکر واقعی اس وقت تک کسی کو ممکن نہیں جب تک کہ اس کو احاطہ تامہ تمام خیرات و معروفات و منکرات یعنی ان پر جو عند اللہ خیرات و منکرات و معروفات ہیں حاصل نہو۔ اور بدلائل ثابت ہو چکا ہے کہ یہ علم و احاطہ سوائے نور محمدی کے اور کسی کو حاصل نہیں کیونکہ اس احاطہ کے لئے قدامت بھی ضروری ہے اور یہ صرف اسی نور کو حاصل ہے۔ پس امت محمدی میں اصلاً امت داعیہ اور خیر کی طرف ہمیشہ بلانے والی صرف یہی امت ہے اور باقی داعیان جزئی انہی کے خرمن ہدایت کے خوشہ چین ہیں۔

امت مودعہ | اس بیان سے اہل بصیرت پر پوشیدہ نہیں ہے کہ وہ امت خاص جو

ہدایت خلق کے لئے پردہ اسرار و حجاب غیب میں پوشیدہ تھی اور علیم و حکیم ازلی نے اس کو ودیعت رکھا ہوا تھا اور جو وقت خلقت عالم پیش نظر قدرت تھی وہ لآلی بے بہا جو صدف بحر ازل میں مخفی تھے اور جس کے خروج (ظہور) کی اولیاء اللہ پیشین گوئیاں کر رہے تھے اور وہ آخر الزمان میں صورۃ و معنًا ظاہری ہوا اور بغرض ہدایت خلق امانت خانہ ازلی سے نکالی گئی یہی اہلبیت نبوت و رسالت ہیں فقال عز من قائلہ "کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ (آل عمران ع ۱۱) یعنی تم ہی بہترین امت تھے جو لوگوں کے لئے پردہ اسرار سے نکالے گئے اور عالم غیب سے شہود میں لائے گئے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو۔ اور برائی سے روکتے ہو اور اللہ پر یقین کامل رکھتے ہو۔

چنانچہ اسی آیہ مبارکہ کی تفسیر میں جابر بن عبد اللہ الانصاری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ "یا جابر اول ما خلق اللہ نوری ابتدعہ من نورہ واشتقہ من جلال عظمتہ فاقبل یطوف بالقدرۃ حتی وصل الی جلال العظمۃ فی ثمانین الف سنۃ ثم سجد للہ تعظیما ففتق منہ نور علی فکان نوری محیطا بالعظمۃ ونور علی محیطا بالقدرۃ ثم خلق العرش واللوح والشمس وضوء النہار ونور الابصار والعقل والمعرفۃ وابصار العباد واسماعہم وقلوبہم من نوری ونوری مشتق من نورہ فنحن الاولون ونحن الآخرون ونحن السابقون ونحن المسبحون ونحن الشافعون ونحن کلمۃ اللہ ونحن خاصۃ اللہ ونحن احباء اللہ ونحن وجہ اللہ ونحن جنب اللہ ونحن عین اللہ ونحن امناء اللہ ونحن خزنۃ وحی اللہ وسدنۃ غیب اللہ ونحن معدن التنزیل ومعنی التاویل وفی ابیاتنا هبط جبرئیل ونحن محال قدس اللہ ونحن مصابیح الحکمۃ ونحن مفاتیح الرحمۃ ونحن ینابیع النعمۃ ونحن شرف الامۃ ونحن سادۃ الائمۃ ونحن نوامیس العصر واحبار الدہر ونحن سادۃ العباد ونحن ساسۃ البلاد ونحن الکفاۃ والولاۃ والحماۃ والسقاۃ والرعاۃ وطریق النجاۃ ونحن السبیل والسلسبیل ونحن النہج القویم والطریق المستقیم من آمن بنا آمن باللہ ومن رد علینا رد علی اللہ ومن شک فینا شک فی اللہ ومن عرفنا عرف اللہ ومن تولی عنا تولی عن اللہ ومن اطاعنا اطاع اللہ ونحن الوسیلۃ الی اللہ والوصلۃ الی رضوان اللہ ولنا العصمۃ والخلافۃ والہدایۃ وفینا النبوۃ والولایۃ والامامۃ ومعدن الحکمۃ وباب الرحمۃ وشجرۃ العصمۃ ونحن کلمۃ التقوی والمثل الاعلی والحجۃ العظمی والعروۃ الوثقی

التی من تمسک بہا نجی" ترجمہ۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا اول جو چیز خدا نے پیدا کی وہ میرا نور ہے جس کو اپنے نور سے خلق کیا اور اپنے جلال عظمت سے مشتق فرمایا پس وہ نور گرد حظیرۂ قدس قدرت خالق کے طواف کرنے لگا یہانتک کہ اسی ہزار سال میں جلال عظمت تک پہنچ گیا پھر خدا کا سجدہ تعظیمی بجا لایا پس خدا نے اس سے نور علیؑ کو جدا کیا پس میرا نور تو عظمت کو محیط ہو گیا اور نور علیؑ قدرت کو پھر خدا نے عرش و لوح شمس و ضوء نہار و نور الابصار و عقل و معرفت و ابصار عباد و اسماع و قلوب کو میرے نور سے خلق فرمایا اور میرا نور مشتق ہے نور خدا سے پس ہم ہی وہ اولین ہیں جو سب سے پہلے مخلوق ہوئے اور جن سے ہدایت کی ابتدا ہوئی۔ اور ہم ہی آخرین ہیں جن پر دنیا کا خاتمہ ہوگا اور جنکے ساتھ آخرت میں تمام لوگوں کا حشر ہوگا۔ اور ہم ہی وہ سابقین ہیں جنھوں نے اقرار ربوبیت الٰہی کیطرف سبقت کی اور سب سے پہلے اس کو پہچانا۔ اور ہم ہی وہ تسبیح گذار ہیں جن سے ملائکہ نے تسبیح سیکھی۔ اور ہم ہی وہ شفیع یوم الدین ہیں اور ہم کلمۂ طیبہ الٰہیہ خاصان الٰہ و دوستداران خدا اور وجہ اللہ ہیں جنکی وجہ سے خدا تک پہنچا جاتا ہے اور ہم ہی پہلوئے خدائی پر فائز مقرب بارگاہ دست قدرت اور امانت خدائی۔ خزینہ وحی الٰہی اور محافظین اسرار غیب خداوندی ہیں ہم معدن تنزیل فرقان اور معنی و تاویل قرآن ہیں اور ہمارے ہی گھر میں جبرئیل امین آئے ہیں۔ اور ہم ہی محل قدس و طہارت الٰہی مقدسین و مطہرین ہیں اور ہم شمع حکمت و کلید رحمت اور چشمۂ نعمت الٰہی ہیں ہر ایک نعمت ہماری ہی طرف سے جاری ہوتی ہے۔ اور ہم ہی شرف امت و عزت بنی آدم ہیں۔ ہم سرداران ائمہ خلق اور ہم ہی زمانے میں ناموس اکبر الٰہی اور علماء دہر ہیں۔ ہم تمام بندگان خدا کے سردار ہیں اور جملہ ممالک کے حکام و منتظم اور ہم ہی کفیل و والی و حامی و محافظ و ساقی بندگان خدا ہیں ہمارا ہی دریائے فیض تمام عالم امکان کو سیراب کرتا ہے ہم ہی شاہراہ نجات و سبیل اللہ اور نہر سلسبیل ہیں ہم ہی طریق قویم اور صراط مستقیم ہیں جو ہم پر ایمان لایا وہ خدا پر ایمان لایا جس نے ہمارے قول کو رد کیا اس نے کلام خدا کو رد کیا جس نے ہمارے باب میں شک کیا اس نے خدا میں شک کیا جس نے ہمکو پہچانا اس نے خدا کو پہچانا۔ جو ہم سے پھرا وہ خدا سے پھرا جس نے ہماری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔ ہم ہی وسیلہ ہیں خدا تک پہنچنے کا اور ذریعہ ہیں خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کا (وابتغوا الیہ الوسیلۃ) اور ہمارے ہی لئے عصمت و طہارت و خلافت و ہدایت ہے اور ہم میں ہی نبوت و ولایت و امامت و معدن حکمت و باب رحمت و شجرۂ عصمت ہے ہم ہی کلمہ تقویٰ مثل

اعلیٰ (وللہ المثل الاعلیٰ) حجت عظمیٰ اور وہ عروۃ الوثقیٰ ہیں کہ جس نے اس سے تمسک کیا نجات پا گیا۔
"وَمَنْ یُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ"

نفوس عالیہ | یہی وہ نفوس عالیہ ہیں جو فوق ملائکہ و آدم تھے اور سجدۂ آدم پر مامور نہ تھے اور
یہی ابو سعید خدری سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے
تھے کہ ناگہاں ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ مجھ کو اس آیت کے معنی بتلا دیجیئے "استکبرت
ام کنت من العالین"۔ یا رسول اللہ وہ کون بزرگوار ہیں جو ملائکہ سے اعلیٰ ہیں۔ فرمایا رسول اللہ
نے میں علی فاطمہ اور حسنین ہم سرادقات عرش پر حضرت آدم کی خلقت سے ہزار سال پیشتر خدا کی
تسبیح کرتے تھے اور ملائکہ نے ہماری تسبیح سنکر خدا کی تسبیح کی پس اللہ تعالیٰ نے آدم کو خلق
کیا تو ملائکہ کو حکم دیا کہ وہ آدم کو سجدہ کریں اور ہم کو سجدے کا حکم نہیں دیا
پس سب ملائکہ نے سوائے ابلیس کے سجدہ کیا۔ یہی وہ کلمات طیبہ ہیں جن کی تلقی اور جن کے
وسیلے سے حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی کیونکہ وسیلہ مطلقہ اور وجہ اللہ خدا تک پہنچنے کا ذریعہ یہی
ہیں جو کچھ ہم نے دلائل عقلیہ اور آیات قرآنیہ سے ثابت کیا ہے اس کے حرف
حرف کی تصدیق ان احادیث سے ہوگئی اور اس سے معلوم ہوا کہ نہ تو بیانات
سابقہ قابل انکار ہیں کیونکہ تمام مطابق فرمائش پیغمبر ہیں جو بغیر وحی الٰہی ایک
حرف زبان پر جاری نہیں فرماتے اور نہ یہ احادیث لائق تکذیب ہیں کیونکہ یہ
من وعن آیات قرآنیہ سے مستنبط ہیں۔ اور ان احادیث میں تصریح و تشریح
ہے کہ ہدایت خلق و خلافت الٰہیہ اور لوازم خلافت الٰہیہ طہارت و عصمت
الٰہی اہلبیت نبوت و رسالت میں منحصر و محدود ہے اور نبوت و ولایت و امامت
الٰہی سے مختص و مخصوص۔ اور نفس وجود اہلبیت نبوت و رسالت سبیل الٰہی
و صراط مستقیم خداوندی ہے۔ اور یہی حافظ و امین اسرار الٰہی اور معدن تنزیل
و تاویل اور خدا تک پہنچنے کا وسیلہ و واسطہ ہیں۔ لہٰذا کالشمس فی رابعۃ النہار
واضح ہوگیا کہ خلافت مطلقہ الٰہیہ محمد و آل محمد سے مخصوص ہے اور بعد محمد مصطفےٰ
اہلبیت اصطفا علی و اولاد علی تا قیام قیامت خلیفہ خدا و حجج اللہ ہیں
اور یہی وہ امام ہیں جن کے ساتھ مومنین کا حشر ہوگا "یوم ندعوا کل اناس
بامامھم"۔ ان کے سوا امت محمدی میں کوئی شخص خلیفہ خدا جانشین

مصطفےٰ اور خلق کا پیشوا نہیں ہو سکتا وھوالمطلوب۔ کون ہے جو اس خلافت الٰہیہ کو رد اور باطل کر سکے اور زبان اعتراض کھولے۔ اور اگر کھولے تو سوائے ندامت خسارت کچھ حاصل نہوگا "یَتَنَدَّمُ حَیْثُ لَا یَنْفَعُ النَّدَمُ"۔

جزلئے رسالت مطلقہ تقریرات صدر میں ثابت ہو چکا ہے کہ اہلبیت نبی فضائل و اوصاف نبی میں شریک نبی ہیں۔ اور مثل پیغمبر خاتم النبیین تمام انبیاء سابقین سے افضل تمام انبیاءؑ کی نبوت نبوت جزئیہ ہے اور آنحضرت کی نبوت کلیہ مطلقہ اور اسی طرح بعد آپ کے آپ کے ان خلفاء کی امامت وخلافت مطلقہ الٰہیہ جس طرح تمام عوالم تحت نبوت خاتم النبیین داخل ہیں اسی طرح تمام عوالم تحت امامت ائمہ اہلبیت داخل ہیں اور جناب محمد مصطفےٰ نذیر للعالمین ہیں اور ائمہ آل محمد حجۃ اللہ فی العالمین وخلیفہ فی السموات والارضین اور آنحضرتؐ تمام انبیاءؑ کے اوصاف کو جامع ہیں مع اشیاء زائدہ۔ اور اہلبیت نبوت و رسالت وارث جملہ اوصاف محمدی ہیں اور اس لیئے وہ بھی تمام انبیاء سابقین کے کمالات کو جامع ہیں مع اشیاء زائد۔ لیکن آیات شاہد ہیں کہ یہ حضرت انبیاء نہیں ہیں۔ اور آنحضرتؐ نے باوجودیکہ بیشمار فضائل و مناقب اہل بیت کے بیان کئے ہیں کبھی ان کو نبی نہیں کہا اور نہ ان بزرگواروں نے کبھی اپنے کو نبی کہا اور دعویٰ کیا حالانکہ ان حضرات نے لاتعد ولاتحصی فضائل بیان کئے ہیں خصوصاً جناب امیر نے اپنے خطبات میں اتنے فضائل بیان کیئے ہیں کہ اگر سب کو جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب بنے اور بعض ہم نقل بھی کر چکے ہیں لیکن کبھی اور کسی خطبے میں یہ نہیں فرمایا کہ میں نبی ہوں بلکہ اکثر خطبات میں تشریح وتصریح ہے کہ آنحضرت پر نبوت ختم ہو گئی۔ اور یہ اس کا ثبوت ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد قیامت تک کوئی نبی نہیں ہے جملہ مدعیان نبوت جھوٹے اور کاذب ہوں گے چنانچہ مسلم بن حجاج روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "لَا تَقُوْمُ السَّاعَۃُ حَتّٰی یُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ قَرِیْبًا مِّنْ ثَلٰثِیْنَ کُلُّھُمْ یَزْعَمُ اَنَّہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ" یعنی قیامت نہ آئیگی تا اینکہ تقریباً تیس جھوٹے اور دجال اٹھیں اور ہر ایک ان میں سے یہ دعویٰ کریگا کہ وہ نبی اللہ او پیغمبر خدا ہے۔ اور ابوہریرہ سے بحوالہ مسلم بن یسار روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "آخر زمان میں کاذب و دجال پیدا ہوں گے" "یَاْتُوْنَکُمْ مِّنَ الْاَحَادِیْثِ مَالَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَآءُکُمْ اِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ" وہ ایسی جھوٹی حدیثیں اپنی نبوت و رسالت کے متعلق تم سے بیان کرینگے جن کو تم نے کبھی سنا ہے اور نہ تمھارے آباء

واجداد نے پس تم ان سے بچو کہ وہ تمھیں گمراہ کردیں اور فتنہ میں نہ ڈالدیں۔ انتہیٰ۔ اس زمانہ میں اس حدیث کے حرف حرف کی تصدیق ہو رہی ہے اور مشاہدہ میں آرہا ہے کہ جھوٹے مدعیان نبوت و مہدویت و عیسویت ایسی جھوٹی حدیثیں گڑھ کر لاتے ہیں یا ان سے بیان کرتے ہیں کہ جن سے اہل اسلام کے کان آشنا نہ تھے نہ اب نہ صدر اسلام سے اور ایسے جھوٹے نبی بہت سے پیدا ہو چکے ہیں۔ اور نبوت حقیقی آنحضرتؐ پر ختم ہو چکی اور اگر آنحضرتؐ کے بعد نبی ہوتے تو ان کے اجزاء نوریہ اہلبیت نبوت و رسالت وارثان علوم نبوی ہوتے۔ اور جب وہ نہ ہوئے تو پھر خواہ کوئی کیسا ہی عالم کیوں نہ فرض کیا جائے نبی نہیں ہو سکتا درانحالیکہ یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ کسب و اختیار و ریاضت و عبادت کو حصول نبوت و امامت میں کوئی مدخلیت نہیں ہے یہ محض جعل الٰہی پر موقوف ہے "وَاللّٰهُ يَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ"۔ بعد آنحضرتؐ صراط مستقیم الٰہی کی طرف ہدایت کرنے والے اور دعوت حق دینے والے اور اس صراط کا راستہ بتلانے والے اور سبیل اللہ الی الصراط المستقیم اب یہی اہلبیت نبوت ہیں قبل ظہور ظاہری محمدؐ مصطفےٰ صراط مستقیم الٰہی کی طرف پہنچانے والی سُبل اللہ شرائع انبیاءؑ تھیں اور اب بعد ختم نبوت سبل اللہ الظاہرہ یہی تعلیمات اہلبیت رسول خدا و ائمہ ہدا ہیں پس اہلبیت علیہم السّلام باطناً بوجہ اتحاد بحقیقت نبویہ صراط مستقیم الٰہی ہیں اور بلحاظ تعلیم و تبلیغ و تربیت ظاہری سبل اللہ الی الصراط۔ اور اب کوئی شخص بلا اتباع و اطاعت اہلبیت نبی علی و اولاد علی صراط محمدیؐ تک نہیں پہنچ سکتا۔ جو ساحت قدس محمدیؐ تک پہنچنا چاہتا ہے اسکو چاہیئے کہ انھیں سے تمسک کرے اور انہی دروازوں سے شہر علوم الٰہی تک پہنچے اور یہ بھی سابقاً مذکور ہو چکا ہے کہ صراط مستقیم کی طرف کشش باطنی کا باعث محبت و مودت ہے جب تک محبت نہ ہو اتصال باطنی حاصل نہیں ہو سکتا اور بعید پہنچیر صراط محمدی تک پہنچانے والے راستے اہلبیت محمدؐ ہیں لہٰذا خدا نے محض اپنے لطف و کرم سے محبت و مودت کو تمام اہل اسلام و ایمان پر واجب کیا تاکہ اس کو واجب جانکر اس کو حاصل کریں اور عمل پیرا ہوں اور پھر اس کے ذریعہ سے صراط محمدی تک پہنچ سکیں بلکہ اس محبت و مودت کو حق رسالت و اجر نبوت قرار دیا اور پھر اس کو رسول مقبولؐ کی زبانی بطور سوال پیش کیا اور فرمایا "قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ

فِيهَا حُسْنًا اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ (شوریٰ ع ۳) کہدو اے ہمارے حبیب کہ میں تم سے اس پر کوئی اجر طلب نہیں کرتا ہوں اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی۔ اور جو شخص اس حسنہ کو حاصل کریگا اور مودت ذوی القربیٰ میں داخل ہوجائیگا ہم اس کی نیکی اور حسنہ کو بہت زیادہ کردینگے بیشک خدا بڑا بخشنے والا اور بڑا شکر گذار ہے۔ سبحان اللہ کیسا ایثار محمدی ہے اور کیا لطف الٰہی کہ تمام انبیا میں صرف آنحضرت ہی ایسے رؤف و رحیم پیغمبر ہیں جنھوں نے اپنا اجر رسالت بھی اپنی امت ہی کو دیدیا اور اپنے لئے کچھ طلب نہ کیا اور کسی نبی نے اپنا اجر رسالت اپنی امت کو نہیں بخشا ہے بیشک رحمۃ للعالمین کی یہی صفت ہے پھر امت کے لئے اجر بھی وہ خیر قرار دی جو دین و دنیا میں انکا بیڑا پار لگائے یعنی مودت و محبت ائمہ خلق و ہادیان حق بمصداق "ہنر بچشم عداوت بزرگ تر عیب است" یہ بہترین ایثار محمدی اور یہ اعلیٰ ترین نمونہ لطف وکرم درؤفیت و رحیمیت محمدی۔ جہال کے نظر میں اعتراض دکھائی دیتا ہے اور کہتے ہیں کہ کسی نبی نے اجر رسالت طلب نہیں کیا اور محمد صاحب نے اجر رسالت طلب کیا اور وہ بھی خود غرضی سے اپنی قریبی رشتہ داروں کی محبت مودت۔ چونکہ علیم ازلی جانتا تھا کہ آئندہ ایسے ایسے لوگ پیدا ہوں گے اور وہ میری آیات کی ایسی ایسی فضول اور مہمل تاویلیں گھڑینگے جن سے میں اور میرا رسول بیزار ہوں گے کوئی کہے گا پیغمبر نے خود غرضی کی۔ کوئی بولے گا نہیں پیغمبر نے اجر رسالت مانگا ہی نہیں اور آیت میں استثنائے منقطع ہے۔ اور اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی کو لا اسئلکم علیہ اجراً سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کوئی ذوی القربیٰ کے معنی اپنے رشتہ دار لیگا اور کہے گا کہ پیغمبر فرماتا ہے کہ میں تم سے اپنی رسالت کا تو کوئی اجر نہیں مانگتا۔ مگر تم اپنے رشتے ناتوں کو تو درست رکھا کرو۔ لہذا اس نے پہلے ہی سے ہر ایک شبہ کا جواب مصرح اور مشرح دیدیا چنانچہ فرماتا ہے۔ قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ (سبا ع ۶) یعنی اے حبیب ان مزخرفات کے جواب میں کہدو کہ جو کچھ میں نے یہاں اجر رسالت تم سے طلب کیا ہے وہ تو خاص تمھارے ہی لئے اور تمھارے ہی فائدے کے واسطے ہے میرا اجر تو خدا ہی پر ہے۔ جو کچھ بھی وہ دیگا۔ اسی آیہ مبارکہ میں ان لوگوں کا بھی جواب دیدیا جو کہتے ہیں کہ اجر رسالت طلب ہی نہیں کیا اور استثنائے منقطع ہے کیونکہ آیت صاف دلالت کرتی ہے کہ پیغمبر نے کچھ اجر رسالت طلب کیا

ہے۔ خدا تصدیق فرماتا ہے اور اس کا یہی جواب ہے کہ پیغمبر نے خودغرضی کی اور کسی پیغمبر نے اجر رسالت طلب نہیں کیا اور آنحضرتؐ نے کیا کیونکہ فرما دیا ہے کہ جو کچھ مانگا ہے وہ اپنے لئے اور اپنے فائدے کے لئے اور اپنے رشتہ داروں کے واسطے نہیں مانگا بلکہ وہ تو صرف تمہارے ہی لئے ہے کہ تم اس مودت سے فلاح پاؤ۔ اور آخر میں وہی قول پیغمبر موجود ہے جو جملہ انبیاء کا ہے یعنی ان اجری الا علی اللہ نہیں ہے میرا اجر مگر اللہ پر پس اعتراض محض جہالت و نادانی بغض و عداوت پر مبنی ہے۔ اس میں خودغرضی کہاں ہے یہ عین ایثار و کمال لطف و رحم و لطف و کرم ہے۔ پھر یہ بھی بتلا دیا ہے کہ وہ فائدہ کیا ہے جو لوگوں کو اس سے پہنچیگا۔ فقال۔ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِلَّا مَنْ شَاءَ أَنْ يَتَّخِذَ إِلَىٰ رَبِّهِ سَبِيلًا (فرقان ع ۵) کہدو اے پیغمبر کہ میں تم سے کوئی اجر رسالت نہیں مانگتا ہوں مگر یہ کہ جو شخص چاہتا ہے وہ اپنے پروردگار کی راہ اختیار کرے۔ وہ میرے ذوی القربیٰ سے مودت رکھے میں خود اپنے لئے کسی شے کا طلب گار نہیں ہوں اور نہ میرے اہلبیت۔ سچ یہی ہے جن کی حقیقت یہ ہو جو اوپر بیان ہوئی اور جو مالک کون و مکان و خلیفہ زمین و زمان ہوں انکو کسی کی مودت و محبت کی کیا احتیاج ہے اور ان کو اس سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اگر کوئی فائدہ متصور ہو سکتا ہے تو محبت و مودت کرنے اور رکھنے والوں کو نہ ان کو۔ جبکہ خدا ہے ان کو سب کچھ حاصل ہے۔ یہ تو صرف لوگوں کے فائدے اور ان کے امتحان کے لئے ہے" فافہم و تدبر۔

پس معلوم ہوا کہ پیغمبر نے اپنے لئے کچھ نہیں مانگا اور نہ اپنے رشتہ داروں کے واسطے مانگا ہے بلکہ امت کو خدا تک پہنچنے کی راہ بتلائی ہے کہ خدا تک پہنچے اور صراط مستقیم الٰہی حاصل کرنے اور اس پر سیر و سلوک کی سیدھی راہ یہ میرے ذوی القربیٰ میرے اجزاء نور یہ میرے عترت اہلبیت ہیں۔ اور سیر و سلوک و وصال بخدا و راہ خدا انکی محبت و مودت پر موقوف ہے اس لئے جو شخص چاہتا ہے کہ خدا تک پہنچے وہ میرے اہلبیت سے محبت رکھے اور ان سے مودت کرے کیونکہ جو ان تک پہنچا اور اُن سے متمسک ہوا وہ مجھ تک پہنچ گیا اور جو مجھ تک پہنچ گیا وہ خدا تک پہنچ گیا جس نے ان کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے خدا سے محبت کی اور جس نے خدا کو دوست رکھا نجات پا گیا۔ طریق اہلبیت محمدؐ ہی سبیل الٰہی ہے جو صراط محمدیؐ تک پہنچاتی ہے اور باطن اہلبیت انتہی

مثل ہی اصل صراط مستقیم خداوندی۔ پس صراط اہلبیتؑ نبی اور صراط نبی ایک ہی ہے۔ اور صراط نبی عین صراط الٰہی ہے اور حد امامت متصل ہے حد نبوت سے اور حد نبوت حد توحید سے جو حد امامت و ولایت اہل بیتؑ میں داخل ہوا حد نبوت و رسالت خاتم النبیینؐ میں آگیا اور جو حد نبوت و رسالت ختمیہ اور خلافت الٰہیہ میں آگیا وہ حدِ سے جا ملا جس طرح نبوت ختمیہ لازم بین توحید ہے اسی طرح امامت وخلافت و ولایت اہل البیت لازم نبوت ختمیہ اور اس لئے مودت اہلبیت لازم نبوت خاتمی ہے اور ان دو کا انفکاک مثل انفکاک نبوت و توحید محال ہے۔ لہٰذا امامت و ولایت وخلافت اہل بیت نبی نبوت ختمی سے جدا نہیں ہو سکتی۔ اور یہی وہ صراط مستقیم ہیں جن تک پہنچنے کی ہم شب و روز دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں " اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ " بارالٰہا ہم کو صراط مستقیم پر پہنچا ان لوگوں کی صراط پر جن پر تو نے انعام کیا ہے اور اپنی نعمتوں کو ان پر تمام کر دیا ہے نہ ان کی راہ جن سے تو ناراض ہے اور جن پر تیرا غضب نازل ہوا ہے اور نہ ان لوگوں کی راہ جو گمراہ اور دین سے بھٹکے ہوئے ہیں۔ اور ان صاحبان انعام کی نسبت فرماتا ہے " اور اگر وہ لوگ ہماری نصیحت پر عمل کرتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا اور دین میں ثابت قدم رہتے اور اس وقت ہم اپنی طرف سے ان کو ایک بڑا بھاری اجر عطا کرتے اور ان کو صراط مستقیم پر پہنچا دیتے " وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَٰئِكَ رَفِيقًا ذَٰلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ " (النساء ع ۹) اور جنہوں نے خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کی پس وہ ان لوگوں کے ساتھ ہیں جن پر خدا نے اپنا انعام کیا ہے یعنی انبیاء و صدیقین اور شہدا و صالحین اور یہ بہت اچھے رفیق ہیں اور یہ خاص فضل خداوندی ہے اور ہم ثابت کر چکے ہیں کہ افضل الصدیقین علیؑ بن ابیطالب اور بعد ازاں ان کی اولاد طیبین وطاہرین اور یہ کل جماعت جماعت صادقین ہے اور یہی شہداء علی الناس اور صالحین مطلق معصومین ہیں اور نجات انہی کے لئے ہے جو پیغمبرؐ اور ان صدیقین و صالحین کے ساتھ ہے۔ اور انہی کی راہ راہِ مستقیم ہے اور اسی تک پہنچنا مقصود خلقت ہے اور ان کے مقابل مغضوبین و ضالین ہیں اور صاحب ینابیع اس آیت کے تحت میں چند روایات نقل کرتے ہیں نبیین میں سے آنحضرتؐ ہیں اور صدیقین سے علیؑ ابن ابیطالب اور شہداء صالحین

باقی اہلبیت نبوت و رسالت بلکہ عین صراط مستقیم یہی ہیں جیسا کہ ہم ثابت کر چکے ہیں کہ صراط مستقیم بعد نبی علی ابن ابیطالبؑ ہیں اور وہی علی حکیم ام الکتاب یعنی اسی سورہ فاتحہ میں مذکور ہیں اور اسی صراط مستقیم سے وہی مراد ہیں۔ اور حدیث جابر تصریح کرتی ہے کہ یہ تمام اہلبیت نبوت و رسالت راہ قویم و صراط مستقیم اور سبیل الٰہی ہیں " فکانوا ھم السبیل الی اللہ والمسلک الی رضوان اللہ " سبیل الٰہی اور خوشنودی خدا کا راستہ وہی ہیں۔ بناءً علیہ ثابت ہوگیا کہ تمام ائمہ اہلبیت علیہ السلام حاوی و جامع جملہ اوصاف و کمالات محمدی اور مثل آنحضرتؐ ہدایت مطلقہ و صراط الٰہی و سبیل خداوندی و واسطہ فیض و وسیلہ رضوان اللہ ہیں۔ اور خلافت نہیں ہے مگر اتصاف باوصاف مستخلف پس وہ ہی جانشین رسول خدا و خلیفۃ اللہ ہیں اور اس خلافت و امامت ازلیہ کو اجماع و شورے و غلبہ وغیرہا سے کوئی تعلق نہیں روز ازل سے یہ اسی مسند خلافت کے لئے خلق کئے گئے ہیں۔ اور قیامت تک یہ سب اسی درجہ خلافت الٰہیہ پر قائم ہیں اور انکی خلافت کے وہ دلائل وجود یہ ہیں جن کو کوئی باطل نہیں کرسکتا اور وہ اوصاف و اخلاق و کمالات ہیں جن کو کوئی نہیں چھین سکتا" وھٰذہٖ خلافۃٌ راشدۃٌ قائمۃٌ ثابتۃٌ باقیۃٌ الیٰ یوم القیامۃ وجعلھا کلمۃً باقیۃً فی عقبہٖ " حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے اس خلافت الٰہیہ و امامت مطلقہ کو اپنی اولاد میں روز قیامت کے واسطے کلمہ باقیہ دائمہ قائمہ قرار دیدیا ہے۔

بہر کیف ائمہ اہلبیت از علیؑ تا مہدیؑ یعنی علی ابن ابیطالب۔ وحسنؑ ابن علی وحسینؑ ابن علی وعلی ابن الحسینؑ و محمدؑ بن علی و جعفرؑ بن محمد و موسیٰؑ بن جعفر و علیؑ بن موسیٰ و محمدؑ بن علی و علیؑ بن محمد و الحسنؑ ابن علی والحجۃؑ بن الحسنؑ کل کے کل نفس رسول جزو رسول وارث صفات خاتم المرسلین و مظہر رب العالمین وجہ اللہ و ید اللہ و کلمۃ اللہ و جنب اللہ و لسان اللہ و عین اللہ ہیں اور صور باطنیہ ان حضرات کی صورت عقل کل و قلم اعلیٰ و روح محفوظ و عرش و کرسی الٰہی ہے۔ " ولذا قالوا علیھم السلام اوّلنا محمدٌ و آخرنا محمد و اوسطنا محمد وکلنا محمد " ہمارا اول بھی محمد ہے اور آخر بھی محمد ہے اوسط بھی محمد اور ہم کل کے کل محمد ہی ہیں۔ کون ہے جو ان کی حقیقت واقعیہ کا ادراک کرسکے چہ جائیکہ ان کا ہمسر و قائمقام بنے اور اس بار امامت الٰہی کو اٹھائے جس کا متحمل خدا نے خاص انہی کو قرار دیا ہے۔ وقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یا علی نہیں پہچانا خدا کو مگر میں نے یا تو نے اور نہیں پہچانا مجھکو مگر خدا نے یا تو نے اور نہیں پہچانا تم کو مگر میں نے یا خدا نے " فھم الدلائل الظاھرات والبراھین الباھرات والحجج البالغات والنعم السابغات وطٰہٰ والمحکمات ویٰسٓ والذاریات

والطُّوْرُ والعَادِیَاتُ وَالآیَاتُ والبَیِّنَاتُ" ونعم ما قال ابو الحدید۔

وَمَا آیَۃٌ لِلّٰہِ اَکْبَرُ مِنْھُمُ
وَھُمْ آیَۃٌ مِنْ دُوْنِھَا کُلُّ آیَۃٍ

ان سے بزرگ و برتر کوئی آیت عالم میں موجود نہیں ہے۔ اور وہ وہ آیت اللہ ہیں جن سے تمام آیات الٰہی پست تر ہیں" وما احسن ما قیل فی شانھم فی الفارسیۃ"

زد بجہانِ جان علم جانِ جہاں علیؑ علیؑ نقش حدوث بر قدم ساخت عیاں علیؑ علیؑ
کرد بلامکاں رقم کون و مکاں علیؑ علیؑ دفتر لوح و ہم قلم کرد بیاں علیؑ علیؑ
ہیکلِ قدس عقل را روح رواں علیؑ علیؑ
ذاتِ بسیطِ بحت را نام و نشاں علیؑ علیؑ

عالم علم البیاں عارفِ سرّ ما عرف قاضیٔ امر کن فکاں حاملِ ہدایت شرف
مہر سپہرِ لافتٰے شیرِ دلیرِ لاتخف پشتیٔ لشکر احد کشتیٔ جودیٔ نجف
راہ نمائے انس و جاں بلکہ سروش کرسلف
دادہ امین وحی را خطِ اماں علیؑ علیؑ

ممکنِ واجب الوجود آئینۂ جمالِ حق واجب ممکن الخلود آیت ذی الجلالِ حق
منکشف از کمال وے مرتبۂ کمالِ حق مرتبۂ عطائے وے مرحلۂ نوالِ حق
نیست کسے مثالِ وے کیست بلے مثالِ حق
غیثِ زمیں غیاثِ دیں غوثِ زماں علیؑ علیؑ

مرجع ہوئے ہو کشاں نقطۂ باءِ بسملہ کشفِ بیانِ وحدتش نفی و ثبوت ہیللہ
آیتِ دستِ قدرتش نصّ صریح ہو قلہ از جبروتِ وے فتد در ملکوت غلغلہ
برتن مشرکیں زدہ تا صفِ حشر ولولہ
پیش روِ پیمبراں قطبِ جہاں علیؑ علیؑ

علّتِ غائی آمد آں موجبِ فاعلی کہ شد موجدِ ثانوی شد آں صادرِ اوّلی کہ شد
نقصِ طباع دہر را مائیہ کاملی کہ شد ضعفِ وجودِ عقل را انشاء پردلی کہ شد
گوئی اگر ولی حق گو مست آں ولی کہ شد
حضرت والی الولی بازِ ہماں علیؑ علیؑ

زد چو مشیت از ازل غوطہ بہ بحر ایزدی | درج قدر بر آمد از شیح سحاب احمدی
(فاطمہ)

نور بار ادہ بر قدر یافت ز فیض سرمدی | یافت دو در شاہوار از صدف محمدی
(فاطمہ) (حسنین)

آں بر رضا عقیق شد ویں زقضا زبرجدی

گوہرش زیک صدف ساخت عیاں علی علی

سید ساجدیں علی مقصد سجدۂ ملک | حضرت زین عابدیں نیر چار میں فلک

باقر علم اولیں نور طریق من سلک | داور صادق الامیں حق حقیق لا ٹشک

باب حوائج الوریٰ قطب سماک تا سمک

رکن رکین ہشتمی کیست ہماں علی علی

باز محمد النقی رکن عباد النقباء | ثم علی ن النقی عاشر معشر الہدیٰ

سید عسکری لقب صدر و صدور اولیاء | مژدہ دلا کہ می زند شعشعہ نور کبریا

مہدی آخر الزماں قائم و حی مرتجیٰ

گو دہم بمدح وے نطق و بیاں علی علی

وھا ھی اسرار الخلافۃ الالٰھیۃ الراشدۃ الثابتۃ القائمۃ الباقیۃ الدائمۃ لایحملھا الا حصون حصینۃ او حلوم رزینۃ او صدور امینۃ۔

باب سوم

(عدد خلفاء خلافت الٰہیہ و خلافت اجماعیہ)

خلفاء اثنا عشر قال اللہ تبارک و تعالیٰ "ومن قوم موسیٰ امۃ یھدون بالحق وبہ یعدلون و قطعنٰھم اثنتی عشرۃ اسباطا امما" (اعراف) اور قوم موسیٰ میں سے کچھ لوگ ہیں جو ہدایت بالحق و عدالت بالحق کرتے ہیں اور ہم نے ان بنی اسرائیل کو بارہ اسباط سے بارہ امتیں بنا دیا۔ پھر دوسرے مقام پر ارشاد فرماتا ہے "ولقد اخذ اللہ میثاق بنی اسرائیل وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا" (مائدہ) اور بیشک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ان میں سے بارہ سردار

مقرر کئے۔ اور محمد ابن اسمٰعیل بخاری ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں قال رسول اللہ
لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنْ قَبْلَكُمْ شِبْرًا بِشِبْرٍ وَذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰى لَوْ سَلَكُوْا جُحْرَ ضَبٍّ لَسَلَكْتُمُوْهُ
قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلْيَهُوْدُ وَالنَّصَارٰى قَالَ النَّبِيُّ فَمَنْ صہ ۴۹۱ بلاشک تم لوگ پہلوں
کے قدم بقدم چلوگے حتّٰی کہ اگر وہ کسی سوسمار کے سوراخ میں گھسے ہیں۔ تو تم بھی گھسوگے
ہم نے عرض کیا یا رسولؐ کیا یہود و نصاریٰ کی طرح ؟ فرمایا اور کون ؟ جو کچھ بنی اسرائیل میں
ہوا ہے وہ بنی اسمٰعیلؑ میں بھی ہوگا اور جہاں اور سنن انبیاء سابقین و بنی اسرائیل امت
محمدیؐ میں پائی جائیگی یہ بھی ضروری ہے کہ ان کے ہادی اور سردار جن کے ساتھ ان کا حشر
ہوگا اور محل امتحان میں اسباط و نقبا بنی اسرائیل کی طرح بارہ ہی ہوں پس جہاں شجرۃ
الانبیاء حضرت خلیل اللہ کی اولاد میں حضرت اسحٰق کی امت میں بارہ نقیب بارہ اسباط اور بارہ
سردار قرار دیئے۔ حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں بارہ سردار خاص قرار دیئے گئے چنانچہ توریت
کتاب پیدائش باب ۱۷ آیت ۲۰ میں خداوند عالم نے حضرت ابراہیمؑ سے جناب اسمٰعیل کی بابت صاف
وعدہ کیا ہے۔ اور فرمایا کہ اے ابراہیم ہم نے تیری دعا کے اسمٰعیل کے حق میں
سنی اور تم یاد رکھو کہ ہم نے اس کو برکت دی اور بارور کیا اور ہم نے اپنے
حبیب (محمد مصطفےٰ) کے طفیل اس کو بہت فضیلت دی جس کے بارہ
سردار ہوں گے اور میں ان سے ایک بڑی نسل بناؤں گا۔ اس آیت اور آیات
سابقۃ الذکر سے صاف معلوم ہے کہ آنحضرتؐ کی سرداری اور آپ کے بعد خلافت و امامت
بارہ میں منحصر و محدود ہے اور بیانات سابقہ دال ہیں اور آیات شاہد کہ آفتاب خلافت ختمیہ
بارہ ہی بروج میں تاقیام قیامت دائر و سائر رہیگا اس سے ہرگز خارج نہیں ہوسکتا پس
عدد خلفاء کا بارہ سے بڑھنا ان کے بطلان کی دلیل ہے۔ چنانچہ صحیحین میں منقول ہے کہ آنحضرت
نے فرمایا "لَا يَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ عَزِيْزًا يُنْصَرُوْنَ عَلٰى اَعْدَائِهِمْ عَلَيْهِ اِثْنَا عَشَرَ خَلِيْفَةً كُلُّهُمْ
مِنْ قُرَيْشٍ" یعنی یہ امر خلافت محمدی ہمیشہ معزز و مکرم رہے گا اور اس پر بارہ خلیفہ اہل اسلام
کی نصرت کرینگے جو کل کے کل قریش سے ہوں گے۔ اور جمع الفوائد سے صاحب ینابیع نقل کرتے
ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا "لَا يَزَالُ هٰذَا الدِّيْنُ قَائِمًا حَتّٰى يَكُوْنَ عَلَيْكُمْ اِثْنَا عَشَرَ خَلِيْفَةً
یہ دین برابر قائم رہے گا تا اینکہ تم پر بارہ خلیفہ ہوں۔ سید علی ہمدانی رح عمر ابن قیس سے
روایت کرتے ہیں کہ اس نے بیان کیا کہ ہم ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک اعرابی آیا

اور اس نے دریافت کیا تم میں عبداللہ بن مسعود کون ہے؟ عبداللہ ابن مسعود بولے میں ہوں اس نے کہا کیا تمھارے نبیؐ نے تم سے بیان کیا ہے کہ اس کے خلفاء کتنے ہوں گے؟ کہا ہاں بیان کیا ہے کہ مثل عدد نقباء بنی اسرائیل بارہ خلیفہ ہوں گے۔ جابر بن سمرہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے باپ کے ہمراہ خدمت رسول میں حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا خلفاء میرے بعد بارہ ہوں گے۔ اور پھر آواز کو خفی کردیا اور میں نے نہ سنا کہ اور کیا کہا میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا کہ رسول اللہؐ نے دبی آواز سے اور کیا فرمایا۔ جواب دیا فرمایا ہے کُلُّهُمْ مِنْ بَنِی هَاشِم یعنی وہ بارہ کے بارہ خلیفہ بنی ہاشم سے ہوں گے (دیکھو مودۃ القربیٰ)

علامہ جلال الدین سیوطی نے متعدد طرق سے بالفاظ متفاوتہ و معانی متقاربہ اس حدیث اثنا عشر خلیفہ کو ذکر کیا ہے۔ مثلاً حدیث بخاری یوں بیان کرتے ہیں "لَا یَزَالُ اَمْرُ اُمَّتِی قَائِمًا حَتّٰی یَمْضِیَ اِثْنَا عَشَرَ خَلِیْفَةً کُلُّهُمْ مِنْ قُرَیْشٍ۔ اور مسلم سے یوں روایت کرتے ہیں "لَا یَزَالُ الْاِسْلَامُ عَزِیْزًا مَنِیْعًا اِلٰی اِثْنَی عَشَرَ خَلِیْفَةً"۔ ایضاً۔ "لَا یَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ صَالِحًا"۔ و "لَا یَزَالُ هٰذَا الْاَمْرُ مَاضِیًا"۔ اور علامہ موصوف نے ابن مسعود سے یہ بھی روایت کی ہے کہ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول خداؐ سے دریافت کیا گیا کہ اس امت میں خلیفہ کتنے ہوں گے۔ تو فرمایا "مثل عدد نقباء بنی اسرائیل" "بارہ" خلیفہ ہوں گے۔ ان تمام کا ماحصل یہی ہے کہ خلافت الٰہیہ ختمیہ "بارہ" میں منحصر ہے اور "بارہ" خلفاء رسول معین و مقرر ہیں۔ اور قیام دین محمدی "بارہ" خلفاء پر ہے۔ اور دین اسلام جب ہی تک قائم ہے جب تک کہ "بارہ" خلفاء گذریں اور اسی سے یہ بھی ثابت ہے کہ تا قیام قیامت ان "بارہ" خلفاء میں سے کسی نہ کسی خلیفہ رسولؐ کا وجود قیام دین کے لئے ضروری ہے اور اس وقت بھی اگر دین محمدیؐ کا وجود تسلیم کیا جاتا ہے تو ضرور ماننا پڑیگا کہ ان "بارہ" خلفاء رسولؐ میں سے ایک خلیفہ خدا اس وقت بھی موجود ہے ورنہ اگر یہ کہا جائے کہ اب اس وقت ان "بارہ" خلفاء رسولؐ میں سے کوئی موجود نہیں ہے تو ماننا پڑیگا کہ دین محمدی دنیا سے اٹھ گیا۔ اور ان احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ ہدایت خلق اور پیشوائی دنیا بعد محمد مصطفےٰ الٰہی بارہ خلفاء رسولؐ پر موقوف و منحصر ہے اور قیام دین و احیاء سنت اور اجراء احکام و اوامر و نواہی الٰہی سے مخصوص و مختص ہے۔ یہ نہیں ہے کہ آنحضرتؐ کے بعد بھی کوئی نبی آئیگا جو دین کو زندہ کرے گا۔ اگر آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی بھی آنے والا ہوتا تو تمام احادیث میں یہ نہ فرماتے کہ یہ دین اسی وقت تک قائم رہے گا جب تک کہ ان میں

یہ بارہ خلیفہ گذریں بلکہ فرماتے بعد ان کے نبی اللہ دین کو قائم کریں گے تا قیام قیامت قیام دین کا خلفاء اثنا عشر پر موقوف و منحصر ہونا صاف دلالت کرتا ہے کہ قیامت تک کوئی نبی اللہ آنے والا نہیں ہے جو دعویٰ کرتا ہے کاذب و مفتری ہے خلافت الٰہیہ ختمیہ صرف بارہ خلفاء رسولؐ میں منحصر ہے ان کے علاوہ جو نبی یا امام ہونے کا دعویٰ کرے وہ مسند نشین خلافت شیطانیہ ہوگا نہ صاحب تخت و تاج خلافت الٰہیہ ۔ بعد آنحضرتؐ کے جدید نبوت کا قائم ہونا حضرتؐ کی نبوت سے انکار ہے کیونکہ خدا صاف فرماتا ہے "وَمَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ" اے حبیبؐ ہم نے نہیں تم کو رسولؐ بنا کر بھیجا مگر تمام لوگوں کے لئے ناس اسم جنس ہے تمام افراد انسانی کو شامل ہے اور کل بنی آدم تحت نبوت ختمیہ داخل ہیں اور جس طرح اس زمانے کے انسانوں کے لئے آپ پیغمبرؐ تھے اسی طرح اس زمانے کے انسانوں کے لئے بھی آپ پیغمبرؐ ہیں اور جب اس زمانے کے لئے بھی پیغمبر ہیں تو شریعت شریعتِ محمدیؐ ہے اور دین دینِ محمدیؐ ۔ اور احکام احکام محمدیؐ روز قیامت تک نبوت نبوت محمدی ہے اگر اس وقت انسانوں کے لئے کوئی اور نبی تسلیم کیا جائے تو صاف نسخ دین و شریعت و نسخ قرآن شریف لازم آتا ہے کہ اب دین محمدیؐ اٹھ گیا اور شریعت محمدیؐ منسوخ ہو گئی ۔ اور قرآن کے احکام قیامت تک کیلئے نافذ نہیں ہیں صرف اسی وقت تک کے لئے تھے جب تک یہ بناہی نہ بنا تھا ۔ یہ اگر صاف انکار اور رد اسلام نہیں ہے تو اور کیا ہے؟ مسلمانوں کو اس فریب سے بچنا چاہیئے اور اسی واسطے ہم نے بہت جگہ ختم نبوت کی تشریح کی ہے ۔ اور متعدد طرق سے ثابت کیا ہے تاکہ مسلمان جھوٹے مدعیان نبوت و مہدویت و عیسویت کے دام تزویر سے نجات پائیں خصوصاً اہل پنجاب +

وصایت ختمیہ علامہ حموینی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے میرے بعد اوصیاء اور خلق خدا پر حجۃ خدا بارہ ہیں اول ان کا میرا بھائی علیؑ ہے اور آخر ان کا میرا فرزند مہدیؑ ہے ۔ اسی کتاب میں اصبغ بن نباتہ کے حوالہ سے ابن عباس سے یہ بھی مروی ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا میںؐ اور علیؑ اور حسنؑ اور حسینؑ اور نو فرزندان حسینؑ مطہر و معصوم ہیں +

اور موفق خوارزمی ابو سلیمان سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ شب میں معراج کو گیا تو خداوند جل جلالہ نے فرمایا "آمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَیْہِ" میں نے عرض کیا والمؤمنون ۔ ارشاد ہوا ۔ تو نے سچ کہا ۔ اے محمدؐ میں نے ایک مرتبہ زمین کی طرف توجہ کی تو تجھ کو پسند و اختیار کیا اور میں نے تیرا نام اپنے ناموں سے مشتق کیا پس نہیں ذکر کیا جاتا میں مگر یہ

کہ تو میرے ساتھ مذکور ہوتا ہے۔ پس میں محمود ہوں اور تو محمد۔ پھر میں نے دوبارہ زمین کی طرف توجہ کی تو علیؑ کو اختیار و پسند کیا اور اس کو اپنے نام سے موسوم کیا۔ اے محمد میں نے تجھ کو اور علیؑ کو اور فاطمہؑ و حسنینؑ اور نو فرزندان حسینؑ کو اپنے نور سے خلق کیا ہے۔ اور میں نے تمہاری ولایت کو اہل آسمان و زمین پر پیش کیا جس نے قبول کیا وہ میرے نزدیک مومنین میں سے ہوا۔ اور جس نے انکار کیا وہ میرے نزدیک کافرین میں سے ہوا۔ اے محمدؐ اگر کوئی شخص میری ایسی عبادت کرے کہ وہ ہلاک ہو جائے یا سوکھ کر مثل مشک خشک کے ہو جائے اور وہ تمہاری ولایت کا منکر ہو کر میرے پاس آئے تو میں اس کو نہ بخشوں گا۔ اے محمدؐ کیا تم ان کو دوست رکھتے ہو کہ ان کو دیکھو۔ میں نے کہا ہاں اے پروردگار۔ ارشاد ہوا عرش کی داہنی طرف دیکھو۔ بس میں نے اس طرف نظر کی تو ناگہاں علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ و علی بن الحسینؑ و محمد بن علیؑ و جعفر بن محمدؑ و موسیٰ بن جعفرؑ و علی بن موسیٰؑ و محمد بن علیؑ و علی بن محمدؑ و الحسن بن علیؑ و محمد المہدیؑ بن الحسن کو دیکھا اور مہدی ان میں مثل کوکب دری کے تھا۔ اور ارشاد باری ہوا "هوٴلاء حُجَجِیْ عَلٰی عِبَادِیْ وَھُمْ اَوْصِیَائُکَ"۔ یہی میری حجت اور یہی تیرے وصی ہیں۔ اور مہدی انتقام خون لینے والا ہے۔ اور مجھ کو اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ وہ میرے دشمنوں سے انتقام لیگا اور میرے دوستوں کی مدد کریگا +

ولایت الہیہ حدیث معراج ہی میں مذکور ہے کہ خداوند عالم نے اپنے خطاب میں فرمایا میں نے تیرے اوصیاء کے لئے اپنی کرامت واجب کردی ہے اور ان کے پیروؤں کے لئے اپنا ثواب واجب کردیا ہے۔ میں (رسولؐ) نے عرض کی پروردگار وہ میرے اوصیاء کون ہیں۔ ارشاد ہوا۔ تیرے اوصیاء ساق عرش پر لکھے ہوئے ہیں۔ میں نے اس طرف نظر کی تو میں نے بارہ نور دیکھے اور ہر ایک نور میں ایک سطر سبز تھی اس پر میرے اوصیاء میں سے ایک ایک وصی کا نام لکھا تھا اول ان کا علی ابن ابیطالب تھا اور آخر مہدی امت۔ پس میں نے کہا اے پروردگار یہ میرے اوصیاء ہیں۔ ندا آئی اے محمد! یہ میرے اولیاء۔ میرے احباء میرے اصفیاء اور تیرے بعد میری حجت ہیں۔ اور یہی تیرے اوصیاء اور تیرے خلفاء اور تیرے بعد بہترین مخلوقات ہیں مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے میں انہی سے اپنے دین کو ظاہر کرونگا اور اپنے کلمے کو بلند کرونگا اور ان کے آخر (مہدیؑ) کے ذریعہ اپنی زمین کو اپنے دشمنوں سے پاک و صاف کرونگا۔ اور اس کو (مہدیؑ) مشارق و مغارب زمین پر قدرت و تمکین عطا کرونگا اور اس کے لئے ہواؤں کو اور بادلوں کو مطیع کردونگا اور اس کو اسباب میں ترقی دونگا اور اپنے لشکر سے اس کی نصرت کرونگا اور اپنے ملائکہ سے اس کی مدد کرونگا حتی کہ میری

دعوت بلند ہو اور تمام خلق میری توحید پر جمع ہوں۔ پھر اس کے ملک اور سلطنت کو ہمیشہ رکھوں گا اور اپنے ان اولیاء کے ان ایام حکومت کو روز قیامت تک دائر و سائر رکھوں گا +

امامت الٰہیہ ختمیہ | **فاضل موفق خوارزمی**۔ جابر ابن عبد اللہ الانصاری سے روایت کرتے ہیں کہ جندل بن جنادہ بن جبیر یہودی رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ اے محمد مجھے خبر دیجئے اس چیز کی جو خدا کے لئے نہیں ہے۔ اور اس چیز کی جو خدا کے پاس نہیں ہے۔ اور اس چیز کی جس کا خدا کو علم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کے لئے شریک نہیں ہے۔ اور خدا کے پاس بندوں کے لئے ظلم نہیں ہے وہ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ اور خدا تمہارے اعتقاد کی موافق حضرت عزیز کو اپنا بیٹا نہیں جانتا کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ بندۂ خدا ہے۔ یہودی نے کہا "اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و انک رسول اللہ حقاً و صدقاً" پھر اس نے عرض کیا کہ میں نے شب گذشتہ موسیٰ بن عمران کو خواب میں دیکھا وہ مجھ سے کہ رہے ہیں کہ اے جندل **محمد مصطفےٰ خاتم الانبیاء پر ایمان لا اور اس کے اوصیاء سے متمسک ہو** پس الحمد للہ کہ میں آپ کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ اور اللہ نے آپ کی وجہ سے مجھ کو ہدایت کی۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ اپنے بعد کے اوصیاء کو بتلایئے تاکہ میں ان سے متمسک ہوں فرمایا میرے اوصیاء بارہ ہیں۔ کہا ہم نے توریت میں ایسا ہی پایا ہے۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ اب اُن کے نام بتلایئے۔ فرمایا اول سید الاوصیاء و ابو الائمہ علیؑ ہے پھر دوم و سوم اس کے بیٹے حسنؑ و حسینؑ ہیں پس اُن سے تمسک کر اور تجھ کو جاہلین کی جہالت دھوکا نہ دے۔ بعد ازاں چوتھا وصی اور امام علی ابن الحسینؑ زین العابدین ہے اس وقت تیری اجل آجائیگی اور آخری رزق دنیا دودھ ہوگا۔ عرض کیا ہم نے توریت و کتب انبیاء میں ایلیا اور شبر و شبیر دیکھے ہیں اور یہ علیؑ و حسنؑ و حسینؑ ہیں فرمایا ہاں جب مدت امامت حسین بن علیؑ پوری ہو جائیگی تو امام ان کا فرزند علیؑ بن الحسینؑ ہوگا اور اس کا لقب زین العابدین ہوگا۔ پھر محمد بن علی بن الحسینؑ۔ پھر جعفر ابن محمد جس کو صادق کہا جائیگا پھر موسیٰ بن جعفر الملقب بکاظم پھر علی بن موسیٰؑ المعروف برضاؑ بعد ازاں اس کا فرزند محمد بن علی المعروف بتقی و زکی پھر علی ابن محمد الملقب بہ نقی و ہادی۔ پھر الحسنؑ بن علی المدعو بالعسکریؑ۔ پھر اس کا فرزند محمد المہدیؑ جس کو القائم اور الحجۃ کہا جائے گا اور وہی زمین کو عدل و داد سے بھر دے گا جبکہ ظلم و جور سے بھر گئی ہوگی۔ خوشحال ان کا جو اس کی غیبت میں صابر رہیں۔ خوشحال ان کا جو اُن کی محبت پر قائم رہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی خدا نے اپنی کتاب میں صفت کی ہے اور فرمایا ہے "ھدًی للمتقین الذین یؤمنون بالغیب" اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "اولٰئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم الغالبون" یہی خدا کی جماعت

ہیں اور آگاہ رہو کہ جماعت خدا ہی غالب ہے ٭

اور علامہ حموینیؒ نے ابو عمان یہودی کی روایت ابن عباسؓ سے نقل کی ہے جس کے بعض فقرات کا ترجمہ یہ ہے کہ آنحضرتؐ نے اس کے جواب میں اوصیاء بنی اسرائیل کا ذکر کر کے فرمایا۔ میرا وصی علی ابن ابیطالب ہے اور میرے دونو نواسے حسنؑ و حسینؑ اور بعد حسینؑ نو امام از فرزندان حسینؑ عرض کیا ان کے بھی نام بتلائیے آپ نے تا مہدی آخر الزمان سب کے نام بتلائے۔ پھر اس نے حالات شہادت وغیرہ پوچھنے کے بعد عرض کیا میں نے کتب قدیمہ میں دیکھا ہے کہ آخر الزمان میں ایک نبی آئیگا جس کو محمدؐ و احمد کہتے ہوں گے۔ اور وہ خاتم الانبیاء ہوگا اس کے بعد کوئی نبی نہیں ہے اور اس کے بعد اس کے بارہ وصی ہوں گے۔ اول ان کا اس کا چچازاد بھائی اور داماد ہے اور دوسرا اور تیسرا اس کے دونو فرزند اور امت محمدی وصی اول کو تلوار سے قتل کریگی اور دوسرے کو زہر سے اور تیسرا اپنے اہل بیت کی ایک جماعت کے ساتھ میدان غربت میں بچہ گوسفند کی طرح ذبح کردیا جائیگا اور وہ اس پر صبر کریگا تاکہ اس کے اہل بیت و ذریت کے درجات بلند ہوں اور اس کے محب آتش جہنم سے نجات پائیں۔ اور ان میں سے نو وصی تیسرے کی اولاد سے ہوں گے اور کل بارہ وصی و امام ہیں مثل اسباط بنی اسرائیل۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ کیا تو اسباط کو پہچانتا ہے عرض کیا ہاں اول ان کا لاوی بن برخیا ہے اور وہی وہ شخص ہے جو بنی اسرائیل سے ایک مدت غائب رہا اور پھر ظاہر ہوا اور اسی کے ذریعہ سے خدا نے احکام شریعت کو مندرس ہو جانے کے بعد ظاہر کیا اور شاہ قرسطیا سے مقابلہ کیا اور بادشاہ کو قتل کر دیا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میری امت میں بھی وہی ہونے والا ہے جو بنی اسرائیل میں ہوا" حذو النعل بالنعل والقذة بالقذة" یہاں تک کہ بارہواں وصی و امام غائب ہوگا اور دکھلائی نہ دیگا اور میری امت پر ایک زمانہ آئیگا جس میں قرآن کا صرف نام اور اسلام کا صرف نشان ہی باقی رہجائیگا۔ پھر خدا اس کو خروج کا حکم دیگا اور اس کے ذریعہ سے اسلام کو ظاہر اور اس کی تجدید کریگا خوشا حال ان کا جو ان کو دوست رکھے اور ان کی پیروی کرے اور حیف ان لوگوں کے حال پر جو ان کو دشمن رکھیں اور ان کی مخالفت کریں انتہیٰ۔ اللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْ مُحِبِّیْهِمْ وَمُتَّبِعِیْهِمْ وَلَا تَجْعَلْ مِنْ مُخَالِفِیْهِمْ وَمُبْغِضِیْهِمْ۔ یہ احادیث تصریح کرتی ہیں اوصیاء رسولؐ منفرد و معین ہیں اور وہ بارہ ہیں اور وہی خلفاء اللہ و خلفاء رسولؐ ہیں

اور وہ نہیں مگر ائمہ اہلبیت معصومین مطہرین جن کے اسماء گرامی تمام کتب عہد عتیق میں موجود ہیں۔ اور پیغمبر خاتم النبیینؐ نے اکثر ان کی تشریح و تصریح کی ہے۔ اور یہ بالکل غلط اور باطل محض ہے کہ پیغمبر نے کسی کے لئے خلافت کی وصیت نہیں کی اور کسی کو خلیفہ و وصی نہیں بنایا۔ قطعاً ناممکن ہے۔ کیونکہ سنت الٰہی اور سنت انبیاء اللہ ہے خدا نے ہر ایک کے لئے وصی مقرر کیا ہے اور اس نبی نے امت سے اظہار کیا ہے اور یہ سلسلہ حضرت آدمؑ سے تا حضرت عیسیٰ بن مریم برابر جاری رہا ہے۔ حضرت آدمؑ نے حضرت شیثؑ کو وصیت کی اور حضرت شیثؑ نے اپنے فرزند شبان کو اور انھوں نے اپنے بیٹے محلث کو انھوں نے اپنے بیٹے محوق کو اور انھوں نے غثمیشا کو اور غثمیشا نے اخنوخ پیغمبر یعنی ادریسؑ کو اور ادریس نے ناخور کو اور ناخور نے نوحؑ کو اور نوح نے سامؑ کو اور سام نے عثامر کو اور عثامر نے برعیثاثا کو اور انھوں نے یافث کو اور انھوں نے برہ کو اور برہ نے حفسبہ کو اور انھوں نے عمران کو اور عمران نے ابراہیمؑ کو اور انھوں نے اسمٰعیلؑ کو اور اسمٰعیل نے اسحٰقؑ کو اور اسحٰق نے یعقوبؑ کو اور یعقوب نے یوسفؑ کو اور یوسف نے بثریا کو اور بثریا نے شعیبؑ کو اور شعیب نے موسیٰ بن عمران کو اور انھوں نے یوشعؑ کو اور یوشع نے داؤدؑ کو اور داؤد نے سلیمانؑ کو اور سلیمان نے آصف بن برخیا کو انھوں نے زکریا کو اور انھوں نے عیسیٰؑ کو اور عیسیٰؑ نے شمعون بن حمون الصفا کو اور انھوں نے یحییٰ ابن زکریا کو اور انھوں نے منذر کو اور انھوں نے سلیمہ کو اور انھوں نے بردہ کو وقال رسول اللہؐ دفعھا بردۃ الیَّ۔ بردہ نے مجھ کو وصیت الٰہی پہنچا دی۔ سلسلہ وصیت الٰہیہ کہیں منقطع نہیں ہوا ہے یکے بعد دیگرے خلفاء اللہ و اصفیاء اللہ کو پہنچتی رہی ہے۔ اور آنحضرتؐ نے مکرر فرمایا ہے "وما من نبی الا ولہ وصی" کوئی نبی نہیں ہے مگر یہ کہ اس کا کوئی وصی ضرور ہے سلسلہ وصایت الٰہیہ کبھی نقطاع نہیں ہو سکتا۔ اور یہی مطلب ہے اس آیہ مجیدہ کا "لقد وصلنا لھم القول لعلھم یتذکرون"۔ بلاشک و لاریب ہم نے دنیا کلام متصل بھیجا ہے تا کہ لوگ عبرت حاصل کریں اور نصیحت پکڑیں یہ سنت الٰہی و سنت انبیاءؑ ہے کیونکر ممکن ہے کہ خدا پیغمبر خاتم النبیینؐ کے لئے وصی مقرر و معین نہ کرے سلسلہ وصایت خلافت کو منقطع کر دے اور حجت خدا باطل ہو جائے۔ اور سنت انبیاءؑ مفقود۔ اور پیغمبر اس وصایت خلافت کا اعلان و اظہار نہ فرمائے حالانکہ خدا فرماتا ہے۔ "اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ ھَدَی اللّٰہُ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ"۔ یہ انبیاء ہیں جنکو خدا نے ہدایت دی ہے تو بھی انہی کی ہدایت کی اقتدا کر۔ اور سنن انبیاء پر چل کتاب خطب سنن انبیاء و دیانات اسلام و احادیث نبوی کی نبوی من حیث المجموع قطعی الدلالۃ ہیں کہ آنحضرتؐ نے وصیت کی اور اوصیاء رسولؐ بارہ ہیں اور

وہی خلفاء رسولؐ ہیں اور وہ خلفاء و اوصیاء اثنا عشر نہیں ہیں مگر ائمہ اہلبیت طیبین طاہرین و معصومین اور خلافت الٰہیہ بعد رسول اللہ روز قیامت تک انہی میں منحصر ہے اور قیام دین الٰہی بارہ پر ہے اور جب تک دنیا میں دین محمدی باقی ہے ان خلفاء اللہ میں سے کسی نہ کسی کا وجود ضروری ہے اور اس لئے تاریخ الخلفاء میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ یہ بارہ خلفاء صرف عزت و غلبہ اسلام کے زمانے کے واسطے ہے بلکہ ہمیشہ کے لئے خلافت انہی میں منحصر و محدود ہے۔ تعداد خلفائے رسولؐ بارہ سے زیادہ ہرگز نہیں ہوسکتی اور ائمہ اہلبیت موسومین موصوفین کے علاوہ کوئی خلیفہ رسولؐ نہیں ہوسکتا +

امارت عامہ اور یہی بارہ وہ اولیاء اللہ ہیں جن کی ولایت کا اقرار جزو ایمان ہے اور ولایت مطلقہ تین درجوں میں منحصر ہے اوّل ولایت خدا۔ دوم ولایت رسولؐ سوم ولایت اوصیاء رسولؐ ائمہ اہلبیت " اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ " اور چونکہ ولایت مطلقہ منحصر ہے تین درجوں میں اطاعت مطلقہ بھی تین طبقوں میں محدود ہے " فَقَالَ عَزَّ وَجَلَّ اَطِيعُوا اللّٰهَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ الخ " اونہیں میں وہ اولی الامر اور امراء جن کی اطاعت مثل اطاعت پیغمبر واجب ہے مگر یہی خلفاء و اوصیاء رسولؐ جن کی اطاعت عین اطاعت رسولؐ ہے۔ مسلم ابن حجاج ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ مَنْ اَطَاعَنِي فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ وَمَنْ يَعْصِنِي فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَمَنْ يُطِعِ الْاَمِيرَ فَقَدْ اَطَاعَنِي وَمَنْ يَعْصِ الْاَمِيرَ فَقَدْ عَصَانِي " یعنی جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی اور جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی " پس اطاعت امیر عین اطاعت خدا ہے اور معصیت امیر عین معصیت خدا ہے اور امارت و حکومت نہیں ہے مگر منصب انبیاء و اوصیاء انبیاء چنانچہ محمد بن اسمٰعیل بخاری روایت کرتے ہیں کہ ابوحازم نے بیان کیا کہ میں ابوہریرہ کے پاس پانچ سال بیٹھا ہوں میں نے اس سے ایک حدیث رسولؐ سنی کہ وہ بیان کرتا تھا کہ آں حضرتؐ نے فرمایا " كَانَتْ بَنُو اِسْرَائِيلَ تَسُوسُهُمُ الْاَنْبِيَاءُ كُلَّمَا هَلَكَ نَبِيٌّ خَلَفَهُ نَبِيٌّ وَاِنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي وَسَيَكُونُ خُلَفَاءُ فَيَكْثُرُونَ الخ " یعنی بنی اسرائیل کی سرداری اور سیاست و امارت انبیاء کرتے تھے جب کوئی نبی ہلاک ہوا اس کا خلیفہ و جانشین دوسرا نبی ہوا اور یہاں میرے بعد اب کوئی نبی نہیں ہے اور عنقریب میرے بعد خلفاء ہوں گے اور وہ کئی ہوں گے۔ پس

مقام امارت و سیاست عامہ مقام و منصب انبیاءؑ ہے پس اطاعت امراء و اولی الامر بعد رسولؐ عین اطاعت رسولؐ و اطاعت خدا ہے اور ثابت ہو چکا ہے کہ اطاعت خلفاء رسول عین اطاعت رسولؐ و اطاعت خدا ہے پس بنا بریں نہیں ہیں امراء اور اولی الامر مگر بارہ خلفاء رسولؐ چنانچہ صحیحین میں مروی ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا۔ یَکُوْنُ بَعْدِیْ اِثْنَا عَشَرَ اَمِیْرًا کُلُّھُمْ مِنْ قُرَیْشٍ یعنی میرے بعد بارہ امیر ہوں گے جو کل کے کل قریش سے ہوں گے اگر یہ اثنا عشر امراء یہی خلفاء رسولؐ نہ لئے جائیں تو قول پیغمبرؐ میں صاف و صریح اختلاف پایا جائے گا۔ اور بیشمار مفاسد لازم آئینگے بارہ امیر اور تلاش کرنے ہوں گے اور بارہ خلفاء اور بارہ اوصیاء اور بارہ اولیاء اور بارہ ائمہ اور محدث جلیل شیخ سلیمان البلخی القندوزی فرماتے ہیں قَالَ الْمُحَقِّقُوْنَ اِنَّ الْاَحَادِیْثَ الدَّالَّۃَ عَلٰی کَوْنِ الْخُلَفَاءِ بَعْدَہٗ اِثْنَا عَشَرَ قَدِ اشْتَھَرَتْ مِنْ طُرُقٍ کَثِیْرَۃٍ وَبِشَرْحِ الزَّمَانِ وَتَعْرِیْفِ الْکَوْنِ وَالْمَکَانِ عُلِمَ اَنَّ مُرَادَ رَسُوْلِ اللّٰہِ مِنْ حَدِیْثِہٖ ھٰذَا الْاَئِمَّۃُ الْاِثْنَا عَشَرَ مِنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ وَعِتْرَتِہٖ الخ" یعنی محققین علماء کا یہ قول ہے کہ احادیث جو اس پر دال ہیں کہ آنحضرتؐ کے بعد خلفاء بارہ ہیں طرق کثیرہ سے مروی اور مشہور و معروف ہیں اور زمانے اور تجربے نے اس کی شرح کردی ہے اور حوادث و واقعات و عوارض زمانیہ نے بتلا دیا ہے کہ آنحضرتؐ کی مراد ان بارہ خلفاء سے آپ کی عترت و اہلبیتؑ کے بارہ امام ہیں کیونکہ یہ حدیث خلفاء اوّلین پر تو اس لئے صادق نہیں آسکتی کہ ان کی تعداد بارہ سے کم ہے اور شاہان بنی امیہ پر اس لئے صادق نہیں آسکتی کہ ان کی تعداد بارہ سے زیادہ ہے اور سوائے عبد العزیز کے ان سب سے ظلم فاحش ظاہر ہوا ہے۔ "وَلَا یَنَالُ عَھْدُ اللّٰہِ الظَّالِمِیْنَ"۔ ظالمین کو عہد الٰہی کبھی نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس لئے بھی کہ وہ بنی ہاشم سے نہیں تھے اور خلافت بنی ہاشم کے لئے ہے جیسا کہ عبد الملک نے جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے اور آنحضرتؐ کا بنی ہاشم کے ذکر کے وقت آواز کو خفی کر لینا کو ترجیح دیتا ہے کیونکہ لوگ بنی ہاشم کی حکومت نہ چاہتے تھے اور یہ حدیث خلفاء اثنا عشر شاہان بنی عباس پر بھی صادق نہیں آسکتی کیونکہ وہ بھی بارہ سے بہت زیادہ ہیں اور اس لئے کہ انھوں نے آیہ مودۃ کی بالکل رعایت نہیں کی اور ذوی القربائے رسولؐ پر بے حد ظلم کئے پس واجب ہے کہ یہ حدیث ائمہ اثنا عشر ائمہ اہلبیت پر محمول کی جائے اس لئے کہ وہ تمام اہل زمانہ سے عالم تر اور سب سے زیادہ پرہیزگار اور اعلیٰ و اجل و اشرف اور حسب و نسب میں افضل و اکرم تھے اور ان کے علوم اپنے

بعد رسول اللہ سے متصل تھے اور وہی وارث علوم نبوی اور صاحب علوم لدنیہ تھے جیسا کہ اہل علم وتحقیق اور اہل کشف وتوفیق نے معلوم کیا اور سمجھا ہے۔ اور اس معنی اور مراد کی حدیث ثقلین اور دیگر احادیث بھی تائید کرتی ہیں کیونکہ اس حدیث میں پیغمبر نے نہایت وضاحت سے بیان فرمایا ہے کہ خلیفہ ومقتدا میرے بعد میرے اہلبیت ہیں۔ چنانچہ بعض مواقع میں فرمایا اِنّی مُخلِفٌ فِیکُمُ اور بعض میں فرمایا ہے اِنّی تَارِکٌ فِیکُمُ الخَلِیفَتَینِ میں پیچھے تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں میں تم میں اپنے دو جانشین اور دو خلیفہ اور دو قائم مقام چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا دوسرے میری عترت اہلبیت۔ یعنی میرے بعد حجت خدا اور ہادیٔ خلق کوئی اور عجم یا عرب نہیں ہے بلکہ میری عترت میرے اہلبیت حجت خدا ہیں۔ پھر فرمایا جب تک تم ان دونوں سے تمسک رکھو گے ہرگز میرے بعد گمراہ نہ ہو گے اور فرمایا کہ یہ دونو کبھی ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے قرآن اہلبیت سے جدا نہ ہوگا اور اہلبیت قرآن سے جدا نہ ہونگے اور جب ہم ان سے تمسک کرینگے جو کتاب اللہ سے جدا نہیں ہیں تو ہم گمراہ نہ ہوں گے۔ یہاں سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن لوگوں سے تمسک کا حکم ہمیں پیغمبر نے دیا ہے اور فرمایا ہے وہ کتاب اللہ سے کبھی جدا نہ ہوں گے کہ وہ عالم کتاب اللہ ہوں اور ان کی نسبت کتاب اللہ میں غلطی اور خطاء کا احتمال نہ ہو اور وہ اس کے ناسخ ومنسوخ اور محکم ومتشابہ عام وخاص اور واجب اور مسنون کو جانتے ہوں تاکہ ہر ایک حکم مطابق منشاء خدا رضاء خدا میں جاری کر سکیں۔ اور کل علوم دین کو جامع ہوں تاکہ ان سے تمسک کیا جا سکے اور ہر ایک حکم لیا جا سکے اور اختلاف وتنازعات رفع ہو سکیں۔ ورنہ اگر وہ ایسا شخص ہو کہ بعض احکام دین اور احکام کتاب اللہ سے واقف نہ ہو۔ تو اس سے خطاء وغلطی کتاب اللہ میں ممکن ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ واجب کو سنت اور ناسخ کو منسوخ بنا دے"۔ فَثَبَتَ اَنَّ الحُجَّۃَ مِنَ العِترَۃِ لَا یَکُونُ اِلَّا جَامِعًا العِلمِ الدِّینِ مَعصُومًا مُوتَمِنًا بِالکِتَابِ"۔ قرآن حجت صامت ہے اور اہلبیت حجت ناطق اور علم قرآن انہی کے سینوں میں ہے۔ بَل ھُوَ آیَاتٌ بَیِّنَاتٌ فِی صُدُورِ الَّذِینَ اُوتُوا العِلمَ وَمَا یَجحَدُ بِاٰیَاتِنَا اِلَّا الظَّالِمُونَ"۔ قرآن انہی کے سینوں میں آیات بینات ہے سوائے ظالمین کون ہے جو آیات الٰہیہ کا انکار کر سکے۔ اور خلافت الٰہیہ میں شک وشبہ کرے۔ پس نہیں ہیں خلفاء رسول و مستحقین خلافت الٰہیہ حقیقیہ مگر ائمہ اثنا عشر اور نہیں ہیں مفترض الطاعۃ اولی الامر مگر یہی خلفاء وائمہ اثنا عشر اور یہاں سے معلوم ہو گیا کہ علامہ فخر الدین رازی صاحب کا یہ فرمانا کہ کوئی شخص خاص اولی الامر سے مراد نہیں ہو سکتا اور ایسے شخص

قرآن کتاب صامت ہے اور اہلبیت قرآن ناطق

معصوم کا وجود ثابت نہیں ہے اور اس لئے اجماع امت اولی الامر ہے نہایت تعجب خیز اور حیرت انگیز ہے۔ درانحالیکہ احادیث نبویہ بحد تواتر پہنچی ہوئی ہیں کہ اولی الامر خلفاء رسول ہیں اور وہ معین ومقرر ہیں اور وہ ائمہ امت ہیں اور آیہ امامت شاہد ہے کہ امامت ظالمین کا حق نہیں ہے بلکہ صالحین ومعصومین کا حق ہے۔ اور بدیہی ہے کہ وجود اجماع واقعی قطعاً محال ہے نہ آج تک متحقق ہوا اور نہ ہو سکتا ہے اور نہ ہے اور وہ بھی غیر معین ومجہول کیونکہ ممکن ہے کہ خدا ایک مبہم ومجہول وغیر معین وجود فرضی کی اطاعت مثل اطاعت رسول واجب کرے اور اس کی تعیین نہ فرمائے یہ تکلیف مالایطاق ہے۔" وَلَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا"۔ سچ ہے "حُبُّ الشَّیْءِ یُعْمِی وَیُصِمّ"۔ اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَا اٰتٰهُمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ"۔ اَلَمْ یُؤْخَذْ عَلَیْهِمْ مِیْثَاقُ الْکِتَابِ اَنْ لَّا یَقُوْلُوْا عَلَی اللّٰہِ اِلَّا الْحَقَّ"۔ کیا ان سے کتاب الٰہی میں یہ عہد نہیں لے لیا گیا ہے کہ وہ خدا پر افترا نہ کریں اور حق کے سوا کچھ نہ کہیں۔

بہر حال نہیں ہیں خلفاء اللہ وحجج اللہ واولیاء اللہ واوصیاء رسول اللہ اور امراء امت اور بعد آنحضرت اولی الامر مگر اہلبیتؑ اور بعد رسولؐ انہی سے رجوع واجب ہے۔ فقال عز وجل "اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ (والی اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ) اِنْ کُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِکَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِیْلًا"۔ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اس کے رسول کی اور اپنے اولی الامر کی اور اگر تم کسی بات میں جھگڑو اور آپس میں اختلاف ہو تو اگر تم خدا اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اس کو خدا اور اس کے رسولؐ اور اولی الامر کی طرف رجوع کرو یہ تمہارے لئے بہتر بہت اچھا اور از روئے انجام واقعی بہت بہتر ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ آیت کے جزو اول میں خدا نے تین کی اطاعت کا حکم دیا ہے اطاعت خدا و اطاعت رسول اور اطاعت اولی الامر۔ اور قرأت عوام کے موافق جزو دوم میں اختلافات اور تنازعات میں صرف خدا و رسول کی طرف رجوع کا حکم دیا ہے حالانکہ تفریع اسی حکم اول پر ہونی چاہئے تھی جن کی اطاعت مطلقاً واجب کردی ہے اور ہر ایک حکم ان کا واجب الطاعۃ ہے پھر کیونکر ممکن ہے کہ اختلافات اور تنازعات میں ان کو ترک کر دیا جائے۔ جب کوئی حکم صریح کتاب اللہ اور سنت رسولؐ سے خود نہ نکال سکے تو کس کی طرف رجوع کرے اور کس سے دریافت کرے اطاعت تو اولی الامر کی واجب ہے پس اگر اختلافات وتنازعات میں کسی اور کے حکم کی اطاعت کریں تو چونکہ یہ غلطی اور خطا سے محفوظ نہیں ہیں ایک وقت واحد میں دو متضاد حکموں کی اطاعت اور تعمیل

واجب ہوگی دھو محال ۔ پس ضروری ہے کہ بعد خدا رسول اولی الامر کی طرف رجوع کیا جائے اور ان سے سوال کیا جائے اور ان کی طرف ہر ایک امر میں رجوع کی جائے کیونکہ وجود مبین مفسر قرآن ہمیشہ ضروری ہے اور اہلبیت طاہرین عالم و مبین و مفسر قرآن ہیں چنانچہ قرأت ابن عباس وغیرہ میں آیہ مجیدہ میں صاف موجود ہے کہ اگر کسی امر میں تنازعہ ہو تو خدا اور رسول خدا اور اولی الامر کی طرف رجوع کرو۔ اور قرأت اہلبیت یہی ہے چنانچہ تفسیر قمی و برہان و صافی ابن عباس وغیرہا میں موجود ہے۔ اور اس کے بعد کی آیت صاف دلالت کرتی ہے کہ بعد رسول رجوع الی اولی الامر واجب ہے "اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَیْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِیْهِ اخْتِلَافًا كَثِیْرًا وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰۤى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ" (نساء ع ۱۱) کیا یہ لوگ قرآن میں تدبر و تفکر نہیں کرتے ہیں۔ اگر قرآن منزل من اللہ نہ ہوتا اور غیر خدا کے پاس سے نازل ہوتا تو اس میں بڑا اختلاف پاتے۔ پس جب ان کے پاس کوئی امن یا خوف کی بات آتی ہے تو اپنی لاعلمی اور جہالت سے اس کو فوراً مشہور کر دیتے اور اس طرح سے برباد کر دیتے ہیں اور اگر وہ اس کو رسول اور اپنے اولی الامر کی طرف رجوع اور رد کرتے تو وہ استنباط کرنے والے اس کو سمجھ لیتے۔ یہاں اختلافات میں صاف بعد رسول اولی الامر کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے۔ اور کیونکر ممکن ہے کہ ان کی اطاعت مطلقاً فرض کی جائے اور ان کی طرف رجوع کا حکم نہ دیا جائے۔ پس نہیں ہیں اولی الامر مگر خلفاء اللہ و وارث خلافت الٰہیہ ختمیہ اور انہی کی اطاعت اور انہی کی طرف رجوع تمام مسلمانوں پر واجب ہے۔ اور یہیں سے یہ بھی ثابت ہے کہ شاہان وقت ہرگز ان اولی الامر کا مصداق نہیں ہو سکتے جن کی طاعت مثل طاعت رسول واجب ہے۔ اور کسی طرح ان شاہان دنیا کو خلفاء اللہ و اولیاء اللہ نہیں کہا جا سکتا اور یہ ائمہ خلق نہیں ہو سکتے۔ شاہان اسلام اور غیر اسلام اس حکومت دنیا میں مساوی ہوں۔ وہ دینی پیشوا کسی صورت سے نہیں کہلائے جا سکتے اور ان کی اطاعت مطلقہ نہیں ہو سکتی۔ ان کا اور مرتبہ ہے اور پیشوایان دین اور ہادیان دین اور خلفاء اللہ و حجج اللہ کا اور درجہ ہے ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک ع ایں زمیں را آسمان دیگر است۔ *

خلفاء خلافت منصوصہ الٰہیہ اسماء مبارکہ مقدسہ خلفاء خلافت سابقاً مذکور ہو چکے ہیں اور ثابت ہو چکا ہے کہ خلفاء خلافت الٰہیہ اہلبیت نبوت و رسالت ہی ہیں۔ یہاں فی الجملہ اور تعارف کراتے ہیں۔ سید علی ہمدانی عیانہ بن ربعی سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا

نے فرمایا "انا سید النبیین و علی سید الوصیین وان الاوصیاء بعدی اثنا عشر اولھم علی وآخرھم قائمھم المھدی علیہ السلام" یعنی میں سید انبیاء اور علیؑ سید اوصیاء ہے۔ اور کل اوصیا میرے بعد بارہ ہیں۔ اوّل ان کا علیؑ ہے اور آخر مھدیؑ اور اسی سے مروی ہے کہ آپؐ نے فرمایا "جو چاہتا ہے سفینہ نجات سے متعلق اور عروۃ الوثقیٰ اور حبل اللہ سے متمسک ہو فلیوال علیا و یعاد عدوہ ولیأتم بالائمۃ الھداۃ من ولدہ فانھم خلفائی واوصیائی وحجج اللہ علی خلقہ بعدی وسادۃ امتی وقادۃ الاتقیاء الی الجنۃ حزبھم حزبی وحزبی حزب اللہ وحزب اعدائھم حزب الشیطان" (مودۃ القربیٰ) پس چاہئے کہ وہ علی کو دوست رکھے اور اس کے دشمن سے دشمنی رکھے اور اس کی اولاد کے ائمہ ہدیٰ کی پیروی کرے کیونکہ وہ ہی میرے خلفاء اور میرے اوصیاء اور میرے بعد خلق خدا پر حجت خدا ہیں اور وہ ہی سرداران امت اور وہ ہی پرہیزگاروں کو جنت کی طرف بھیجنے والے ان کی جماعت میری جماعت ہے اور میری جماعت جماعتِ خدا اور ان کے دشمنوں کا گروہ گروہ شیطانی۔

علیؑ بن ابیطالب علیہ السلام

پس اوّل خلفاء اللہ و اوّل برج خلافت الٰہیہ و اوّل شہر دور فلک ہدایت وامامت وولایت ووصایت وامارت علی بن ابیطالبؑ ہیں۔ اور حصہ اوّل میں معیار خلافت بدرجہ اتم علی بن ابیطالب میں ثابت کر چکے ہیں۔ اور اس میں اس کی تشریح آچکی ہے۔ اور محققین اہل اسلام تماماً متفق ہیں کہ جملہ علوم وفنون اسلامیہ علی ہی کی طرف منتہی ہوتے ہیں۔ اور شیخ کمال الدین ابن محمد بن طلحہ الشافعی لکھتے ہیں "تمام علوم کے ثبوت کے لئے اس جناب کا کلام موجود شاہد بین ہے۔ اور دال ہے کہ وہ جناب تمام علوم وفنون پر احاطہ تامہ رکھتے تھے"۔ اور کتاب نہج البلاغہ اور تحف العقول وغیرہما اس کی مجسم دلیلیں۔ اور احمد بن حنبل۔ سید علیؒ ہمدانی۔ سلیمان قندوزی وغیرہ وغیرہ بکمال توضیح فرماتے ہیں کہ جسقدر احادیث نبوی فضائل ومناقب واوصاف وکمالات علیؑ بن ابی طالب میں مروی ہیں کسی کی شان میں نہیں ہیں۔ غرض جناب اعلم الناس واحلم الناس واشجع الناس واسخی الناس واعبد الناس وازہد الناس واشرفھم خلقاً واقدمھم ایماناً وافصحھم لساناً و اشدھم رأیاً واحفظھم لکتاب اللہ فلا یکون الخلیفۃ بعد رسول اللہ الا علیؑ بن ابیطالب

حسنؑ بن علیؑ و حسینؑ بن علیؑ

سلمان فارسی سے مروی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا جبکہ حسینؑ آپ کے زانو پر بیٹھے ہوئے تھے۔ "انت سید ابن السید وانت امام ابن الامام وانت الحجۃ ابن

الحجۃ ابو حجج تسعۃ من صلبک تاسعھم قائمھم" (مودۃ القربیٰ وینابیع المودہ مطالب السؤل رشفۃ الصادی کتاب المناقب مسند احمد بن حنبل) یعنی اے حسینؑ تو سردار ابن سردار امام ابن امام اور حجت ابن حجت خدا ہے اور نو حجج اللہ کا باپ ہے جو تیری پشت سے ہوں گے اور ان کا نواں قائم مہدیؑ امت ہے۔ اور محمد بن طلحۃ شافعی ابا بکر نقیع بن الحرث سے روایت کرتے ہیں کہ رسول خدا نے فرمایا درانحالیکہ حسنؑ ان کی گود میں تھے ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ ان یصلح بین فئتین عظیمتین" یعنی یہ میرا فرزند سردار امت ہے اور خدا اس کے ذریعہ سے سلمانوں کے دو بڑے فرقوں میں صلح کرائے گا یہی شیخین بخاری و مسلم نے بھی روایت کیا ہے اور نیز یہ بھی روایت کیا ہے کہ آنحضرت حسنؑ کو کندھے پر اٹھائے فرماتے تھے اللّٰھم انی احبہ فاحبہ" بار الٰہا میں اس کو دوست رکھتا ہوں تو بھی اس کو محبوب رکھ اور ابن عمر ان سے صاحب المودہ نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت نے فرمایا "ھما ریحانتای من الدنیا" یہ دونو حسنؑ و حسینؑ دنیا میں میرے ریحان ہیں۔ اور ترمذی نے نقل کیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا یہ دونو میرے اور میری بیٹی کے فرزند ہیں خداوندا میں ان کو دوست رکھتا ہوں تو بھی ان کو دوست رکھ اور ان کے دوست کو دوست رکھ۔ واتفقت الامۃ علی ان الرسول قال الحسن والحسین امامان قاما او قعدا" حسنؑ و حسینؑ دونو امام خلق ہیں خواہ یہ جہاد کریں اور مقابلہ کو اٹھیں خواہ نہ اٹھیں۔ اور احمد بن حنبل نے کتاب الفضائل اور مسند میں ترمذی نے جامع میں اور ابن ماجہ نے اپنی سنن میں۔ ابن بطہ نے کتاب الدیانۃ میں خطیب خوارزمی نے اپنی تاریخ میں اور موصلی نے مسند میں واعظ نے شرف المصطفےٰ سمعانی نے فضائل میں اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں انس بن مالکؓ۔ عمر بن الخطابؓ ابو سعید خدری حذیفہ ابن مسعودؓ جابرؓ بن عبداللہ الانصاری ابو عبداللہ عبدالدین عمر ام سلمہؓ مسلم بن یسار۔ وغیرہم سے روایت کی ہے کہ رسول خدا نے فرمایا "الحسن والحسین سیدا شباب اھل الجنۃ" حسنؑ اور حسینؑ سید شباب اہل جنت ہیں اور بعض روایت میں یہ زیادہ ہے "وابوھما افضل منھما" اور ان کے والد ان دونوں سے افضل ہیں (بلحاظ ابوت و بنوت) اور صاحب مطالب السؤل لکھتے ہیں کہ حسنؑ بن علی تمام اہل زمانہ سے عالم تر تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص مسجد رسولؐ میں حاضر ہوا ایک شخص کو دیکھا جو حدیث رسولؐ بیان کر رہا تھا دریافت کیا شاہد کون ہے؟ اور مشہود کون ہے؟ کہا شاہد روز جمعہ ہے اور مشہود روز عرفہ۔ پھر ایک دوسرے شخص سے یہی سوال کیا اس نے کہا شاہد روز جمعہ مشہود روز عرفہ۔ پھر اس نے ایک اور صاحب زادے سے یہی سوال ہے۔ فرمایا۔ شاہد پیغمبر خدا ہیں اور مشہود روز قیامت کیا تو نے نہیں سنا کہ خدا فرماتا ہے "یا ایھا النبی انا ارسلناک شاھدا ومبشرا ونذیرا۔ اور فرماتا ہے" ذلک یوم مجموع لہ الناس وذلک یوم مشھود۔ لکھتے ہیں پہلا جواب دینے والا

عبداللہ بن عباسؓ تھا دوسرا عبداللہ بن عمر تیسرا حسنؑ بن علیؑ اس سے یہ ثابت ہے قرآن کا علم انہی حضرات کے پاس تھا اور اہلبیتؑ نبوت و رسالت کے سوا اور کوئی تمام قرآن کا علم نہ رکھتا تھا۔ اور کیونکر ہو سکتا ہے کہ جو طفلی میں لوح محفوظ کا مطالعہ کرے وہ علم قرآن سے بے خبر ہو نہیں جو شخص صورت عرش علم الٰہی ہو جسکی صفت "فِیۡہِ تِمۡثَالُ کُلِّ شَیۡئٍ" ہر ایک شے کی مثال اس میں موجود ہے اور ہر ایک شے کی حقیقت اصلیہ باطنیہ کا ظرف ہے وہ کیوں ان تمام حقائق پر احاطہ نہ رکھتا ہوگا۔ سچ ہے "کُلَّ شَیۡئٍ اَحۡصَیۡنَاہُ فِیۡ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ" وجود امام مبین میں ہر ایک شے کی حقیقت باطنیہ اصلیہ مضبوطاً و محفوظاً موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے لئے خوردی و بزرگی مساوی ہے۔ بلکہ شکم مادر سے علم لیکر آتے ہیں۔ نہیں علم ان کی حقیقت نورانیہ ہے۔ یا ان کی حقیقت روحانیہ نورانیہ مثل محمد مصطفےٰ الحقیقت علمیہ ہے۔ اور اسی واسطے رسولؐ ان کو اپنے ساتھ ملاتے ہیں اور شمار کرتے ہیں اور فرماتے ہیں انکا علم میرا علم ہے اور میرا علم انکا علم۔ وارث علوم نبوی یہی ہیں۔ محمد بن اسحٰق روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ابوسفیان نے رسولؐ خدا سے ایک سفارش چاہی اور علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اسوقت حسنؑ بن علیؑ علیہما السلام جن کا سن چودہ ماہ کا تھا۔ اپنی والدہ کے پاس کھیل رہے تھے جو پس پردہ تشریف رکھتی تھیں ابوسفیان نے عرض کیا اے دختر رسولؐ اس بچے سے کہئے کہ اپنے نانا سے میری سفارش کردیں امام حسنؑ ابوسفیان کی طرف متوجہ ہوئے اور ایک ہاتھ اس کی ناک پر اور ایک اس کی داڑھی پر رکھکر فرمانے لگے "ابوسفیان لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ کہو میں تیری شفاعت کرونگا۔ حضرت علیؑ یہ کلام سنکر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا الحمد للّٰہ کہ اس نے ذریت محمدؐ میں ایسے بچے پیدا کئے ہیں جو یحییٰ بن زکریا کی مثل و نظیر ہیں" کہ ان کو صغر سنی ہی میں تبلیغ و اظہار نبوت پر مامور فرمایا تھا اسی طرح یہ بچہ بھی اس وقت حجت خدا و امام خلق ہے (اگرچہ امام صامت ہے) اور ابو السعادات کتاب الفضائل میں نقل کرتے ہیں کہ حسنؑ بن علیؑ جب سات سال کے تھے تو مجلس رسولؐ میں حاضر ہوتے تھے اور وحی سنتے تھے اور اس کو حفظ کر لیتے تھے اور جو کچھ حفظ و ضبط کرتے اپنی والدہ گرامی کو آکر سنا دیتے تھے کیونکر ممکن ہے کہ اپنے پدر بزرگوار کے بعد یہ خلیفہ خدا نہوں اور حجت خدا قرار نہ پائیں۔ تواریخ میں مرقوم ہے کہ جس وقت علیؑ بن ابیطالبؑ نے تیئسویں ماہ رمضان کو انتقال فرمایا تو آپ صبح کو مسجد میں تشریف لائے اور خطبہ پڑھا اور فرمایا آج اس امیر المومنین نے وفات پائی جس سے نہ پہلے سبقت لے سکے اور نہ آخرین اس سے ملحق ہو سکے اور اس کے درجے کو پہنچ سکے۔ وہ رسول اللّٰہؐ کے ساتھ جہاد کرتے تھے اور اپنے نفس سے ان کو بچاتے تھے۔ اور رسول خدا ان کو رایت اسلام دیکر جہاد کو بھیجتے تھے تو جبرئیل داہنی طرف ہوتے تھے اور میکائیل بائیں طرف اور جب تک خدا ان کے ہاتھ پر فتح نہ دے واپس نہ آتے تھے۔ اور وہ انھوں نے اس

شب میں انتقال کیا جس میں عیسیٰ بن مریم اوپر اٹھائے گئے۔ اور یوشع بن نون نے وفات پائی اور آپ نے سات سو درہم کے سوا جوان کی داد و دہش سے بچ رہے تھے اور کوئی نقدی نہیں چھوڑی پھر آپ رونے لگے اور تمام لوگ بھی رونے لگے۔ پھر فرمایا میں فرزند بشیر و نذیر و داعی حق و سراج منیر ہوں اور میں فرزند ہوں ان کا جن سے خدا نے ہر ایک رجس کو دور کر دیا ہے اور میں ان اہل بیت سے ہوں جن کی مودت خدا نے اپنی کتاب میں فرض کی ہے اور فرمایا ہے کہ کہدو اے پیغمبر کہ میں اس پر کوئی اجر نہیں چاہتا مگر میرے ذوی القربیٰ سے مودت رکھو اور جو اس حسنہ کا مرتکب ہو ہم اس کی نیکی اور بڑھا دینگے۔ بس یہ حسنہ ہم اہل بیت کی مودت ہے۔ پھر بیٹھ گئے اور ابن عباس کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا لوگو یہ تمھارے نبی کے فرزند اور تمھارے امام کے فرزند ہیں ان سے بیعت کرو سب نے ان سے بیعت کی۔ غرض جو کچھ امامت و خلافت علیؑ ابن ابیطالب پر دال ہے وہ خلافت و امامت حسنینؑ اور امامت اولاد حسنینؑ پر دال ہے وَالْحُکْمُ فِي الْفَضْلِ سَوَاءٌ۔"

علیؑ بن الحسینؑ اوپر مبرہن و محقق ہو چکا ہے کہ سلسلہ وصایت خلافت الٰہیہ برابر انبیاء و ذریت انبیاء میں جاری رہا ہے اور اسی طرح آنحضرتؐ نے اپنے کل اوصیاء کی بابت وصیت فرمائی (کما مرذکرہ) اور بعد ازاں ہر ایک وصی اپنے مابعد کے وصی اور امام خلق کی بابت وصیت کرتا آیا ہے چنانچہ حضرت علی علیہ السلام کی بابت وصیت کی اور امام حسینؑ نے اپنے فرزند علیؑ بن الحسینؑ زین العابدین کی بابت وعلی ھذا القیاس۔ چنانچہ تواریخ شاہد ہیں کہ جس وقت حسینؑ عراق کو روانہ ہوئے تو کتب و تبرکات انبیاء اور وصیت حضرت ام سلمہؓ کو سپرد کر دیں اور جب بعد قتل حسینؑ حضرت زین العابدینؑ و سید الساجدین بیبیوں کو لئے ہوئے قافلہ کے ساتھ مدینہ نبوی میں واپس آئے تو وہ وصایا حضرت ام سلمہؓ نے ان کو سپرد کیں اور وصایا خود آنحضرتؐ سے بلا واسطہ کی گئیں اور وراثت باطنیہ ان کو امام حسینؑ سے پہنچی۔ اور بعض وصایائے ظاہریہ زبانی جناب فاطمہؑ صغریٰ و زینب خاتون حضرتؑ کو پہنچی اور بعد حسینؑ امام خلق قرار پائے اور جابر سے بسلسلہ روات ثقات مروی ہے کہ اس نے کہا میں نے امیر المومنین علیؑ بن ابیطالبؑ سے دریافت کیا کہ اے امیر المومنین آپ کی امامت کی کیا دلیل ہے آپ نے فرمایا مجھے یہ سنگریزے اٹھا دے ان کو حضرتؐ نے دست مبارک سے مل کر مثل آٹے کے کر دیا اور خمیر کر کے اس پر مہر کر دی اور فرمایا جو شخص دعوئے امامت کرے اس سے یہی معجزہ ظہور میں آسکتا ہے اور وہ ایسا کرنے پر قادر ہوگا تو تو سمجھ لینا کہ وہ امام مفترض الطاعۃ ہے۔" وَالْاِمَامُ لَا یَعْزُبُ عَنْہُ شَیْءٌ یُرِیْدُہٗ "امام وہ ہے کہ اس سے کوئی ایسی چیز پوشیدہ و غائب و دور نہیں ہو سکتی جس کو وہ چاہے پھر میں چلی آئی۔ یہانتک کہ اس جناب نے

وفات پائی اور میں حاضر خدمت امام حسنؑ ہوئی اور اپنے باپ کی مسند پر بیٹھے ہوئے تھے اور لوگ سوال کر رہے تھے۔ آپ نے خود مجھ سے فرمایا۔ اسے حبابہ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا جو تیرے پاس ہے لا۔ میں نے سنگریزے دیدئے آپ نے وہی کیا جو علیؑ نے کیا تھا۔ پھر میں حسینؑ کے پاس آئی وہ اور وہ مسجد نبوی میں تھے آپ نے مجھ سے فرمایا کیا تو علامت امامت چاہتی ہے میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا جو تیرے پاس ہے دے۔ میں نے سنگریزے دئے اور انھوں نے ویسے ہی مہر کردی پھر میں علیؑ بن الحسینؑ زین العابدین کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس وقت میرا سن ایک سو تینتیس [۱۳۳] سال کا تھا۔ پس میں نے ان کو مشغول عبادت رکوع و سجود میں دیکھا اور میں دلالت امامت سے مایوس ہو گئی آپؑ نے انگلی سے اشارہ کیا **فوراً میری جوانی لوٹ آئی**۔ پھر مجھ سے فرمایا۔ لا جو تیرے پاس ہے میں نے سنگریزے دئے آپ نے اسی طرح سے مہر کردی پھر میں محمدؑ بن علیؑ بن الحسینؑ کے پاس پہنچی انھوں نے بھی ایسا ہی کیا۔ میں جعفر بن محمدؑ بن علی کی خدمت میں حاضر ہوئی انھوں نے بھی ایسا ہی کیا بعد ازاں موسی بن جعفرؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی انھوں نے بھی ایسا ہی کیا پھر میں علی بن موسی الرضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس جناب نے بھی ایسا ہی کیا"۔ بعد اس کے حبابہؓ نو ماہ زندہ رہی (کما نقلہ عبداللہ بن ھشام) مورخین نے نقل کیا ہے کہ امام زین العابدینؑ مکہ معظمہ میں تھے کہ امامت کی بابت محمدؑ بن الحنیفہ سے گفتگو ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ حجر اسود سے سوال کرو۔ انھوں نے سوال کیا جواب نہ ملا۔ آپ نے فرمایا اے محمدؑ اگر تم امام ہوتے تو حجر اسود بحکم خدا تکلم کرتا۔ پھر آپ نے اس سے خطاب کیا اور فرمایا میں تجھ کو قسم دیتا ہوں ان کی جس نے تجھ میں میثاق الانبیاء و اوصیاء کو ودیعت کیا ہے تو صاف زبان عربی میں جواب دے کہ بعد حسینؑ امام اور وصی کون ہے؟ پس حجر اسود نے حرکت کی۔ قریب تھا کہ اپنی جگہ سے ہٹ جائے پھر اللہ نے اس کو فصیح زبان عربی میں گویا کیا۔ اور اس سے آواز آئی۔ "اَللّٰھُمَّ اِنَّ الْوَصِیَّۃَ وَالْاِمَامَۃَ بَعْدَ حُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ اِلٰی عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ"۔ ونعم ماقال الفرزدق ؎

ھٰذَا الَّذِیْ تَعْرِفُ الْبَطْحَاءُ وَطْأَتَہٗ ۔۔۔ وَالْبَیْتُ یَعْرِفُہٗ وَالْحِلُّ وَالْحَرَمُ

یہی وہ بزرگوار ہیں جن کے نشان قدم کو زمین مکہ پہچانتی ہے۔ اور حل وحرم جانتے ہیں۔

ھٰذَا ابْنُ خَیْرِ عِبَادِ اللّٰہِ کُلِّھِمُ ۔۔۔ ھٰذَا التَّقِیُّ النَّقِیُّ الطَّاھِرُ الْعَلَمُ

یہی بہترین بندگان خدا کا فرزند ہے یہ تقی و نقی وطاہر و نشان ہدایت ہے۔

مِنْ مَعْشَرٍ حُبُّھُمْ دِیْنٌ وَبُغْضُھُمُ ۔۔۔ کُفْرٌ وَقُرْبُھُمْ مَنْجیً وَمُعْتَصَمُ

یہ اس جماعت سے ہیں جن کی محبت عین دین ہے اور جن کی دشمنی کفر اور جن کا قرب نجات

دلانے والا اور آتش جہنم سے بچانے والا۔

مُقَدَّمٌ بَعْدَ ذِكْرِ اللّٰهِ ذِكْرُهُمْ فِي كُلِّ حَمْدٍ وَمَخْتُومٌ بِهِ الْكَلِمُ

ہر ایک ابتداء میں بعد ذکر خدا انہی کا ذکر مقدم ہے اور انہی کے نام پر کلام کا خاتمہ ہوتا ہے۔

کیوں ایسے نہوں مرکز انوار عالم امکان ہیں اور مطاع خلق کس طرح ہر ایک شئے ان کی اطاعت نکرے۔ کیا نہیں سنا کہ حسینؑ بن علیؑ ایک مریض کی عیادت کو تشریف لے گئے تو دیکھتے ہی بخار رفع ہو گیا اور آپ نے فرمایا "مَا مِنْ شَيْءٍ اِلَّا وَ اَمَرَهَا اللّٰهُ اَنْ تُطِيعَنَا" کوئی شئے نہیں ہے مگر یہ کہ اللہ نے حکم دیا ہے کہ وہ ہماری اطاعت کرے۔ یہ ہیں ان کی خلافت و امامت و وصایت و ولایت و امارت و سیادت کی دلائل وجوہ یہ جو ان سے کبھی جدا نہیں ہوسکتی ہیں اور دلیل صداقت و حقانیت یہی ہیں نہ عوام الناس کا اجماع بشرطیکہ فرض کیا جائے۔ فافہم ولا تغفل۔ قال صاحب مطالب السؤل هذا زين العابدين وقدوة الزاهدين وسيد الثقلين وامام المومنين" ولا ريب انه خليفة رب العالمين ۔

محمد بن علی بن الحسین هو باقر علم الاولين والآخرين۔ کاشف علوم اولین و آخرین آپ ہیں۔ وفی مطالب السؤل عن ابی الزبیر محمد بن اسلم المکی۔ وہ کہتا ہے کہ ہم جابر بن عبداللہ الانصاری صحابی رسولؐ کی خدمت میں تھے کہ علی ابن الحسینؑ آئے اور ان کے ساتھ ان کے فرزند محمد ابن علی تھے۔ اور وہ بچے ہی تھے۔ علی بن الحسینؑ نے ان سے کہا اپنے چچا کے سر کو بوسہ دو۔ محمد بن علیؑ جابر کے پاس آئے اور ان کے سر کو بوسہ دیا۔ جابر کی اس وقت آنکھیں جا چکی تھیں، پوچھا یہ کون ہے۔ کہا یہ محمدؑ بن علیؑ ہے۔ جابر نے گلے سے لگالیا اور فرمایا محمدؐ۔ محمد رسول اللہ يقرؤك السّلام۔ ای محمدؑ بن علیؑ۔ محمد رسول اللہ آپ کو سلام کہتے تھے۔ کہا اے جابر یہ کیونکر ہے۔ عرض کیا میں ایک مرتبہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھا اور حسینؑ ان کی گود میں تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اے جابر میرے اس فرزند کے ایک بیٹا ہوگا جس کا نام علیؑ ہوگا۔ جب روز قیامت ہوگا تو منادی ندا کریگا سید العابدین کھڑا ہو جائے تو علیؑ بن الحسینؑ کھڑا ہوگا۔ اور اس کے ایک فرزند محمدؑ بن علیؑ ہوگا۔ اے جابر تو اسے دیکھے تو میرا سلام پہنچا دینا۔ اور اس کے دیکھنے کے بعد تھوڑے دنوں زندہ رہے گا۔ اور دوسری روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ علیؑ بن الحسینؑ کے ایک فرزند پیدا ہوگا جس کا نام محمدؑ ہوگا يبقر علم الدين۔ اور وہی علم دین کا بیج عالم میں بوئیگا پس اس کو میرا سلام پہنچا دینا۔ ولذا قال عليه السلام۔ ولد فی رسول اللّٰہ دانا اعلم علم ما كان وما يكون الى يوم القيامة۔ جناب محمد کو رسول

اللہ نگر انجالیکہ میں جانتا تھا علم گذشتہ و آئندہ تا روز قیامت۔ اور ہشام ابن عبد الملک کے دربار میں فرماتے ہیں ہم ہی وہ ہیں جن کی بدولت تمھارے آباؤ اجداد کو خدا نے ہدایت کی اور ہمارے ہی طفیل پر تمھاری نسلوں کا خاتمہ ہوگا۔ وقال محمد بن طلحة الشافعی۔ ھُوباقر العلم وجامعہ وشاھر علمہ ورافعہ حقاً قلبہ وزکا عملہ وطھرت نفسہ وشرفت اخلاقہ وعمرت بطاعۃ اللہ اوقاتہ۔

جعفر بن محمد | دھو الصادق المصدق الصدیق۔ شیخ محی الدین العربی اپنی کتاب الدر المکنون والجوہر المصون میں فرماتے ہیں۔ ثم الامام جعفر الصادق ورث من ابیہ وھو الذی غاص فی اعماق اغوارہ واستخرج دُرّہ من اصداف اسرارہ وحل معاقد رموزہ وفک طلاسم کنوزہ وصنف الخافیۃ فی علم الجفر۔ یعنی محمد بن علی ن الباقر سے امام جعفر الصادق وارث علوم و اسرار علم الحروف وغیرہ ہوئے۔ اور وہ ہی وہ بزرگوار ہیں جنھوں نے ان علوم کی گہرائیوں میں غوطہ لگایا۔ اور صدف اسرار سے ان کے در آبدار نکالے اور ان کے رموز کو حل کیا۔ اور ان کے سدود و قلعوں کا قفل توڑا اور علم جفر میں خافیۃ الجفر تصنیف کیا اور آپ نے فرمایا ہے ہمارے پاس علم گذشتہ و آئندہ و مذکور و مکتوب ہے اور ہمارے کانوں میں نقر اور دل میں القاء ہوتا ہے اور ہمارے ہی پاس اسرار غیب کی کنجیاں ہیں۔ اور ہمارے پاس جفر ابیض وجفر احمر اور جفر اکبر و جفر اصغر ہے۔ اور صاحب المطالب لکھتے ہیں العلوم التی تقصر الافہام عن الاحاطۃ بحکمھا تضاف الیہ وتروی عنہ۔ یعنی وہ علوم جن کی حکمتوں کے احصار و احاطہ سے عقول انسانی عاجز و قاصر ہیں وہ اسی جناب کی طرف مضاف و منسوب اور انہی کی طرف منتہی اور انہی سے مروی ہے۔ وقال ھو من عظماء اھل البیت وسادا تھم ذو علوم جمۃ وعبادۃ موفرۃ واوراد متواصلۃ وزھادۃ بینۃ وتلاوۃ کثیرۃ۔ والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولٰئک ھم المتقون۔

موسیٰ بن جعفر الکاظم | صاحب فصل الخطاب فرماتے ہیں۔ قال الرشید للمامون یا بنی ھذا وارث علم النبیین ھذا موسیٰ بن جعفر ان اردت العلم الصحیح تجدہ عندہ۔ اے بیٹے یہ وارث علوم انبیاء ہے۔ یہ موسیٰ بن جعفر ہے اگر تو علم صحیح کا طالب ہو تو اس کے پاس پائیگا مامون کہتا ہے کہ اس وقت سے ان کی محبت میرے دل میں جاگزیں ہوگئی ابو بصیر سے روی ہے کہ میں نے موسیٰ بن جعفر سے عرض کیا کہ امام کس طرح پہچانا جاتا ہے آپ نے فرمایا اول تو اس کو اس کے باپ کا وصیت پہنچے (وراثت علمیہ) دوم اس کی نص ہو سوم جو سوال کیا جائے

اس کا جواب دیدے اور نہ پوچھیں تو خود ابتدا کرے اور آئندہ کی باتیں بتلادے اور لوگوں سے ہر ایک زبان میں کلام کرے۔ ابو حنیفہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ کچھ دریافت کرنے کے لئے جعفر بن محمدؑ الصادق کی خدمت میں گیا۔ اندر سے واپس آیا تو دروازے پر ان کے بچے کو دیکھا اور چند سوال کئے منجملہ ان کے ایک یہ کیا "مِمَّنِ الْمَعْصِیَة" گناہ کس کی طرف سے ہے۔ خدا کی یا بندے کی فرمایا بیٹھ جا میں بیٹھ گیا تو فرمایا۔ اگر خدا کی طرف سے ہو تو ذات عادل و منصف اس سے بزرگ و برتر ہے کہ اپنے بندے پر اپنے کئے کے عوض عذاب کرے اور یہ ظلم صریح ہے۔ اور اگر دونوں طرف سے ہے تو وہ ذات قوی ہے اور قوی زیادہ سزاوار ہے اس بات کا کہ اپنے ضعیف بندے کے ساتھ انصاف کرے اور اس پر عذاب نہ کرے۔ اور اگر محض بندے کی طرف سے ہے تو بیشک اسی پر حکم واقع ہوتا ہے اور اس کی طرف ہی متوجہ ہے۔ اور وہی شخص مستحق ثواب و عذاب ہے۔ اور اسی وجہ سے جنت و دوزخ واجب۔ میں نے اس بچے سے یہ سنا تو کہا "ذُرِّیَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ"۔ یہ ذریت انبیاء ایک دوسرے سے یکساں تعلق رکھتے اور وارث یکدیگر ہیں۔ قَالَ صَاحِبُ الْمَطَالِب هُوَ الْاِمَامُ الْکَبِیْرُ ذُوالْقَدْرِ الْعَظِیْمِ ذُوالشَّانِ الْکَبِیْرِ۔"

علیؑ بن موسیٰ الرضاؑ فاضل کامل محمد خواجہ پارسا بخاری فصل الخطاب میں فرماتے ہیں علی بن موسیٰ الرضاؑ کی مادر گرامی نے جو عقل و دین میں اپنے زمانے کی تمام عورتوں سے افضل تھیں، بیان کیا ہے کہ جب علی بن موسیٰ الرضاؑ سے حاملہ ہوئی تو مجھے حمل کا ذرا بھی معلوم ہوا اور اپنے اندر سے تسبیح و تہلیل و تقدیس کی آواز سنتی تھی۔ وہ پیدا ہوئے تو ہاتھ زمین پر ٹیک دئے اور سر آسمان کی طرف اٹھایا اور کچھ کہا اور لب ہلائے گویا کہ اپنے پروردگار سے باتیں کر رہے تھے۔ اور حضرت کاظمؑ فرماتے ہیں کہ میں رسول خدا اور علی مرتضےٰؑ کو خواب میں دیکھا فرما رہے ہیں "یَا مُوسیٰ اِبْنُكَ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللهِ عَزَّوَجَلَّ وَیَنْطِقُ بِالْحِکْمَةِ وَیُصِیْبُ وَلَا یُخْطِیٔ یَعْلَمُ وَلَا یَجْهَلُ وَقَدْ مُلِئَ عِلْمًا وَحِلْمًا"۔ اے موسیٰ بن جعفر تیرا فرزند نور خدا سے دیکھتا ہے اور حکمت کے ساتھ کلام کرتا ہے۔ اور ہر ایک امر میں ٹھیک رائے دیتا ہے اور ہرگز خطا نہیں کرتا۔ اور وہ عالم ہے اور کسی چیز سے جاہل نہیں ہے۔ اور وہ علم و حکمت سے پر ہے۔" یہی صفات امام ہیں اور جناب رسالت مآبؐ و ولایت مآبؑ نے اس میں یہ اشارہ فرمایا ہے کہ تیری اولاد میں امام یہ ہے۔" قَالَ صَاحِبُ الْمَطَالِب هٰذَا ثَالِثُ عَلِیَّیْنِ نَمَا اِیْمَانُهٗ وَعَلَا شَانُهٗ وَارْتَفَعَ مَکَانُهٗ وَاتَّسَعَ اِمْکَانُهٗ وَکَثُرَ اَعْوَانُهٗ وَظَهَرَ بُرْهَانُهٗ۔"

محمدؑ بن علیؑ النقیؑ ۹ صفوان بن یحییٰ بیان کرتے ہیں کہ میں علی بن موسیٰ الرضاؑ کی خدمت میں عرض

گیا کہ قبل اس کے کہ آپ کا فرزند ابوجعفر محمد بن علیؑ پیدا ہو ہم آپ سے سوال کیا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ عنقریب میرے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ اب آپ کو خدا نے فرزند دے دیا اور ہماری آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ خدا آپ کو سلامت رکھے۔ خدانخواستہ اگر ہونیوالی بات ہو جائے تو ہم کس کی طرف رجوع کریں۔ تو آپ نے اپنے فرزند ابوجعفر محمد التقی کی طرف اشارہ کیا اور وہ سامنے کھڑے ہوئے تھے۔ عرض کیا میں آپ پر فدا ہوں یہ تو سہ سالہ بچے ہیں۔" قال وَمَا یَضُرُّہٗ مِنْ ذٰلِکَ وَقَدْ قَامَ عِیْسٰی بِالْحُجَّۃِ وَھُوَ ابْنُ اَقَلَّ مِنْ ثَلٰثِ سِنِیْنَ۔" یعنی یہ بات اس کے لئے کیا ضرر پہنچا سکتی ہے درانحالیکہ حضرت عیسٰیؑ اس وقت حجت قرار پائے جبکہ وہ تین سال کے بھی نہ تھے نبی اور امام کے لئے چھوٹا اور بڑا ہونا کچھ مضر نہیں ہے۔ النبی نبیٌّ ولو کان صبیاً والامام امام ولو کان غلاماً۔ پھر ایک موقع پر ذکر امامت فرماتے ہوئے کہا یہ ابوجعفر محمد التقی ہے میں اس کو اپنی جگہ بٹھاتا ہوں اور مسند نشین کرتا ہوں۔ انا اھل البیت یتوارثون اصاغرنا اکابرنا القذۃ بالقذۃ۔ یعنی ہم اہل بیت کے چھوٹے بڑے جملہ فضائل و کمالات کے وارث ہوتے ہیں اور کچھ فرق نہیں ہوتا۔ آپ نے اس سن میں یعنی تیسرے سال میں جبکہ کل دو سال ایک ماہ کے تھے اپنی امامت اور اپنے پدر بزرگوار کے قول کی تصدیق فرمائی ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ قیافہ والوں نے آپ کے فرزند رضاؑ ہونے میں کچھ شبہ سا کیا تو آپ نے اسی وقت خطبہ پڑھا اور فرمایا" اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ خَلَقَنَا مِنْ نُوْرِہٖ وَاصْطَفَانَا مِنْ بَرِیَّتِہٖ وَجَعَلَنَا اُمَنَاءَ عَلٰی خَلْقِہٖ وَوَحْیِہٖ مَعَاشِرَ النَّاسِ اَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَلِیِّ الرِّضَا بْنِ مُوْسَی الْکَاظِمِ بْنِ جَعْفَرِ نِ الصَّادِقِ بْنِ مُحَمَّدِ نِ الْبَاقِرِ بْنِ عَلِیٍّ سَیِّدِ السَّاجِدِیْنَ بْنِ الْحُسَیْنِ الشَّھِیْدِ بْنِ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْطَالِبٍ وَابْنُ فَاطِمَۃَ الزَّھْرَاءِ وَابْنُ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی صَلَوٰتُ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْنَ مِثْلِیْ یُشَکُّ وَعَلَی اللّٰہِ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی وَعَلٰی جَدِّیْ یُفْتَرٰی وَاُعْرَضُ عَلَی الْقَافَۃِ اِنِّیْ وَاللّٰہِ لَاَعْلَمُ مَا فِیْ سَرَائِرِھِمْ وَخَوَاطِرِھِمْ وَاِنِّیْ وَاللّٰہِ لَاَعْلَمُ النَّاسِ اَجْمَعِیْنَ مَا ھُمْ اِلَیْہِ صَائِرُوْنَ اَقُوْلُ حَقًّا وَاُظْھِرُ صِدْقًا قَدْ نَبَّأَنَا اللّٰہُ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی قَبْلَ الْخَلْقِ اَجْمَعِیْنَ وَبَعْدَ بِنَاءِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرَضِیْنَ وَاَیْمُ اللّٰہِ لَوْلَا تَظَاھُرُ الْبَاطِلِ عَلَیْنَا وَغَوَائِلُ اُمَّۃِ الْکُفْرِ وَتَوَثُّبُ اَھْلِ الشِّرْکِ وَالشَّکِّ وَالنِّفَاقِ عَلَیْنَا لَقُلْتُ قَوْلًا یَعْجَبُ مِنْہُ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ۔" یعنی فرماتے ہیں کہ تمام محامد اسی خدا کے لئے شایاں ہیں جس نے ہم کو اپنے نور سے خلق کیا اور اپنی مخلوق سے ہم کو چنا اور برگزیدہ کیا ہے اور ہم کو اپنی مخلوق پر اور اپنی وحی پر امین بنایا ہے۔ معاشر الناس میں محمد بن علی الرضا بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق بن محمد الباقر بن علی بن الحسین بن علی بن ابیطالب ہوں اور میں فرزند رسولؐ و دلبند

بتولؑ ہوں۔ کیا مجھ جیسے میں شک کیا جاتا ہے اور خداوند تبارک وتعالیٰ اور میرے جد رسولؐ خدا پر افترا باندھا جاتا ہے۔ خدا کی قسم بالتحقیق میں تمھارے باطن اور دلوں کا حال جانتا ہوں اور واللہ میں تمام لوگوں سے زیادہ عالم ہوں اور میں جانتا ہوں جو کچھ وہ ہوں گے اور جو انکا انجام ہوگا میں بالکل حق کہتا ہوں اور سچ کا اظہار کر رہا ہوں ہم کو خدا نے پڑھایا ہے اور ہم کو ان امور کی قبل خلقت مخلوقات وبعد بناء زمین و آسمان خبر دی ہے۔ خدا کی قسم اگر باطل کے غلبہ اور ملت کفر کے فتنے اور مشرکین ومشککین ومنافقین وناقسین کے حملوں کا خوف نہوتا تو آج وہ باتیں بیان کرتا جن سے پہلے اور پچھلے سب تعجب کرتے۔ یہ فرماکر اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا اور فرمایا۔ یا محمد اصمت کما صمت اٰباءُکَ وَاصبر کما صبر اُولوا العزم من الرُّسُل ولا تستعجل لھم کانّھم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الاّ ساعة من نھار بلاغ فھل یھلک الاّ القوم الفاسقون۔ اے محمد خاموش رہو جس طرح تیرے آباء واجداد خاموش رہے اور صبر کر جیسا کہ انبیاء اولوالعزم نے صبر کیا اور ان کے لئے جلد طلب عذاب مت کر گویا کہ وہ دن قریب ہے کہ وہ اپنے عذاب دیکھینگے تو معلوم ہوگا کہ وہ دنیا میں بہت رہے ہیں تو گھڑی پہر دن تک اور کیا سوائے فاسقین کے اور کوئی ہلاک ہوسکتا ہے صدقت بابی انت وامی واھلی ومالی واسرتی۔ بیشک شان امامت وشناخت امامت یہی ہے حیف صد حیف کہ زمانہ کے ظلم وستم نے ان اہلبیتؑ کی زبانیں بھی نہ کھلنے دیں۔ قال صاحب المطالب ھو ان کان صغیر السن فھو کبیر القدر رفیع الذکر۔

علیؑ بن محمد النقیؑ | **اسمٰعیل بن مہران** بیان کرتے ہیں کہ جب پہلی مرتبہ امام محمد النقیؑ کو مدینہ سے بغداد بحکم عباسی بادشاہ وقت بلایا گیا تو میں حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا کہ مجھ کو آپ کی بابت خوف ہے کہ کہیں وہ قتل کرا دے۔ پس آپ کے بعد امام کون ہے؟ فرمایا اس مرتبہ یہ خوف نہیں۔ پھر دربار میں جب معتصم نے بلایا تو میں نے پھر عرض کیا۔ آپ تو اب جانے والے ہیں۔ کہئے امر امامت بعد آپ کے کس کی طرف رجوع کرے گا۔ آپ رونے لگے اور فرمایا اس مرتبہ مجھے خوف قتل ہے اور امر امامت میرے بعد میرے فرزند علی النقی کی طرف ہے۔ وہی حجت خدا ہے۔

ابو ہاشم جعفری بیان کرتے ہیں کہ میں امام علی النقی کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھ سے ہندی میں کلام کیا میں شرمایا۔ آپ کے پاس رکوہ (ڈول) دھرا ہوا تھا اور اس میں سنگریزے تھے۔ ایک کنکر اس میں سے اٹھالی اور اس کو دہن مبارک میں رکھ لیا اور دیر تک چوسا۔ پھر اس کو میری طرف پھینک دیا۔ میں نے اس کو اپنے منہ میں رکھ لیا خدا کی قسم میں ابھی وہاں سے اٹھا بھی

نہ تھا کہ میں تہتّر زبانوں میں کلام کرسکتا جن میں پہلی ہندی زبان تھی"۔ سبحان اللہ کیوں نہو لسان اللہ الناطق ہیں وہ تم کھکا مردہ زندہ کردیتے اور جمادات کو بلادیتے ہیں ایک انسان کے لئے زبانوں کا سکھادینا کیا مشکل ہے۔ بجملہ علامتِ امام ایک تمام زبانوں میں کلام کرنا ہے جیساکہ اوپر گذرا +

الحسنؑ العسکری بن علی النقی | علی بن محمد النوفلی فرماتے ہیں کہ علی بن محمد کے ساتھ ان کے صحن خانہ میں تھا کہ ہمارے پاس سے حسنؑ ان کے فرزند گذرے۔ میں نے عرض کیا میں آپکے فدا ہوں کیا یہ آپ کے بعد ہمارے امام ہیں۔ فرمایا ہاں تمھارا امام میرے بعد میرا فرزند الحسن (العسکری) ہے۔ کمال الدین رحمہ اللہ مطالب السئول میں فرماتے ہیں امام الحسن العسکریؑ کے واسطے یہی فضیلت وشرافت کافی ہے کہ خدا نے ان کی اولاد میں امام محمد المہدی آخر الزمانؑ کو پیدا کیا اور ان کے سوا ان کا اور کوئی فرزند نہ تھا یہی صاحب فصل الخطاب بھی لکھتے ہیں (والتفصیل فی مقامہ)

محمد بن الحسن المہدیؑ | محمد خواجہ پارسا لکھتے ہیں امام حسن العسکری علیہ السلام نے سوائے ابو القاسم محمد المنتظر جن کو قائم اور حجت اور صاحب الزمان کہتے ہیں اور کوئی فرزند نہیں چھوڑا فضائل مہدی است علیہ السلام تو شمہ ولا تحصی ہیں اور تمام محققین اسلام متفق ہیں کہ آپ خلق وخلق میں اور اسم وکنیت میں متشابہ ومساوی رسول ہیں۔ اسی جناب سے نور محمدیؐ کا کامل ظہور ہوگا۔ اور تمام اقطار واطراف عالم میں ایک دین محمدی ہوگا اور اسی جناب کی صفت ہے کہ وہ زمین کو بعد ظلم وجور عدل وداد سے بھر دیں گے۔ ولادت ۱۵ شعبان ۲۵۵ھ ہے۔ جیساکہ اکثر علماء محققین نے تحقیق کیا ہے۔ (تفصیل الصراط السوی فی احوال المہدی میں دیکھنی چاہیئے۔)

یہ وہ خلفاء خلافت الٰہیہ ختمیہ از اہل بیت نبوت ورسالت ہیں جن کے دوست دشمن مداح ہیں اور جن کی سرشت میں تمام اصول مکارم اخلاق یقین۔ قناعت۔ صبر۔ شکر۔ حلم۔ حسن خلق سخاوت۔ غیرت۔ شجاعت۔ اور مروّت داخل ہیں۔ اور علم وحکمت ان کی فطرت میں شامل دریائے علم الٰہی سے جاری ہوتا ہے۔ اور تمام عالم کو سیراب کرتا ہے۔ جو ان سے جدا ہوا علم الٰہی سے محروم رہا۔ قال رسول اللہؐ۔ من اذیٰ احداً من اھلبیتی قطع مابینی وبینہ ومن انقطع مابینی وبینہ انقطعت مابینہ وبین اللہ عن العلوم التی توجب الجنۃ"۔ جس نے میرے اہلبیت میں سے کسی کو اذیت دی تو میرے اور اس کے درمیاں جو رشتہ رسالت ہے وہ منقطع ہوجائیگا اور جب میرا اس کا کوئی تعلق نہ رہا اور قطع ہوگیا تو خدا اور اس کے درمیان ان علوم کا سلسلہ منقطع ہوجائیگا جو موجب جنت ہیں اور جب وہ علوم قطع ہوئے تو بہشت سے محروم رہا۔ فھولاء خلفاء

اللہ الراشدین وحجتہ علی اھل السموات والارضین صلی اللہ علیہم اجمعین ابد الآبدین ودھر الداھرین۔ سہ

أُولٰئِكَ آبَائِي فَجِئْنِي بِمِثْلِهِمْ

خلفاء خلافت اجماعیہ قومیہ احادیث مذکورہ میں بارہ خلفاء کی تعداد مسلّم ہے۔ لیکن جن خلفائے اللہ کا ہم نے اوپر مختصراً ذکر کیا یہ سلسلہ خلافت منصوصہ الٰہیہ تھا اور اس لئے ضروری ہے کہ سلسلہ خلافت اجماعیہ کے خلفاء کی تفصیل بھی ذکر کی جائے کہ مسلمانوں نے حدیث پیغمبرؐ کے موافق کن کن بارہ کو خلفاء تسلیم کیا ہے تاکہ مضمون ہر طرح سے مکمل ہو جائے۔ باتفاق اہل اسلام اول تین خلیفہ خلافت اجماعیہ قومیہ تین صحابی رسولؐ ہیں۔

خلیفہ اوّل اس سلسلہ میں حضرت ابوبکر بن ابی القحافہ التیمی ہیں جو بعد وفات رسولؐ سقیفۂ بنی ساعدہ میں خلیفہ بنائے گئے۔ چنانچہ محمد بن اسمٰعیل البخاری تحریر فرماتے ہیں۔ اجتمعت الانصار الی سعد بن عبادۃ فی سقیفۃ بنی ساعدۃ فقال منا امیر ومنکم امیر۔" انصار سعد بن عبادہ کے پاس سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے اور کہنے لگے کہ ایک بادشاہ ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے۔ فذھب الیھم ابوبکر وعمر بن الخطاب وابو عبیدۃ ابن الجراح فذھب عمر یتکلم فاسکتہ ابوبکر وکان عمر یقول واللہ ما اردت بذلک الا انی ھیأت کلاما قد اعجبنی خشیت ان لا یبلغہ ابوبکر۔" پس ابوبکر، عمر بن الخطاب اور ابوعبیدہ بن جراح ان کے پاس پہنچے اور عمر تقریر کرنے کو بڑھے تو حضرت ابوبکر نے روک دیا اور عمر اس وقت یہ کہتے تھے کہ خدا کی قسم میرا اس سے کچھ اور مطلب نہ تھا صرف یہ کہ میں نے ایک تقریر تیار کی تھی جو مجھے اچھی لگی تھی اور میں ڈرتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ابوبکر اس بات تک نہ پہنچیں جو میری سمجھ میں آئی تھی۔ پھر حضرت ابوبکر نے تقریر کی اور فرمایا۔ نحن الامراء وانتم الوزراء۔ یعنی دو بادشاہوں کا ہونا تو ٹھیک نہیں۔ یوں کرو ہم بادشاہ بن جائیں اور تم وزیر ہو جاؤ۔ حباب بن المنذر بول اٹھے خدا کی قسم ہم ایسا کبھی نہ کریں گے۔ تم کو بادشاہ نہ بنائیں گے۔ مِنَّا اَمِیْرٌ وَمِنْکُمْ اَمِیْرٌ۔" ایک بادشاہ ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے۔ پھر حضرت ابوبکر بولے۔ لا ولکنا الامراء وانتم الوزراء۔ نہیں یوں نہیں ہو گا۔ لیکن یوں ہونا چاہئے کہ ہم بادشاہ ہوں اور تم وزیر۔ یہ قریش بزرگان عرب اور صاحب حسب ونسب ہیں۔ فبایعوا عمر او ابا عبیدۃ الجراح۔" پس عمر بن الخطاب یا ابوعبیدہ جراح سے بیعت کر لو۔ حضرت عمرؓ بول اٹھے کہ ہم تم سے بیعت کریں گے تم ہمارے بزرگ ہو ہم سب سے بہتر ہو۔ اور رسولؐ

اللہ کے ہم سب سے زیادہ محبوب ہو۔ فبایعہ و بایعہ الناس "پس اول حضرت عمر نے ہاتھ میں ہاتھ دیدیا اور پھر اور لوگوں نے۔۔ اس وقت ایک کہنے والے نے کہا۔ قتلتم سعد بن عبادۃ" سعد بن عبادہ کو تم نے ہلاک کر دیا۔ انتہیٰ۔ ابن عبد ربہ عقد الفرید میں لکھتے ہیں کہ جس وقت ان کی بیعت ہوئی تو اول اول خطبہ پڑھا اور اس میں فرمایا اے لوگو میں تمہارا بادشاہ بنایا گیا ہوں در آنحالیکہ تم سے بہتر نہیں ہوں پس اگر میں سیدھا رہوں تو میری متابعت کرو اور اگر کجی پر ہو جاؤں تو مجھے سیدھا کر دو الخ۔ باقی بعض حالات بیعت ہم حصہ اول میں درج کر چکے ہیں۔

خلیفہ دوم حضرت عمر بن الخطاب العدوی ہیں۔ ابن قتیبہ اپنی تاریخ میں بعد بعض حالات مرض ابوبکرؓ لکھتے ہیں۔ ثم دعا عثمٰن بن عفان فقال اکتب عہدی فکتب عثمان و املی علیہ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ھذا ما عھد بہ ابوبکر بن ابی قحافۃ آخر عھدہ فی الدنیا نازحاً عنھا و اول عھدہ بالآخرۃ داخلاً فیھا انی استخلفت علیکم عمر بن الخطاب فان تروہ عدل فیکم فذلک ظنی بہ و رجائی فیہ وان بدل و غیر فالخیر اردت ولا اعلم الغیب وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون" خلاصہ یہ کہ حضرت ابوبکرؓ نے عثمان کو بلایا اور کہا کہ یہ میرا آخری عہد نامہ لکھو کہ میں نے تم پر عمر ابن الخطاب کو بادشاہ مقرر کیا ہے پس اگر تم دیکھو کہ وہ تم میں عدل کرتا ہے تو بس یہی میرا گمان ہے اور یہی اس سے امید رکھتا ہوں اور اگر دیکھو کہ اس نے دین محمدی کو بدل دیا اور سنت نبوی کو متغیر کر دیا تو خیر میری نیت تو اس کے بادشاہ بنانے میں بہتر ہی تھی۔ اور میں کوئی غیب داں تو ہوں ہی نہیں۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون" پھر مُہر کر کے عہد نامہ سپرد کر دیا جب مہاجرین و انصار کو خبر پہنچی تو وہ آئے اور کہنے لگے کہ سنا ہے کہ تم نے ہم پر عمر کو بادشاہ بنا دیا ہے حالانکہ تم اس کو پہچانتے ہو اور اس کی افعال اور مصیبتوں سے جو ہم پر نازل ہوتی ہیں واقف ہو۔ حالانکہ تم ہمارے سامنے ہو۔ پھر جب تم نہ ہو گے تو پھر ہمارا کیا حشر ہوگا۔ اور جب تم خدا سے ملاقات کرو گے۔ اور وہ سوال کریگا تو کیا جواب دو گے فرمانے لگے کہ اگر خدا مجھ سے پوچھے گا تو میں کہدونگا کہ میں نے اپنے نزدیک سب سے بہتر شخص کو ان پر بادشاہ بنا دیا ہے الخ۔ اہل شام مرض ابی بکر کی خبر پا کر انتظار میں تھے کہ دیکھیں کیا خبر آتی ہے اور کہ رہے تھے کہ ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں خلیفہ رسولؐ کا انتقال ہو جائے اور ان کے بعد عمر حاکم ہو پس اگر عمر ہی بادشاہ ہے تو ہم اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ اور اس کو معزول کرینگے۔ اور مشورہ کر کے

ایک شخص کو بھیجا وہ حاضر خدمت بادشاہ اسلام ہوا۔ پوچھا اہل شام کا کیا حال ہے۔ کہا۔ سالموت صالحون ولولا یتک کارھون ومن شرک مشفقون۔" اچھے خاصے ہیں تمھاری حکومت سے کارہ اور تمھارے شر سے خائف اور ترساں ہیں۔ پھر حضرت نے دعا کی کہ خداوند اُنکو ان کا دوست بنادے۔ تب سب شامی ان کو مان گئے۔ انتہیٰ +

خلیفہ سوم حضرت عثمان بن العفان الاموی ہیں۔ چنانچہ جب حضرت عمر کی وفات کا وقت قریب آیا تو لوگوں نے خلافت کی بابت ذکر کیا۔ فرمایا اگر میں کسی کو بادشاہ بناجاوں تو بھی ٹھیک ہے کیونکہ مجھ سے پہلے وہ بناچکا ہے جو مجھ سے بہتر ہے (یعنی ابابکر) اور اگر نہ بناؤں تو بھی ٹھیک ہے کہ رسول اللہ نے نہیں بنایا تھا۔ لیکن میں ایک جماعت کو تم پر اپنا قائمقام بناتا ہوں جن سے رسول اللہ راضی گئے ہیں۔ پھر علی بن ابیطالب۔ عثمان بن عفان طلحہ بن عبد اللہ زبیر بن العوام سعد بن ابی وقاص۔ عبد الرحمن بن عوف کو بلوایا۔ طلحہ اس وقت وہاں نہ تھے۔ پھر کہا کہ میں نے لوگوں کی حالت میں غور کیا تو ان میں نفاق وشقاق نہیں پایا۔ پس اگر میرے بعد کچھ جھگڑا پڑے تو تین دن مشورہ کرنا اگر طلحہ آ کر ملجائے تو بہتر ہے۔ ورنہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تیسرے دن ضرور ان چھ شخصوں میں سے بادشاہ بنالینا۔ محمد عبدہ المصری شرح نہج البلاغہ میں لکھتے ہیں۔" بعد موت عمر بن الخطاب اجتمعوا وتشاوروا واختلفوا" یعنی عمر بن الخطاب کی موت کے بعد یہ لوگ جمع ہوئے اور مشورہ کیا تو اختلاف ہوا طلحہ نے عثمان سے اتفاق کیا۔ زبیر نے علی سے۔ اور سعد نے عبد الرحمن سے اور حضرت عمر نے یہ وصیت کردی تھی کہ مجلس شوریٰ تین دن سے زیادہ نہ رہے اور جب اختلاف ہو تو اس سے اتفاق کرو اور اس کی طرف ہو جاؤ جدھر عبد الرحمن ہو۔ پھر عبد الرحمن اٹھا اور علی سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ آپ خدا سے عہد کریں کہ آپ کتاب اللہ اور سنت رسول اور سیرت شیخین پر عمل کرینگے۔ فرمایا میں امید کرتا ہوں کہ اپنے مبلغ علم اور اپنی قوت وطاقت پر عمل کرونگا۔ پھر عثمان سے یہ اقرار لیا انھوں نے اقرار کرلیا۔ تب عبد الرحمن نے ان کے ہاتھ میں ہاتھ دیدیا۔ پھر جب ان سے اپنی حکومت کے زمانے میں زیادتیاں ہوئیں تو صحابہ کبار ان سے ناراض ہو گئے اور مسلمان ان کے قتل کے درپے اور لوگوں نے عبد الرحمن سے کہا یہ تمھارے ہاتھوں کی کرتوت ہے۔ کہا مجھے کیا خبر تھی کہ یہ ایسا کرے گا اور اسی وقت سے ان سے جدائی اختیار کرلی اور مرتے دم تک عثمان سے کلام نہ کیا۔ یہانتک کہ جب وہ مرض الموت میں عیادت کو آئے تو بھی ان سے منہ پھیر لیا۔ انتہیٰ۔ بعد ازاں محمد بن ابوبکر لوان کے اصحاب اور اہل مصر ادرد گرد صحابہ

رسولؐ نے ان کی کارگذاریوں کی وجہ سے انکا محاصرہ کر لیا پانی بند کر دیا حضرت علیؑ نے حسنینؑ کو پانی لے کر بھیجا اور ان کی حفاظت کی وصیت کی۔ لوگوں نے ان پر بھی تیر برسائے اور حضرت حسنؑ زخمی بھی ہو گئے۔ محمد بن ابوبکر ڈرے کہ حسنؑ زخمی ہو گئے ہیں اب بنی ہاشم ہم سے بگڑ جائینگے حضرت حسنؑ کے خون بہ رہا تھا اور وہ حضرت عثمان کے گھر سے نکل کر اپنے گھر چلے گئے۔ اور لوگ محاصرہ کئے ہوئے کہ رہے تھے کہ اے عثمان تو نے شریعت محمدیؐ کو بدل دیا ہے اور سنت رسولؐ کو متغیر کر دیا ہے۔ ہم قتل کئے بغیر نہ چھوڑینگے۔ خلاصہ یہ کہ محمد بن ابوبکر اور ان کے اصحاب مکان میں گھس گئے اور ان کو قتل کر دیا۔ ان کی زوجہ چلائی کہ لوگو دوڑو حسنینؑ دوڑے ہوئے ان کے گھر پہنچے مگر دیکھا کہ وہ قتل ہو چکے تھے روتے ہوئے باہر آئے پھر اور لوگوں کو خبر پہنچی اور وہ آئے۔ حضرت علیؑ اور طلحہ وغیرہما بھی آئے اور حضرت نے حسنینؑ کو طمانچہ مارا کہ کہاں تھے کہ یہ قتل ہو گئے؟ طلحہ نے کہا اے ابوالحسن تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ حسنینؑ کو مارتے ہو الخ۔ (کتاب السیاسۃ والامامت صفحہ ۵۸ سے ۵۷ تک وغیرہا من التواریخ)۔

چہارم - امیر معاویہ بن ابی سفیان بن حرب بن امیۃ الاموی۔ بعد قتل عثمان بن العفانؓ نائلہ زوجہ عثمان نے قتل عثمان کی خبر معاویہ کو شام میں پہنچائی اور ان کا خون بھرا کرتا شام بھیجا معاویہ وہ کرتا لیکر منبر پر چڑھ گیا اور لوگوں کو خون کا بدلہ لینے پر برانگیختہ کیا اور **شرحبیل بن السمط الکندی حاکم حمص** کے مشورہ سے خلافت کی بیعت ہی دل لی گئی اور سب کے عوض خون کا بدلہ علیؑ سے لینے کی تجویز ہوئی اور لوگوں کو جمع اور برانگیختہ کیا جانے لگا اور ہوا فیمابین جو کچھ کہ ہوا۔ یہانتک کہ جنگ صفین علیؑ اور معاویہ میں قائم ہوئی۔ اور معاویہ نے اصحاب علیؑ بن ابیطالب پر فرات کا پانی بند کر دیا۔ پھر اصحاب علیؑ بن ابیطالب بسرداری حسینؑ بن علیؑ گھاٹ پر غالب آئے اور چاہا کہ وہ بھی اصحاب معاویہ پر پانی بند کر دیں۔ حضرتؑ نے ایسا کرنے سے انکار کیا کہ یہ طریق اہل اسلام نہیں ہے (کتاب السیاسۃ) پھر یزید کی ولی عہدی کے لئے معاویہ مکہ و مدینہ حج کے بہانے سے پہنچا۔ جب مدینہ منورہ پہنچا تو اہل مدینہ استقبال کو آئے اور ان میں کوئی قریشی نہ تھا۔ پوچھا وہ کیوں نہیں ہیں؟ کہا گیا اُن کے پاس سواریاں نہیں ہیں۔ کہا ان کے پانی بھرنے کے اونٹ کہاں گئے؟ قیس بن سعد بن عبادہ نے جواب دیا کہ۔ افنوها یوم بدر واحد وما بعدها من مشاهد رسول الله حين ضربوك وضربوا اباك على الاسلام حتى ظهر امر الله وانتم له كارهون فسكت معاوية۔ یعنی انھوں نے ان کو جنگ بدر و احد وغیرها

جہادات رسول اللہ میں فنا کر دیا جبکہ تم کو اور تمہارے باپ کو اسلام کی حمایت اور اس کی اشاعت میں مارا یہانتک کہ امر خدا غالب ہو گیا درا نحالیکہ تم کراہیت کرتے تھے اور تم کو ناگوار تھا۔ یہ سنکر معاویہ خاموش ہو رہا تب قیس نے کہا کہ ہم کو رسول اللہ نے حکم دیا ہے اور ہم سے عہد لیا ہے کہ ہم صبر کریں۔ پھر معاویہ ایک جماعت قریش کے پاس سے گذرا تو سوائے عبداللہ ابن عباسؓ سب تعظیم کو کھڑے ہو گئے۔ کہا اے ابن عباسؓ تم کیوں نہ اٹھے؟ کیا اس لئے کہ ہم تمہارے اصحاب سے صفین میں لڑے؟ اس کا تم کو کچھ غم نہ کرنا چاہیئے کیونکہ میرا ابن عم عثمان بھی تو مظلوم قتل کیا گیا ہے۔ ابن عباسؓ نے جواب دیا عمر ابن الخطاب بھی تو مظلوم مارا گیا۔ کہا اس کو تو کافر دں نے قتل کیا۔ ابن عباسؓ نے کہا اور عثمان کو کس نے قتل کیا۔ کہا مسلمانوں نے۔ جواب دیا تو تیری دلیل باطل ہو گئی۔ جب مسلمانوں نے اس کو قتل کیا تو وہ واجب القتل ہوئے۔ اور مظلوم نہ ہوئے۔ فقال انا کتبنا فی الآفاق ننھی عن ذکر مناقب علیؑ و اھلبیتہ فکف لسانک" ہم نے تمام اطراف و آفاق میں لکھدیا ہے اور منا ہی کر دی ہے کہ کوئی علیؑ اور اولاد علیؑ کے مناقب و فضائل کا ذکر نہ کرے تم بھی اپنی زبان بند رکھو۔ جواب دیا ہم کو قرآن پڑھنے سے روکتا ہے؟ کہا نہیں۔ تو کیا ہم کو تاویل قرآن سے روکتا ہے؟ کہا ہاں۔ تو کیا ہم قرآن پڑھیں اور یہ نہ پوچھیں کہ خدا نے اس آیت سے کیا مراد لی ہے؟ کونسی چیز ہم پر زیادہ واجب ہے۔ محض تلاوت قرآن یا اس پر عمل کرنا؟ کہا عمل کرنا۔ ابن عباسؓ نے کہا۔ تو جب نہ جانیں کہ مراد خدا کیا ہے اور قرآن نہ سمجھیں تو عمل کیسے کریں؟ کہا اس کی تاویل ان لوگوں سے پوچھو جو تم اور تمہارے خاندان کے خلاف تاویل و تفسیر قرآن کرتے ہیں۔ فرمایا سبحان اللہ قرآن ہمارے گھر میں نازل ہوا اور ہم تاویل اس کی ابوسفیان کی اولاد سے پوچھیں۔ کیا ہم کو یہ حکم دیتا ہے کہ ہم قرآن پڑھیں اور جو کچھ حلال و حرام خدا نے نازل کیا ہے اس پر عمل نہ کریں کہا اچھا تم قرآن پڑھو اور اس کی تاویل کرو لیکن جو تمہاری شان میں خدا نے نازل کیا ہے اس کو بالکل بیان نہ کرو۔ اور اس کے سوا اور روایت کرو۔ فرمایا کہ خدا قرآن میں فرماتا ہے کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ نور خدا کو پھونکیں مار مار کر بجھا دیں لیکن اللہ اس کو ضرور درجہ تمام و کمال پر پہنچائیگا۔ کہا اے ابن عباس تو اپنے اوپر رحم کر اور اگر ضرور ہے کہ تو ایسا کرے تو پوشیدہ کر اور خفیہ مناقب بیان کر کہ کوئی دوسرا نہ سنے۔ پھر مدینہ میں منادی کر دی گئی کہ جو شخص فضائل اہل البیتؑ بیان کریگا اس کا خون مباح ہے۔ اور تمام بلاد میں حکم بھیجدیا کہ فضائل عثمان

خوب بیان کئے جائیں۔ اور یزید کی ولی عہدی مستحکم کی گئی +

پنجم ۔ یزید بن معاویہ بن ابوسفیان بن حرب بن امیّہ الاموی لعنۃ اللہ خلیفہ ہے۔ علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ "المراد بالاجماع انقیادھم لبیعتہ والذی وقع ان الناس اجتمعوا علی ابی بکر ثم عمر ثم عثمان ثم علیؑ الی ان وقع امر الحکمین فی صفین فتسمّی معاویۃ یومئذ بالخلافۃ ثم اجتمع الناس عند صلح الحسن ثم اجتمعوا علی ولدہ یزید ولم ینتظم للحسینؑ امر بل قتل قبل ذالک" یعنی اجماع اور اجتماع سے مراد یہ ہے کہ یہ تمام لوگ اس خلیفہ کی بیعت کر لیں اور ایسا اجماع جو واقع ہوا ہے وہ یہ ہے کہ اول ابوبکر پھر عمر پر پھر عثمان پر لوگ مجتمع ہوئے اور بعد ازاں علیؑ پر اجماع ہوا تا اینکہ حکمین کا معاملہ صفین میں پیش ہوا اور اس وقت معاویہ خلافت پر نامزد ہوا اور صلح حسنؑ کے بعد سب معاویہ پر متفق ہو گئے اس کے بعد اس کے بیٹے یزید پر لوگوں کا اجماع ہوا اور حسینؑ کا معاملہ درست ہوا ہی نہیں اور ان کی حکومت قائم نہوئی بلکہ اس سے پہلے ہی شہید ہو گئے۔ اور محمدؐ بن اسمٰعیل بخاری صفحہ ۰۵۳ اپنا نافع سے روایت کرتے ہیں کہ جب اہل مدینہ نے بعد واقعہ حرّہ یزید بن معاویہ کی بیعت توڑ دی اور اس سے بیزار ہو گئے تو ابن عمر نے اپنے تمام نوکر چاکر اور اولاد و احفاد کو جمع کیا اور کہا میں نے نبیؐ سے سنا ہے کہ وہ فرماتے تھے کہ روز قیامت ہر ایک غادر کے لئے ایک علم نصب کیا جائیگا اور ہم نے اس شخص (یزید) سے بیعت خدا و بیعت رسولؐ پر بیعت کی ہے اور میرے نزدیک اس سے زیادہ کوئی غداری اور بدعہدی نہیں ہے کہ آدمی ایک شخص سے بیعت کرے۔ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دے اور پھر اس سے لڑنے کو کھڑا ہو جائے اور تم میں سے جس نے اس کی بیعت کو خلع کیا میں اس سے بیزار ہوں اور میرے اور اس کے درمیان کوئی تعلق نہیں اور یہی خلع بیعت یزید میرے لئے عذر قتل کو کافی ہے۔ یہ ابن عمر علیؑ کی خلافت کے ہمیشہ سے منکر تھے اول سے معاویہ سے بیعت کی تھی اور بعد ازاں یزید کو پیشوا تسلیم کیا تھا۔ اس پیشوائے امت محمدیؐ اور خلیفۃ المسلمین کے بعض اوصاف کی طرف ہم حصّۂ اول میں اشارہ کر چکے ہیں یہاں صرف یہ عرض کرتے ہیں واقدی سے سیوطی نقل کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن الحنظلہ بن الغسیل نے کہا کہ ہم یزید کے خلاف نہیں اٹھے مگر جبکہ ہم کو خوف تھا کہ ہم پر آسمان سے پتھر برسیں اور عذاب خدا نازل ہو وہ ایسا شخص تھا کہ سوتیلی ماؤں بیٹیوں بہنوں سے جماع کرتا تھا۔ شراب پیتا تھا۔ اور تارک الصلوٰۃ تھا۔ علامہ ذہبی سے منقول ہے کہ باوجود

اس شراب خواری اور ان فواحش و منکرات و قبائح و شنائع جب اس نے اہل مدینہ پر ظلم و ستم کیا ان کی ہتک حرمت کی ان کو ڈرایا اور خوف زدہ کیا تو سب لوگ اس کے مخالف ہو گئے۔ اور علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا تھا کہ جس نے اہل مدینہ کو ڈرایا اور خوف زدہ کیا اس کو اللہ ڈرائیگا اور اس پر خدا اور ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ گویا ایسا شخص ملعون دہر ہے۔ اس سے زیادہ تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں ہے بعض اشارات آئندہ آئیں گے۔

ششم۔ مروان بن الحکم بن العاص بن امیۃ الاموی خلیفہ ہے۔ بعد موت یزید شام میں مروان بن الحکم کے لئے بیعت لی گئی۔ اور علامہ ابن قتیبہ لکھتے ہیں کہ روح بن زنباع نے مروان سے کہا کہ میرے ساتھ چار سو آدمی ہیں میں ان کو حکم دونگا کہ وہ سب مسجد میں جمع ہو جائیں اور تو اپنے بیٹے عبد العزیز کو کہو کہ منبر پر جا کر خطبہ پڑھے اور لوگوں کو تیری بیعت کی دعوت دے اور میں ان سب کو حکم دیدونگا کہ وہ سب کہیں۔ صدقت (تم سچ کہتے ہو) بس یہ لوگ یہ گمان کرینگے کہ میں نے ان کو بیعت کا حکم دیا ہے۔ اور صبح کو عبد العزیز نے خطبہ پڑھا اور کہا اس سے زیادہ سزاوار بیعت خلافت اور کوئی نہیں ہے اور اس کی تعریف کی اور لوگوں کی بیعت کی۔ اسی کی شان میں ایک مجمع عام میں سید شباب اہل الجنۃ ریحانۂ رسولؐ نے حسینؑ بن علیؑ نے فرمایا تھا۔ انّی لا اعلم ان فی الارض ملعون بن ملعون غیر ھذا۔ یعنی میں سوائے اس شخص کے اور کسی کو ملعون بن ملعون نہیں سمجھتا ہوں۔ اور مروان سے خطاب کر کے کہا۔ تجھ سے اور تیرے باپ سے زیادہ دشمن خدا اور رسولؐ خدا اور اہلبیت مصطفےٰ مابین جابلقا و جابلسا اور کوئی نہیں ہے اور علامت صداقت کی یہ ہے کہ جب تجھ کو غصہ آئیگا تو تیری چادر تیرے کندھے سے گر پڑیگی ابھی وہ اپنی جگہ سے اٹھا بھی نہ تھا کہ اسکو غصہ آیا اور کانپا اور اس کی چادر کندھوں سے گر گئی۔

ہفتم۔ عبد الملک بن مروان بن حکم بن ابی العاص بن امیۃ الاموی قبل وفات ابن زبیر اس نے شام میں بیعت خلافت لی اور مصر و شام پر غالب ہو گیا۔ پھر رفتہ رفتہ عراق پر غلبہ حاصل کیا۔ اور بعد قتل ابن الزبیر سب ملک پر غالب ہو گیا۔ اور علامہ سیوطی کے لفظوں میں اس دن سے اس کی خلافت و بادشاہت صحیح اور بالکل مستحکم ہو گئی۔ اس کے بعد ابن عمر کو قتل کرایا۔ اور حجاج کو ۷۴ھ میں مدینہ کا حاکم بنا کر بھیجا۔ اس نے مدینہ پہنچتے ہی اہل مدینہ پر سختی شروع کی اور بقیہ اصحاب رسولؐ کو ذلیل کیا اور ان کی گردنوں اور ہاتھوں پر داغ دئے مثل

انس ۔ جابر بن عبد اللہ الانصاری ۔ سہل بن سعد الساعدی ۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون ۔ اس کے زمانے میں بہت سے شہر اور ملک بادشاہت میں شامل ہوئے ۔ علامہ یہ بھی لکھتے ہیں ۔ عبد الملک سب سے زیادہ گندہ دہن تھا اور چھ ماہ کا پیدا ہوا تھا ۔

ہشتم ۔ ولید بن عبد الملک بن مروان بن حکم بن ابو العاص بن امیہ الاموی بادشاہ سلمین ۔ اور اس سلسلہ میں خلیفہ رسول ہے ۔ علامہ ابن قتیبہ لکھتے ہیں کہ جب عبد الملک کی موت کا وقت قریب آگیا تو اس نے اپنی تمام اولاد و احفاد کو جمع کر کے وصیت کی کہ آپس میں صلح رکھو چھوٹے بڑوں کی عزت کریں اور بڑے چھوٹوں کی ۔ اور اپنے بھائی ولید کو مسلم حاکم تسلیم کرو ۔ جب عبد الملک نے انتقال کیا تو ولید منبر رسول پر گیا اور خطبہ پڑھا اور لوگوں سے بیعت لی اور تمام ممالک میں لکھدیا گیا کہ بیعت کی جائے ۔ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں کہ روح بن زنباع نے بیان کیا میں مرض الموت میں عبد الملک کے پاس گیا تو اس نے کہا میں سوچ رہا ہوں کہ کس کو ولیعہد بناؤں ۔ میں نے کہا ولید کو کیوں نہیں بناتے ؟ کہا اس کو تو نحو نہیں آتی یعنی عربی ٹھیک نہیں پڑھ سکتا ولید نے یہ سنا تو تمام علماء علم نحو کو جمع کیا اور چھ ماہ ان کی شاگردی میں بیٹھا رہا ۔ اور پھر بھی وہ پہلے سے زیادہ جاہل نکلا ۔ اور علامہ سیوطی لکھتے ہیں کہ ولید جابر و ظالم تھا اور لکھتے ہیں کہ اس کے زمانے میں بھی زمین ظلم و جور سے پر ہو گئی تھی ۔ اس کے زمانے میں اندلس وغیرہ فتح ہوئے اور بہت سے ممالک سلطنت سلمین میں داخل ہوئے ۔

نہم ۔ سلیمان بن عبد الملک بن مروان بن حکم بن ابو العاص بن امیۃ الاموی اپنے بھائی ولید کے بعد بادشاہ سلمین قرار پایا ۔ اور اس کی بیعت کی گئی ۔ علامہ جلال الدین لکھتے ہیں کہ اس کے محاسن میں سے یہ ہے کہ عمر بن عبد العزیز اس کا وزیر تھا ۔ اور اس نے حجاج کے عاملوں کو معزول کر دیا ۔ اور اول وقت نماز کا حکم دیا ۔ اور یہ مشہور و معروف کھانے والوں میں سے تھا ۔ ایک وقت ایک دسترخوان پر ستر انار ایک بڑہ گوسفند چھ مرغیاں اور ایک ٹوکرا کشمش کھا گیا ۔ وغیرہا ۔ اس کے وقت میں بھی فتوحات ہوئیں ۔ مگر عمر نے زیادہ وفا نہ کی ۔

دہم ۔ یزید بن عبد الملک بن مروان بن حکم بن ابو العاص بن امیۃ الاموی ۔ سلیمان کی وفات کے بعد بعض سلسلہ تواریخ کے مطابق عمر بن عبد العزیز بن مروان بادشاہ ہوا اور یہ تمام شاہان امویہ میں نکوکار تر تھا ۔ تاریخ خمیس وغیرہ میں لکھا ہے کہ معاویہ کے وقت سے علیؑ اور اولاد علیؑ پر بر سر منبر اور علیٰ رؤس الاشہاد سب و شتم و لعن طعن ہوتا تھا اور ڈھونڈ ڈھونڈ کے دوستان علیؑ قتل کئے جاتے

تھے۔ اس نے اپنی حکمت عملی سے اس بد رسم کو بند کرایا۔ بعض علماء نے اس کو اس سلسلہ کے خلفاء میں شمار کیا ہے۔ لیکن تحقیق یہ ہے اور اس کے افعال و اعمال سے ظاہر ہے کہ یہ اس سلسلہ میں منتظم و منسلک نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس سلسلہ کا دسواں خلیفہ یزید بن عبد الملک ہے۔ اس نے چالیس روز تک تو سیرت عمر ابن عبد العزیز پر عمل کیا بعد ازاں اس سے پھر گیا اور اپنی اصلی حالت پر آگیا۔

یازدہم۔ ہشام بن عبد الملک بن مروان الاموی بادشاہ سلمین قرار پایا۔ اور یہ چوتھا فرزند عبد الملک ہے اور تاریخ الخلفاء میں مروی ہے کہ مصعب زبیری نے کہا ہے کہ عبد الملک نے خواب میں دیکھا کہ اس نے چار مرتبہ محراب مسجد میں پیشاب کیا ہے۔ سعید ابن المسیب سے اس کی تعبیر پوچھی گئی تو کہا اس کی اولاد سے چار بیٹے بادشاہ ہوں گے۔ صورت توجیہ ظاہر ہے محتاج بیان نہیں۔ اس کے بعد کچھ اور تشخیص خلیفہ میں اختلاف ہے کہ وہ کون ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ اس سلسلہ کا بارہواں خلیفہ عبد الملک کا پوتا ہے

دوازدہم۔ ولید بن یزید بن عبد الملک بن مروان الاموی ہے۔ علامہ سیوطی تاریخ الخلفاء میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔ لما مات یزید وقع اختلاف الی ان اجتمعوا علی عبد الملک بن مروان بعد قتل ابن الزبیر ثم اجتمعوا علی اولادہ الاربعۃ الولید ثم سلیمان ثم یزید ثم ھشام وتخلل بین سلیمان ویزید عمر بن عبد العزیز فھولاء سبعۃ بعد الخلفاء الراشدین والثانی عشر ھو الولید بن یزید بن عبد الملک اجتمع الناس علیہ لما مات عمہ ھشام فولی نحو اربع سنین ثم قاموا علیہ فقتلوہ وانتشرت الفتن وتغیرت الاحوال من یومئذ ولم یتفق ان یجتمع الناس علی خلیفۃ بعد ذلک الخ یعنی یزید کے بعد اختلاف پیدا ہوا یہاں تک کہ لوگ عبد الملک پر جمع ہوئے پھر اس کے چار بیٹوں پر اتفاق ہوا یعنی ولید۔ سلیمان۔ یزید۔ ہشام۔ اور سلیمان اور یزید کے درمیان عمر بن عبد العزیز ہوا۔ پس چار خلفاء راشدین کے بعد یہ سات ہوئے اور بارہواں۔ ولید بن یزید بن عبد الملک۔ ہشام کے بعد امت محمدی کا اس پر اجماع ہوا۔ چار سال بادشاہ اسلام رہا۔ پھر لوگ کھڑے ہوئے اور اس کو قتل کر دیا۔ پھر فتنے پھیل گئے اور حالات متغیر ہو گئے اور اس دن سے پھر کسی خلیفہ پر اجماع نہ ہوا گویا یہی خاتم الخلفاء ہے۔ نیز علامہ موصوف کی یہ تحقیق ہے کہ۔ انہ کان فاسقاً شریباً للخمر متھتکاً حرمات اللہ اراد الحج لیشرب فوق ظھر الکعبۃ فمقتہ الناس لفسقہ وخرجوا علیہ فقتل "یعنی ولید فاسق۔ شراب خوار۔ حرمات اللہ کی ہتک کرنے والا ظالم جابر تھا۔ اس نے اس لئے حج کا ارادہ کیا کہ خانہ کعبہ کی چھت پر بیٹھ کر شراب پیئے اس کے فسق و

فجور کی وجہ سے کچھ لوگ اس کے دشمن ہو گئے اور اس کو قتل کر دیا۔ اور تاریخ الخمیس میں مروی ہے کہ ام سلمہ کے بھائی کے ایک بچہ پیدا ہوا تو اس نے اس کا نام ولید رکھا آنحضرتؐ نے فرمایا فراعنہ کے نام پر اس کا نام رکھتے ہو۔ اس امت میں ایک مرد ہو گا جس کا نام ولید ہو گا اور وہ اس امت کے لئے فرعون (موسیٰ سے) زیادہ سخت ہے اور مجمع الزوائد میں بھی یہی مضمون ہے۔ اس کو احمد بن حنبل نے بھی روایت کیا ہے۔ اس تاریخ میں اس کے افعال شنیعہ وقبیحہ سے بہت کچھ مذکور ہے من جملہ اس کے یہ ہے کہ ایک دن اپنے گھر میں داخل ہوا تو اس نے اپنی لڑکی کو اپنی دایہ کے پاس بیٹھا دیکھا اس پر کپڑا ڈال دیا اور ازالہ بکارت کر دیا۔ اس عورت نے کہا اے ولید یہ تو مجوسیوں کا مذہب ہے جو بیٹی سے جماع کرتے ہیں تو برجستہ یہ شعر پڑھا۔

مَنْ رَاقَبَ النَّاسَ مَاتَ غَمًّا وَفَازَ بِاللَّذَّةِ الْجَسُوْرُ

یعنی جس نے لوگوں کا خوف کیا وہ غم سے مرا اور جس نے جرأت و جسارت کی اس نے مزے اڑائے۔ جس نے کی شرم۔ اس کے پھوٹے کرم۔

ایک دن قرآن شریف کھولا تو پہلے پہل یہ آیت نکلی "وَاسْتَفْتَحُوْا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ" (انھوں نے کھولا یا فال نکالی اور فتح چاہی در آنحالیکہ خائب ومحروم ہے ہر ایک جبار سرکش) تو اس نے قرآن مجید سے خطاب کر کے کہا "اَتُهَدِّدُنِیْ" کیا تو مجھے ڈراتا ہے۔ اور یہ کہکر قرآن شریف بند کر دیا اور اس کو تیر لگانے شروع کئے یہانتک کہ قرآن پارہ پارہ کر ڈالا اور پھر یہ شعر پڑھنے لگا۔

اَتُوْعِدُ كُلَّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ فَهَا اَنَا ذَاكَ جَبَّارٌ عَنِيْدٌ
اِذَا لَاقَيْتَ رَبَّكَ يَوْمَ حَشْرٍ فَقُلْ يَا رَبِّ مَزَّقَنِي الْوَلِيْدُ

کیا تو ہر ایک جبار عنید کو دھمکاتا ہے۔ یہ لے وہ شخص جبار عنید ہے۔ جب تو اپنے پروردگار سے روز حشر ملے تو کہنا۔ اے پروردگار مجھ کو ولید نے ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور لکھا ہے کہ ایک دن صبح کی اذان ہوئی تو اس کے پاس ایک لونڈی تھی۔ اور اس کے ساتھ بیٹھا شراب پی رہا تھا۔ پس اٹھا اور اس سے جماع کیا۔ اور قسم کھائی کہ آج وہی لونڈی بحالت جنابت لوگوں کو نماز پڑھائے۔ اس نے اپنے کپڑے پہنے اور بھیس بدلا اور مسجد میں جا کر لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ اور یہ ولید اپنی سوتیلی ماؤں سے جماع کرتا تھا۔ وغیرہا من الشنائع والقبائح تعتبر منها الزنادقة والملاحدة والبواهمة" ۱۲۶ھ میں وفات پائی اور اس پر خلفاء اثناعشر کا خاتمہ ہوا جن کی بابت آنحضرتؐ نے فرمایا ہے۔ "لا یزال هذا الدین قائما الی اثنی عشر من قریش فاذا مضوا ساخت الارض باهلها" یعنی یہ دین بارہ خلفاء تک برابر قائم رہیگا

جو سب کے سب قریش سے ہوں گے جب وہ سب زمین سے اٹھ جائیں گے تو زمین مع اہل زمین منخسف ہو جائیگی اور متزلزل ہو کر فنا ہو جائیگی ۔ جیسا کہ عکبری نے الابانہ میں انس بن مالک سے روایت کیا ہے ۔ اور اسی قدر بیان سلسلہ اجماعیہ قومیہ کے خلفاء کا حال معلوم کرنے اور ان کے اسماءٔ سے واقفیت حاصل کرنے کے لئے کافی ہے ۔ تاکہ خلافت کی حقیقت و ماہیت اور اس کا معیار معلوم ہو جائے ۔ اس سلسلہ کے موافق دین اسلام اب دنیا سے اٹھ چکا ۔ والعاقل تکفیہ الاشارۃ ۔ ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ خلفاء اور اولی الامر ہی ائمہ اور پیشوائے خلق ہیں ۔ لہٰذا اس سلسلہ کی رو سے امت محمدی کے بارہ امام جن کے تمام افعال و اعمال و اقوال کا اتباع مسلمان پر فرض ہے یہی ہادیان دین ہیں اور ان کی اطاعت مطلقاً واجب ہے اور ان کی اطاعت رسولؐ کی اطاعت ہے اور رسولؐ کی اطاعت خدا کی اطاعت اس لئے ان کی اطاعت عین اطاعت خدا ہے ۔ اور کلام حمید مجید اور احادیث نبویہ سے ثابت ہے کہ ہر شخص کا حشر اس کے امام کے ساتھ ہوگا اور وہ اس کے ساتھ بلائے جائینگے ۔ اور علامہ سیوطی تاریخ الخلفاء میں بحوالہ علی بن ابیطالبؑ روایت کرتے ہیں کہ رسولؐ خدا نے فرمایا " الامراء من قریش ابرارھا امراء ابرارھا و فجارھا امراء فجارھا " یعنی امراء اولی الامر جو پیشوائے دین اور ائمہ خلق ہیں وہ سب قریش ہی سے ہوں گے ۔ فاسق و فاجر فاجروں کے امام ہوں گے اور نکوکار نکوکاروں کے و قال اللّٰہ تبارک و تعالیٰ ان الابرار لفی نعیم و ان الفجار لفی جحیم " بیشک ابرار جنت النعیم میں ہوں گے اور فجار نار جحیم میں ۔ و کل شیئ یرجع الیٰ اصلہ ۔

علیؑ خلیفہ نہیں ہیں

تحقیقات مذکورہ بالا سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ اس سلسلہ اجماعیہ میں علیؑ شامل نہیں ہیں ۔ اور وہ خلیفۃ المسلمین نہیں کہلا سکتے ۔ اول تو اس لئے کہ جو معنی اس خلافت کے ہیں وہ ان کے لئے صادق ہی نہیں آتے ۔ کیونکہ معنیٰ یہ بیان ہو چکے ہیں کہ سب لوگ اس خلیفہ کی اطاعت قبول کر لیں اور سب تابع حکم ہو جائیں ۔ اور واقعات و تواریخ شاہد ہیں کہ یہ اجماع جناب امیرؑ کو حاصل نہیں ہوا ۔ دوم عام مسلمان آیہ استخلاف کو اس سلسلے کے خلفاء کی شان میں لیتے ہیں اور کہتے ہیں خلفاء کی ایک صفت یہ ہے کہ اس کو غلبہ اور تمکین بردین حاصل ہو اور حضرت علیؑ کو یہ غلبہ اور تمکین حاصل نہ ہوئی ۔ لوگ نکث بیعت کر کر کے ان سے لڑتے رہے اور تمام عمر اُن کو لڑائیوں سے فرصت نہ ملی ۔ اور اس لئے بعض علماء نے تو صاف لکھدیا ہے ۔ کہ حضرت علیؑ پر یہ آیہ استخلاف صادق نہیں آسکتی اور عبد اللہ بن عمر کبھی جناب امیرؑ کی خلافت کے قائل نہ ہوئے ۔ سوم عثمان بن عفان کے قتل کے بعد علیؑ کے مقابل میں ہزاروں آدمی معاویہ کو خلیفہ بنا چکے اور بیعت کر چکے ۔ پھر حضرت علیؑ کو اجماع امت

کہاں نصیب ہوا۔ اس لئے وہ اس سلسلہ کے خلیفہ ہرگز نہیں ہوسکتے۔ چہارم صحیح بخاری میں مروی ہے کہ جس نے کسی پیشوا کی بیعت کرلی اور مان لیا تو جہانتک اس سے ہوسکے اس کی اطاعت کرے۔ اور "فَاِنْ جَاءَ الْاٰخَرُ یُنَازِعُہٗ فَاضْرِبُوْا عُنُقَ الْاٰخِرِ" پس اگر دوسرا اس سے اس میں جھگڑا کرنے آئے تو اس دوسرے کی گردن مار دو وہ واجب القتل ہے۔ اور یہ مسلمات سے ہے اور یقیناً خلیفہ رسولؐ کا مخالف اور محارب واجب القتل ہے۔ پس اگر یہ صحیح ہے کہ جناب امیر بعد عثمان بن عفان خلیفہ تسلیم کئے گئے تو پھر ان کے محاربین و منازعین طلحہ و زبیر اور حضرت عائشہ کن میں شامل ہوں گے؟ اس کی رو سے اہل اسلام کے نزدیک یہ اور معاویہ خلیفہ وقت پر خروج کرنے والوں میں شمار ہونگے اور واجب القتل سمجھے جائینگے کیونکر ہوسکتا ہے کہ خلیفہ وقت کا دشمن اس سے لڑنے والا حکمین کے مکر و فریب سے خلیفہ بن جائے اور احادیث موجود ہیں کہ محارب علیؑ محارب رسولؐ اور محارب خدا اور مبغوض مغضوب الٰہی ہے۔ اور اہل اسلام اس پر راضی نہ ہوں گے کہ علیؑ کی خلافت کی خاطر معاویہ کو ایسا سمجھیں اور اس سے قطعاً بیزار ہو جائیں۔ ممکن نہیں کہ خلافت علی اور خلافت معاویہ بن ابی سفیان دونو صحیح ہو جائیں کسی اسلامی اصل کی رو سے صحیح نہیں ہوسکتیں۔ پس علیؑ اس سلسلے کے خلیفہ اور امام نہیں ہیں۔ پنجم ثابت ہے کہ خلیفہ اور امام مفترض الطاعۃ ہے اور یہ بیعت اس لئے ہے کہ اس کی اطاعت کیجائے اور اس کے احکام کو مانا جائے۔ اس سے ہدایت لی جائے۔ اس سے معارف دین معلوم کئے جائیں۔ اور اس کے اوامر و نواہی پر عمل کیا جائے۔ اور مسلمان حضرت علی کے لئے ایسا نہیں کرتے۔ کوئی مسئلہ دینی نہیں ہے جس کو علیؑ سے لیتے ہوں اور ان کی رائے پر عمل کرتے ہوں۔ اور ان کے علم و فضل سے فائدہ اٹھاتے ہوں۔ کتب صحاح موجود ہیں معمولی لڑکوں سے ہزارہا احادیث مروی ہیں مگر جناب امیرؑ باب علم محمدیؐ اور بحار علوم سے معارف و احکام دین میں کچھ بھی نہیں چند حدیثیں جن کی تعداد پچیس سے زیادہ نہوگی مروی ہیں وہ بھی معارف توحید و نبوت وغیرہ اصول ہیں اور نہ عبادات میں۔ بلکہ دیگر فروعات اور جزئیات اور معمولی مسائل ہیں کتب صحاح کا مطالعہ کیجئے۔ حالانکہ تواریخ شاہد ہیں کہ تمام علوم میں علیؑ سب سے افضل تھے اور اصل عالم قرآن وہی ہیں مگر کسی مسئلہ میں ان کا قول نہیں لیا جاتا۔ پھر کیونکر ان کو امام مانا گیا ہے کیونکر ان کو پیشوا تسلیم کیا گیا ہے؟ کیونکر ان کو ہادی دین محمدیؐ قرار دیا ہے؟ کیا محض بدنام کرنے کے لئے؟ منبروں پر سب و شتم کرنے کے لئے؟ ان کی اولاد کو زہر اور تیغ ظلم و قہر سے قتل اور ذبح کرنیکے لئے؟ کیا بات مسلمانوں نے اس خلیفہ سے حاصل کی؟ کون سی اصل دین اس سے اخذ کی اور اس پر عمل کیا؟ کون سے مسائل و قضایا و احکام فرمائشات پر کاربند ہوئے؟ بلکہ بخاری تو ابن سیرین سے یہ روایت بھی پیش کرتے

ہیں کہ کل ما یروی عن علی فہو کذب۔" جو کچھ علیؑ سے مروی ہے وہ سب جھوٹ ہے۔ ہرگز ہرگز ایک چشم زدن کے واسطے حضرت علیؑ کو واقعی خلیفہ رسولؐ تسلیم نہیں کیا گیا۔ اور وہ کسی طرح اس سلسلہ کے خلفاء میں داخل نہیں ہو سکتے۔ اور کیونکر ہو سکتے ہیں۔ وہ آفتاب خلافت الٰہیہ کے برجِ اول اور اول بابِ علم محمدیؐ ہیں ان کو اس خلافت اجماعیہ قومیہ سے کیا تعلق۔ یہ سلسلہ علیحدہ ہے اور یہ علیحدہ۔ وبینھما بون بعید" وہ منصوص من اللہ ومن الرسولؐ خلیفہ خدا و خلیفہ رسولؐ ہیں ان کو اس مسلمانوں کی خود ساختہ خلافت سے کیا نسبت وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا۔

خاتمہ

(نتائج خلافت اجماعیہ قومیہ)

اختلاف خلافت و معیار خلافت یہ پہلا نتیجہ نص کو چھوڑ کر ان اصول اجماع و شوریٰ اور غلبہ کو معیارِ خلافت رسولؐ قرار دینے کا پہلا نتیجہ ہے کہ آج تک محققین اسلام یہ نہ طے کر سکے کہ بارہ شخص و معین خلیفہ کون ہیں جن پر بعد رسولؐ مدار دین اسلام ہے۔ کوئی کسی کو قرار دیتا ہے اور کوئی کسی کو۔ مثلاً علامہ جلال الدین سیوطی۔ بارہ خلیفہ یہ بتلاتے ہیں۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علیؑ۔ معاویہ۔ یزید۔ عبد الملک بن مروان ولید بن عبد الملک۔ یزید بن عبد الملک سلیمان بن عبد الملک۔ ہشام بن عبد الملک۔ اور ان کے درمیان میں عمر بن عبد العزیز بن مروان کو داخل کرتے ہیں اور بارھواں ولید بن یزید بن عبد الملک جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔ فقہ اکبر میں بارہ کی تعداد یوں پوری کی گئی ہے۔ خلفاء اربعہ۔ معاویہ۔ یزید۔ عبد الملک بن مروان۔ عبد الملک کے چار بیٹے اور عمر بن عبد العزیز۔ عبد اللہ بن عمر سے ابن عساکر ان بارہ ائمہ اور خلفاء کی یوں تشخیص و تعیین کرتے ہیں۔ اصحاب ثلثہ۔ معاویہ۔ یزید۔ سفاح۔ سلام۔ منصور۔ جابر۔ مہدی۔ امین۔ امیر الغضب۔ ابن حجر العسقلانی وغیرہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ ایک دوسرے مقام پر علامہ سیوطی بارہ میں حسن بن علیؑ کو بھی داخل کر لیتے ہیں۔ اور اس طرح تعداد پوری کرتے ہیں خلفاء اربعہ۔ حسن بن علیؑ۔ معاویہ۔ ابن زبیر۔ عمر بن عبد العزیز۔ فرماتے ہیں یہ آٹھ ہوئے۔ ان میں چار اور ملائے جائیں ایک تو مہدی عباسی کو داخل کر لو کہ وہ عباسیوں میں ایسا ہے جیسا کہ بنی امیہ میں عمر بن عبد العزیز۔ اور دوسرا طاہر باللہ کو لو کہ وہ بھی عادل تھا۔ باقی رہے دو ان کے منتظر رہو جن میں سے ایک مہدی

اہلبیت رسولؐ ہے۔ سبحان اللہ کیا سلسلہ ہے۔ مگر تحقیق وہ ہے جو عبداللہ بن جعفر بن ابیطالب سے مروی ہے اور جو انھوں نے معاویہ کے سامنے بیان کیا کہ رسولؐ خدا نے اس سلسلے کے بارہ خلفاء یہ بتلائے ہیں۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ معاویہ۔ یزید۔ مروان۔ عبدالملک بن مروان۔ اور اس کے چار بیٹے اور ولید بن یزید بن عبدالملک اس غیر معقول اور غیر منصوص معیار خلافت اجماعیہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ ولید کے بعد ایک ایک وقت میں کتنے ہی خلیفہ بن بیٹھے۔ پانچویں صدی میں صرف اندلس میں پانچ شخص خلیفہ کہلاتے تھے اور اس کے مدعی تھے۔ اور ان کے علاوہ اور بلاد و اقطار ممالک اسلامیہ میں علویہ و غیر علویہ۔ و خوارج خلیفہ بنے ہوئے تھے جیسا کہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں۔ اگر تحقیق اور تشخیص کی جائے تو ایک ہی وقت میں بارہ خلیفہ مل جائیںگے۔ اور مسلمانوں پر ایک وقت میں بارہ خلفاء کی اطاعت واجب ہوگی۔ درآنحالیکہ ایک دوسرے کے عمل و اعتقاد دونوں میں بالکل مخالف ہوں۔

بنی امیہ و خلافت اجماعیہ دوسرا نتیجہ اسی معیار خلافت کا یہ ہے کہ بنی ہاشم کے مقابل اور ابواب علوم کو چھوڑ کر پیشوائے خلق بنی امیہ قرار پائے۔ اور ان میں خصوصیت سے بنی مروان **محمد بن اسمٰعیل بخاری** عمر بن سعید سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے دادا کے ساتھ مسجد نبی میں ابوہریرہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ اور ہمارے ساتھ مروان بھی تھا۔ ابوہریرہ نے کہا رسولؐ خدا نے فرمایا ہے ہلاک امتی علی ایدی غلمة من قریش۔ میری امت کی ہلاکت قریش کے چند لڑکوں کے ہاتھ پر ہوگی۔ مروان نے یہ سنکر کہا خدا ان لڑکوں پر لعنت کرے۔ ابوہریرہ نے کہا کہ اگر میں چاہوں تو بتلا سکتا ہوں کہ وہ کس کی اولاد میں۔ راوی کہتا ہے جب ہم شام میں گئے اور ہم نے اولاد مروان کے بادشاہوں کو دیکھا تو وہ جوان لڑکے تھے تو ہمارے دادا نے دیکھکر کہا غالبًا وہ لڑکے جو امت محمدی کو ہلاک کرنے والے ہیں یہی ہیں۔ ہم نے کہا آپ ہی زیادہ جانتے ہیں صفحہ ۱۰۴۶ اور علامہ **دیلمی** نے روایت کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا۔ اوّل مَن یُبَدِّلُ دینی رَجُلٌ مِن بَنِی اُمَیّة " یعنی پہلا وہ شخص جو میرے دین کو بدل دیگا وہ بنی امیّہ میں سے ایک شخص ہے۔ اور یہ بھی روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ " شَرُّ قَبَائِلِ العَرَبِ بَنُو اُمَیَّة وَحَنِیفَة وَثَقِیف " بدترین قبائل عرب بنی امیہ حنیفہ اور ثقیف ہیں۔ اور حاکم و ابن عساکر نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ جبرئیل نے خبر دی کہ میں نے تمام مشارق و مغارب زمین کو لوٹ پوٹ کیا لیکن میں نے محمد مصطفےٰ سے افضل کوئی نہ پایا اور میں نے تمام مشارق و مغارب زمین کو لوٹا تو کوئی بنی اب بنی ہاشم سے افضل نہ پائے۔ اور سلمہ بن الاکوع سے طبرانی نے نقل کیا ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا اے عمار تجھ کو ایک گروہ باغی قتل کریگا تو ان کو جنت کی طرف بلاتا ہوگا اور وہ تجھ کو آتش جہنم کی طرف۔ اور مسلم ہے اور تمام تواریخ میں مذکور

ہے کہ معاویہ اور اس کے اصحاب نے عمار یاسرؓ کو قتل کیا۔ اور قاضی بیضاوی وغیرہ نے اس آیت کی تفسیر میں۔ "وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن" لکھا ہے کہ رسولِ خدا نے خواب میں دیکھا کہ میرے منبر پر کچھ بندر چڑھتے ہیں اور لوگوں کو پچھلے پاؤں میرے دین سے لوٹاتے ہیں۔ خائف و ترساں اٹھے اور خواب بیان کیا تو جبرئیلؑ نے یہ آیت پڑھی اور کہا مروانؔ سے بنی امیہ ہیں انتہی۔ اور قاسم بن الفضل المدنی نے یوسف بن سعد سے روایت کی ہے کہ بعد صلح حسنؑ ایک شخص نے حسنؑ بن علیؑ سے کہا آپ نے صلح کر کے لوگوں کو ذلیل کر دیا۔ فرمایا مجھ کو سرزنش نہ کر جب رسول اللہؐ نے بنی امیہ کو اپنے منبر پر خواب میں دیکھا تو ان کی تسلی کے لئے سورۂ کوثر اور سورۂ قدر نازل ہوئی کہ تمھارے لئے شبِ قدر بنی امیہ کی ہزار ماہ کی حکومت سے بہتر ہے۔ قاسم کہتے ہیں کہ ہم نے حساب کیا تو حکومت بنی امیہ کے پورے ہزار مہینے ہوتے ہیں۔ غرض جس کی لاٹھی اس کی بھینس اصل معیارِ خلافت قرار دینے سے ائمہ دین یہ لوگ قرار پائے چنانچہ مذکور ہوا کہ اس سلسلہ میں دس بنی امیہ ہیں جن میں بعض ایسے فاسق و فاجر و ظالم و جبار مثل یزید و ولید وغیرہا ہیں کہ فساق عالم ان سے شرم کرتے ہیں کوئی بدکار سے بدکار اپنے کو یزید یا یزیدی کہلوانا پسند نہیں کرتا اور یہ امام و پیشوائے امت ہیں۔ اور اگر یہ بارہؔ خلفاء رسول جن پر اجماع امت ہوا اور ملک فتح ہوئے۔ ان کو غلبہ و سلطنت حاصل ہوئی بارہؔ ائمہ نہیں ہیں اور ائمہ اہلبیت کو بھی امام تسلیم نہیں کیا جاتا ہے تو پھر کوئی بارہؔ اماموں۔ بارہ اوصیاء رسولؐ۔ بارہؔ خلفاء راشدین بارہؔ اولیاء اللہ کا پتہ و نشان دیا جائے۔ پس ضرور عام مسلمانوں کو انہی بارہؔ کو پیشوا ماننا پڑیگا اور مانتے ہیں۔ حالانکہ علماء تفسیر "لا ینال عھدی الظالمین" میں لکھتے ہیں کہ اس آیت نے قیامت تک فاسقین کی امامت کو باطل کر دیا۔ کوئی فاسق و فاجر امام نہیں ہو سکتا۔ نہ معلوم یزید و ولید سے زیادہ فاسق کون ہوگا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اختراعِ مذاہب و تجدید نبوت و امامت و عدم تجدید حدود اسلامی

۳ یہ تیسرا نتیجہ اس معیارِ خلافت کا ہے کہ اسلام میں مختلف فرقے بنے چنانچہ خلفاء ثلثہ تک کوئی فرقہ بندی نہ تھی سوائے اس امرِ خلافت بظاہر آپس میں کسی مسئلہ اسلامی میں مذہبی اختلاف نہ پایا جاتا تھا چار پانچ یا سترہ طرق سے نماز نہ پڑھی جاتی تھی۔ جنگ صفین کے بعد مسلمان دو فرقے کہلائے معاویہ نے اپنے ساتھیوں کا نام "اہل السنۃ والجماعۃ" رکھا۔ اور کہا "نَحْنُ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃ" اور علیؑ کے ساتھی شیعیان علی کہلائے۔ یہاں تک کہ اس اختلاف اولی کی جڑ موٹی اور تازی ہو کر پھول پھل لائی۔ دوسری صدی کے شروع میں مذہب حنفی بنا۔ بعد ازاں مالکی۔ پھر شافعی و حنبلی۔ اور ایک سو ہجری سے ۲۴۰ تک چار مذہب بن گئے۔ اور فیصلہ کر لیا گیا اور فتویٰ ہو گیا "حق ان چار میں دائر ہے" جو ان چار سے خارج ہو وہ اسلام سے خارج ہے۔ حالانکہ

خلافت خلفاء ثلثہ کے وقت میں ان میں سے کوئی بھی مذہب ایجاد نہوا تھا اور تمام اہل اسلام اور خلفا راشدین و اصحاب رسولؐ ان سے خارج تھے۔ پھر کسی مذہب والے کو اپنی حقانیت وصداقت پر پورا یقین نہیں، اور لکھتے ہیں کہ۔ مذھبنا حق و یحتمل الباطل۔ ہمارا مذہب حق ہے درآنحالیکہ احتمال باطل کا رکھتا ہے۔ ومذھب غیرنا باطل و یحتمل الحق والصدق۔ ہمارے (حنفی) سوا دوسروں کا مذہب باطل ہے اور حق وصدق کا اس میں احتمال موجود ہے۔ ممکن ہے وہی حق ہو۔ غرض کسی طرف یقین نہیں۔ کیونکہ کوئی اصل ومعیار واقعی حقانیت وصداقت کا نہیں ہے۔ یہ اصول مذاہب یا بڑے بڑے دہ یژن تھے پھر ان کی شاخیں نکلی ہیں اور نکل رہی ہیں اور نہ معلوم کہاں منتہی ہوں گی۔

دلائل وجود یہ حقانیت وصداقت کو ترک کرکے یہ خود ساختہ دلیلیں خلافت و امامت کے دلائل قرار دیئے کا نتیجہ یہ ہے کہ آئے دن نئے نئے نبی اور امام بنتے رہتے ہیں اور کچھ نہ کچھ لوگ ان کے پیچھے لگ جاتے ہیں کیونکہ ان کے پاس کوئی مسلم معین ومقرر معیار نہیں جس سے حق و باطل کو پرکھ سکیں اور جانچ لیں کہ کون امام حق ہے اور کون امام حق نہیں ہے جس نے آواز بلند کی اس کے پیچھے ہولئے

"ھمج رعاعٌ اتباع کل ناعق"

اور اس کا یہ نتیجہ ہے کہ کوئی حد حدود اسلامی سے قائم نہیں۔ توحید اور معارف توحید سے لیکر جس قدر احکام اسلامی ہیں سب میں مسلمانوں میں اختلاف موجود ہے حتیٰ کہ خود حدِ اسلامی ہی باقی نہیں کہ آخر تعریف و حدِ اسلام کیا ہے۔ کونسی وہ صفت ہے جس سے مسلمان مسلمان کہلاتا ہے اور کونسی وہ حد ہے جس میں داخل ہوکر دائرہ اسلامی میں داخل ہوجاتا ہے۔ اور جو اس سے خارج ہو وہ خارج از حد اسلام سمجھا جاتا ہے۔ وہ کونسی بات ہے جس کے مرتکب ہونے سے مسلمانی سے نکل جاتا ہے۔ ایک شخص خدا کو مجسم مانتا ہے وہ بھی مسلمان ہے۔ دوسرا اس کو معاذ اللہ امرد لڑکے کی صورت بناتا ہے وہ بھی مسلمانوں میں شامل ہے ایک اس کو عرش پر بیٹھا ہوا تسلیم کرتا ہے۔ دوسرا اس کی چمکتی ہوئی پنڈلی دیکھکر سجدے میں گر پڑتا ہے تیسرا اسکی موٹی ٹانگ سے جہنم کے نہ بھرنے والے پیٹ کو بھر دیتا ہے۔ اور یہ سب دائرہ اسلام میں داخل ہیں کیونکہ معین ومقرر نہیں ہے کہ حد توحید اسلامی کیا ہے۔ اسی طرح حد نبوت و امامت کا حال ہے کہ ایک طرف سے تو اول خلیفہ رسولؐ کو بہترین مخلوقات کہا جاتا ہے۔ ان کے فضائل ومحامد میں کتب لکھی جاتی ہیں۔ دوسری طرف یزید و ولید خلفاء رسولؐ کے شنائع وقبائح افعال ورذائل اخلاق سے تواریخ کے کالم سیاہ ہیں۔ مگر دونو خلیفہ رسول اللہ۔ دونو امام وقت مفترض الطاعۃ واجب الاتباع نہ معلوم معیار خلافت وہ ہے جو حضرت ابوبکر میں ثابت اور تسلیم کیا جاتا ہے اور صدیق اکبر اور بہترین

خلق کا خطاب دیا جاتا ہے۔ یا وہ جو یزید و ولید میں متحقق ہے۔ ایک طرف دبی زبان سے بعض حضرت علیؑ کو نائب رسولؐ بتلاتے ہیں دوسری طرف امیر معاویہ کو خلعت خلافت عطا کر رہے ہیں جس کو رسولؐ باغی فرماتے ہیں۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ جو فاسق ہو امام نہیں ہوتا۔ مورخین افسق الفاسقین کو امام زمان بنا کر حسینؑ سید شباب اھل الجنۃ۔ ریحانہ رسولؐ اور دلبند بتولؑ کو اپنے خنجر کی تیغ سے شہید ہونے والا۔ واجب القتل اور خارجی بتلاتے ہیں۔ **علامہ ابن خلدون** لکھتے ہیں کہ یہ بات مسلم نہیں ہے کہ خلیفہ یا امام اگر بد اعتقاد ہو جائے اور بدعات اعتقادیہ کا مرتکب ہو تو وہ منصب امامت وخلافت سے گرا دیا جائیگا چہ جائیکہ بد اعتقاد ہو کر اسلام سے خارج ہو جائے۔ مسلم بن حجاج اور ان کے رواۃ **جابر بن یزید الجعفی** کی ستر ہزار یا از روئے بعض نسخ قلمی پچاس ہزار احادیث رسولؐ جو کل باقر العلوم سے بسلسلہ ذہبیہ اہلبیت رسولؐ مروی ہیں اس لئے نہیں لیتے اور قابل اعتماد نہیں سمجھتے کہ وہ آخر میں رجعت اہلبیت کے قائل ہو گئے تھے جو شیعوں کے اعتقادات سے مخصوص ہے حالانکہ تعریف اور حد اسلام میں لکھتے ہیں کہ جو خدا، رسولؐ۔ ملائکہ۔ انبیاءؑ اور کتب انبیاء اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ مومن ہے۔ محل استدلال میں دلالت خلافت چار لکھی جاتی ہیں یعنی۔ اجماع، شوریٰ غلبہ اور نص مگر **علامہ ابن خلدون** فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خلیفہ پر غالب آجائے اور اس کو تصرف سے روک دے تو پھر اس غاصب کے حال میں نظر کرینگے اگر وہ ٹھیک کام کرے اور عدل سے چلے تو اس کو خلیفہ مان لینگے اور اصل خلیفہ کو وہیں قید میں پڑا رہنے دینگے۔ ورنہ اگر وہ ٹھیک کام نہ کرے تو پھر اس خلیفہ کی نصرت کریں گے اور اس کو اس کے تصرف سے نکالیں گے۔ بحث میں کہا جاتا ہے کہ رسولؐ نے نص نہیں کی اور کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔ اور جب حضرت ابوبکرؓ کی ہسٹری لکھی جاتی ہے تو اول میں احادیث کہیں سے آجاتی ہیں کہ رسول نے ان کو خلیفہ بنایا تھا حالانکہ حضرت موصوف "منا امیر ومنکم امیر" کے جواب میں کوئی حدیث رسولؐ پیش نہیں کرتے۔

تمام عالم میں کسی شے کی صداقت وحقانیت کی دلیل اس کے وجود کے وقت ثابت کی جاتی ہے اور خدا قرآن میں صاف طور سے اصل دلیل دلیل وجودی قرار دیتا ہے اور بنی اسرائیل کے جواب میں فرماتا ہے کہ ہم نے طالوت کو بادشاہ بنایا ہے اور اس کی بادشاہت کی دلیل یہ ہے کہ وہ علم اور جسم (قوت وطاقت) میں تم سب سے بڑھا ہوا ہے۔ مال ودولت وسلطنت دلائل صداقت وحقانیت نہیں ہیں۔ یہاں دلائل وجود سے بالکل چشم پوشی کر کے خلفاء رسول کی صداقت وحقانیت کی دلیل ان کے عدم کے بعد پیدا کی جاتی ہے کہ وہ جانشین برحق اس لئے تھے کہ بعد مرنے کے رسول کے پاس

دفن ہو گئے مدلول کے فنا ہو جانے کے بعد دلیل کا وجود قابل غور مسئلہ ہے۔ فاعتبروا یا اولی الالباب۔
عام طور پر کہا جاتا ہے اور یہی اصل اعتقاد ہے کہ امامت وخلافت منصوص من اللہ نہیں ہے اور قرآن میں خلافت خلفاء رسولؐ کا کوئی ذکر نہیں ہے اور نہ خدا اور رسولؐ کو خلیفہ بنانے کی ضرورت تھی اور پھر ثبوت خلافت خلیفہ اول میں آیہ غار پیش کیجاتی ہے کہ یہ آیت ان کی خلافت پر دال ہے۔ حالانکہ ظاہر الفاظ آیہ دال ہیں کہ آیت مقام مذمت اصحاب رسولؐ میں نازل ہوئی ہے نہ مدح اصحاب میں۔ "اِلَّا تَنۡفِرُوۡا یُعَذِّبۡكُمۡ عَذَابًا اَلِيۡمًا وَّيَسۡتَبۡدِلۡ قَوۡمًا غَيۡرَكُمۡ وَلَا تَضُرُّوۡهُ شَيۡـئًا‌ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ اِلَّا تَـنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذۡ اَخۡرَجَهُ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا ثَانِىَ اثۡنَيۡنِ اِذۡ هُمَا فِى الۡغَارِ اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا" اگر تم اس کی مدد نہ کرو گے تو خدا تم کو سخت عذاب کریگا اور تمھارے سوا اور لوگ اس کی نصرت کے لئے پیدا کر دیگا اور تم اس کا کچھ نہ بگاڑ سکو گے اور اللہ ہر شئے پر قادر ہے اگر تم رسولؐ کی مدد نہ کرو گے تو کچھ پروا نہیں اللہ نے اس کی مدد کی ہے۔ ایک اس وقت جبکہ اس کو کافروں نے گھر سے نکالا اور وہ دو میں سے دوسرا تھا (دوسرے اس وقت) جبکہ وہ دو نو غار میں تھے (تیسرے اس وقت) جبکہ وہ رسولؐ اپنے ساتھی سے کہ رہا تھا کہ محزون نہو خدا ہمارے ساتھ ہے الا تنصروہ کے خطاب میں تمام اصحاب رسولؐ داخل ہیں اور ان تین مقاموں پر انھوں نے اس کی مدد نہ کی۔ (مفصل تفسیر دوسرے وقت ملاحظہ ہو) علیؑ کو خلیفہ چہارم کہا جاتا ہے۔ اور آیہ استخلاف خلفاء کی شان میں بتلائی جاتی ہے۔ مگر علیؑ کے لئے نہیں۔ اس کے لئے کہا جاتا ہے کہ ان کی خلافت پر کوئی دلیل اور کوئی آیت نہیں ہے۔ یہاں ہماری غرض صرف یہی ہے کہ کوئی قاعدہ۔ کوئی اصل کوئی حد کسی حکم اسلامی میں باقی نہیں رہی۔ ایک طرف جملہ فسق و فجور بد اعتقادیوں اور الحاد کا مرتکب مسلمان ہے۔ دوسری طرف جملہ محامد و فضائل اخلاق سے متصف خدا کا قائل رسولؐ کا قائل کتاب اللہ کا قائل معاد کا قائل صوم و صلوٰۃ کا قائل اور حج و زکوٰۃ کا قائل و عامل کافر کہلاتا ہے کیونکہ علیؑ کو دوست رکھتا ہے۔ ہر ایک فرقہ اسلامی ایک دوسرے کی تکفیر کرتا ہے۔ سنی شیعوں کو کہتے ہیں اور عوام شیعہ سنیوں کو۔ مقلد غیر مقلد کو اور شافعی حنفی کو وعلی ہذا القیاس۔ پھر نہ معلوم مسلمان کون ہے؟ شاید جناب فخر رازی صاحب کی تفسیر کے مطابق بہترین مسلمان و مومن یہودی اور کچھ نصاریٰ ہوں چنانچہ ان کی تفسیر سے مستنبط ہوتا ہے کہ جسقدر آیات قرآن مدح مومنین امت محمدؐ و فضائل و مناقب محمدؐ و آل محمدؐ میں ہیں سب انھوں نے اپنی سخاوت سے یہودیوں کی نذر کر دی ہیں۔ اور اس بے اصولی کی وجہ سے آج پاک اسلام بوجہ اختلاف مسلمین مضحکہ مشرکین بنا ہوا ہے۔ ایک نماز جو رکن دین ہے اور جو محض قول پیغمبرؐ نہیں ہے بلکہ فعل پیغمبرؐ ہے جس کو تیئیس سال ادا کیا ہے وہ مسلمانوں میں ایک درجن سے

زیادہ طریقوں سے پڑھی جاتی ہے اور معلوم نہیں ہوتا کہ حد نماز کیا ہے۔ اور نماز پیغمبرؐ کونسی ہے تقلین جدا ہونیکا یہی نتیجہ ہوتا ہے۔ ربّ اھد قومی انھم لا یعلمون۔"

زوال اسلام | اس اختلاف و نفاق کا یہ نتیجہ ہے کہ آج اہل اسلام سب سے مغلوب و مقہور ہیں اور کیوں نہ ہو صادق مصدق پیغمبرؐ کی پیشین گوئی کبھی جھوٹی نکل سکتی ہے؟ آپ فرما گئے تھے۔ اگر میری امت گمراہ ہو جائیگی تو کوئی قوم اس کے مقابلہ پر نہ کھڑی ہو سکیگی۔ (دیکھو ینابیع المودہ) ہاں جب ہی مغلوب ہو سکتے ہیں اور ان کے مقابل دوسرے جب ہی کھڑے ہو سکتے ہیں جبکہ یہ دین سے پھر جائیں۔ اور مغلوبیت اہل اسلام شاہد و محسوس ہے اسلیئے ضرور تسلیم کرنا پڑیگا کہ موافق حکم پیغمبرؐ مسلمان دین سے پھر گئے۔ وبدّلوا تبدیلا۔ بِاَنَّ اللّٰہَ لَمْ یَکُ مُغَیِّرًا نِعْمَۃً اَنْعَمَھَا عَلٰی قَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِھِمْ" مسلمانوں نے ضرور دین محمدی و سنت رسول کو بدل دیا ہے۔ ورنہ ہرگز ان کی ایسی حالت نہ ہوتی کیونکہ خدا جب کسی قوم کو کوئی نعمت عطا کرتا ہے تو پھر اسکو چھینتا نہیں (کہ وہ غنی مطلق ہے اور جواد برحق سخی دیکر واپس نہیں لیا کرتا) جب تک وہ اپنی حالت نہ بدلدیں۔ صورت اسلام اس زمانے میں مسخ ہوگئی ہے۔ اور نہ معلوم آئندہ کیا ہوگا وَقُضِیَ الْاَمْرُ"۔ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰہِ مَفْعُوْلًا"۔

خلافت اجماعیہ و وقعہ ہائلہ } عظیم ترین و خطرناک ترین نتائج خلافت اجماعیہ سے قتل اولیاء اللہ ہے۔ اسی سلسلہ میں حضرت علیؑ شہید ہوئے۔ اسی کی خاطر شاہ روم سے منگا کر زہر قاتل حسن بن علیؑ کے لئے بھیجا گیا۔ اور یہ مصلحت خلافت یہاں تک منتہی ہوئی کہ وہ خوفناک وہ ہولناک وہ وہ الم انگیز و خوں خیز واقعہ اسلام میں واقع ہوا جسکی شناعت اور ننگ و عار کی سیاہی قیامت تک مسلمانوں کی پیشانی سے نہ مٹیگی جس نے عالم کے جگر چاک کر دے جس نے خون کے دریا بہائے اور جو قیامت تک مومنین کی آنکھوں سے خون کے چشمے جاری رکھیگا اور جس خونی منظر کے خون کا جوش۔ غلط اندازی۔ ابلہ فریبی۔ حق پوشی۔ حق کشی احسان فراموشی عصبیت۔ جہالت۔ ناصبیت۔ اور کینہ کیشی کی خاک ڈالنے سے مثل حضرت یحییٰ نہ دبیگا۔ جس نے زمین کو ہلایا اور آسمان سے خون برسایا۔ علامہ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں جب حسینؑ شہید ہو گئے تو دنیا کی یہ حالت تھی کہ دھوپ سات دن تک دیواروں پر مثل خون آلودہ چادروں کے نظر آتی تھی، اور ستارے ٹوٹ ٹوٹ کر ایک دوسرے پر گرتے تھے۔ اور امام مظلوم دس محرم کو شہید ہوئے تھے اس دن آفتاب کو گہن لگا حالانکہ یہ بالکل خلاف قواعد نجوم ہے اور تمام اطراف آسمان پر سرخی دکھلائی دی اور آفاق عالم سرخ ہو گئے۔ اور اس دن بیت المقدس میں جو پتھر اٹھایا جاتا تھا اس کے نیچے سے تازہ خون نکلتا تھا۔ اور لشکر عمر سعد میں جسقدر ورس تھی خاکستر ہوگئی اور ناقہ لشکر حسینی کو یزیدیوں

نے ذبح کیا تو اس سے آگ روشن ہوگئی اور جب پکایا تو اس کا گوشت مثل علقم کے کڑوا ہو گیا۔ اس مصلحت میں خاندان نبوی تباہ ہوا۔ ذریت رسول برباد ہوئی ؎

صد حیف کہ کربلا میں گھر زہرا کا
ایسا اجڑا کہ پھر نہ آباد ہوا

اور ہمیشہ اہلبیت نبوی پر ظلم ہوتے رہے۔ کوئی جلا وطن کیا گیا۔ کسی کو زہر دیا گیا اور کسی کو قتل "فقتل من قتل وذبح من ذبح وسبی من سبی واقصی من اقصی وجری القضاء لھم بما یرجی لہ حسن المثوبۃ"

فرمان خلافت اجماعیہ بعد ولی عہدی و شوریٰ و نص معاویہ اور اجماع امت جب یزید پلید کی خلافت قائم ہو گئی تو بقیہ آل عبا جو کانٹا سا کھٹک رہا تھا اس کو نیست و نابود کرنے کی فکر کی۔ حاکم مدینہ کو بیعت حسینؑ کی بابت لکھا۔ ابو مخنف لکھتے ہیں کہ معاویہ نے آخری وقت میں یزید کو لکھا جبکہ وہ کہیں باہر تھا "اے بیٹے تمام ممالک تابع فرمان اور تمام گردنیں تیرے آگے خم ہو گئی ہیں اور میں سوائے حسینؑ کے اور کسی سے خوف نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ تیری بیعت نہ کریگا۔ جب وہ تخت خلافت پر بیٹھا تو ولید کو مدینہ میں لکھا کہ تمام اہل مدینہ سے میری بیعت لے لے اور جو انکار کرے اس کا سر میرے پاس بھیجدے۔ حسینؑ نے بیعت سے انکار کیا۔ اور آپ کے جواب کا خلاصہ یہ ہے۔ "واللہ لا یعطی ید اعطاء الذلیل ولا اقر اقرار العبید خدا کی قسم میں کبھی ذلیلوں کی طرح بیعت نہ کرونگا اور نہ غلاموں کی طرح بھاگونگا۔ اور مروان کے مشورہ بیعت پر فرمایا اے مروان یزید کون ہے جسکی بیعت کی مجھے نصیحت کرتا ہے؟ حالانکہ تو جانتا ہے کہ وہ شراب خوار اور جھوٹا ہے۔ تو نے بڑی نادانی کی بات کہی ہے۔ اے خدا کے دشمن کیا تجھے معلوم نہیں ہے کہ اہلبیت رسولؐ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ میں نے اپنے نانا رسول خدا سے سنا ہے کہ آل ابوسفیان اور طلقاء کے لئے خلافت حرام ہے۔ جب معاویہ کو میرے منبر پر بیٹھے دیکھو تو اس کا پیٹ چاک کر دینا۔ اہل مدینہ نے اس کو منبر رسولؐ پر دیکھا اور پیٹ چاک نہ کیا خدا نے ان کو یزید کے پھندے میں پھنسایا۔

حکم خلافت اور فرزند رسولؐ کی مدینۂ رسولؐ سے جدائی اور ہجرت آخر کار تنگ ہوئے۔ مدینہ میں رہنا دشوار ہو گیا۔ ہجرت کا ارادہ کر لیا اور شب کے وقت نانا کی قبر پر گئے۔ ابو مخنف لکھتے ہیں قبر مطہر سے لپٹ کر روئے اور عرض کیا "اے نانا میں آپ کے پاس اور آپ کی قبر سے جبر انکالا جاتا ہوں۔ کیونکہ میں نے یزید شراب خوار اور فاسق و فاجر کی بیعت نہیں کی ہے۔" آپ روہی رہے تھے کہ آنکھ لگ گئی۔ نانا کو خواب میں دیکھا کہ انھوں نے گلے سے لگا لیا اور پیشانی کو بوسہ

دیا اور فرمایا۔ "یا ولدی یا حبیبی اِنّی اَرَاکَ عَنْ قَلِیْلٍ مُرَمَّلًا بِدَمَائِکَ مَذْبُوْحًا مِنْ قَفَاکَ بِاَرْضٍ یُقَالُ لَهَا کَرْبَلَا وَاَنْتَ عَطْشَانُ" اے میرے فرزند اے میرے پیارے میں تجھے دیکھ رہا ہوں تو عنقریب اپنے خون میں لوٹیگا۔ اور پیاسا پس گردن سے ذبح کیا جائے گا ایک زمین میں جسے کربلا کہتے ہیں۔ اور تیرے دشمن میری شفاعت کی امید رکھتے ہوں گے۔ ہر گز خدا میری شفاعت انھیں نہ پہنچائیگا۔ اے پیارے۔ تیرے والدین۔ بھائی چچا سب تیرے مشتاق ہیں اور تیرے لئے جنت میں ایک درجہ عالیہ ہے جو شہادت ہی سے حاصل ہوگا اور علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ حسینؑ خواہ ہی میں اپنے نانا کے منہ کو تکتے تھے اور رو رو کے عرض کرتے تھے "یا جَدَّاہُ لَا حَاجَةَ لِیْ فِی الرُّجُوْعِ اِلَی الدُّنْیَا خُذْنِیْ اِلَیْکَ وَاَدْخِلْنِیْ مَعَکَ فِیْ قَبْرِکَ" اے نانا مجھے دنیا میں واپس ہونیکی کوئی حاجت نہیں ہے مجھ کو اپنے پاس لے لیجئے اور اپنی قبر میں سلا لیجئے۔ فرمایا بیٹا صبر کرو تمھیں دنیا میں واپس جانا ضرور ہے۔ تاکہ درجہ شہادت پر فائز ہو۔ پھر جنت البقیع میں تشریف لے گئے بھائی کی قبر سے رخصت ہوئے۔ مادر گرامی کی قبر پر آئے اور رو رو کر عرض کیا "اے اماں تم پر میرا سلام ہو حسینؑ تم سے رخصت ہونے آیا ہے اور یہ آخری زیارت ہے۔ رخصت ہو کر گھر واپس گئے۔ محمد بن حنیفہ کو وصیت لکھی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وصیت ہے حسینؑ کی ابن الحنیفہ کو میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا وحدہ لاشریک ہے۔ اور محمدؐ اس کے برگزیدہ بندے اور رسول ہیں اور دوزخ و بہشت حق ہے۔ اور قیامت ضرور آنیوالی ہے۔ اور خدا سب مردوں کو قبر سے اٹھائیگا۔ اور میں غرور و تکبر سے نہیں نکلا اور ظلم و فساد کے لئے نہیں جاتا ہوں میں اپنے نانا کی امت کی اصلاح کے لئے جاتا ہوں کہ ان کو نیکی کا حکم دوں اور بدی سے روکوں۔ جو حق قبول کرے تو خدا حق کا سزاوار ہے۔ جو رد کرے میں اس پر صبر کرونگا تا اینکہ خدا میرے اور لوگوں کے درمیان فیصلہ کرے وَهُوَ خَیْرُ الْحَاکِمِیْنَ۔

بقول اکثر مورخین تین شعبان کو پردگیان عصمت کو لیکر شب ہی میں موسیٰ بن عمران کی طرح یہ آیت پڑھتے ہوئے مکہ روانہ ہوئے "فَخَرَجَ مِنْهَا خَائِفًا یَتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ" جب لوگوں نے عرض کیا آپ نانا کی قبر سے کیوں جدا ہوئے ہیں ہ تو فرمایا آپنے اختیار سے نہیں نکلا ہوں جب حرم خدا میں بھی دشمنان رسولؐ کو امان نہ ملی تو ۸ ذی الحجہ الحرام کو عراق کا قصد کیا۔ اور حج کو عمرہ سے بدل کر با چشم گریاں وہاں سے کوچ کیا کربلا پہنچے اور خیمہ لگا دیئے۔

دربار خلافت سے قتل کا پروانہ عمر سعد حسینؑ مظلوم ارض کربلا میں وارد ہوئے اور یزید کا فرمان کا ورود اور بندش آب } قتل حسینؑ کی بابت ابن زیاد کو پہنچ چکا۔ ابن زیاد نے عمر سعد کو

سردار لشکر بنا کر کربلا روانہ کیا۔ عمر سعد کا قاصد آیا اور حسینؑ سے دریافت کیا آپ یہاں کیوں آئے ہیں؟ جواب میں فرمایا مجھ کو اس ملک والوں نے خطوط لکھے اور مجھے بلایا۔ اب اگر تم کو میرا آنا ناگوار ہے۔ اور اب رائے کچھ اور ہوگئی ہے تو میں واپس جاتا ہوں۔ عمر سعد نے یہی مضمون جواب حسینی ابن زیاد کو لکھ بھیجا۔ کہ حسینؑ کہتے ہیں کہ مدینہ واپس چلے جائیں یا کسی اور سرحد کو نکل جائیں۔ یا یزید کے پاس زندہ بھیجدئے جائیں۔ بعد ازاں جو کچھ ہو دیکھا جائے۔ ابن زیاد نے عمر سعد کا یہ خط پڑھکر لکھا۔ اَلْاٰنَ اِذْ عَلِقَتْ مَخَالِبُنَا بِهٖ يَرْجُوا النَّجَاتَ وَلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ۔ اب جبکہ ہمارے پنجوں میں پھنس گئے ہیں حسینؑ بچنے کی امید رکھتے ہیں۔ اب وقت جا تا رہا۔ ابن زیاد کو یہ خبر بھی پہنچائی گئی کہ عمر سعد حسینؑ سے گفتگو کرتا ہے۔ شمر ذی الجوشن کو بلا کر نصیحت کی اور چار ہزار سوار دیکر اسکو بھی کربلا روانہ کیا اور عمر سعد کو لکھا میں نے تجھ کو اس لئے نہیں بھیجا ہے کہ تو لیت ولعل کرے اور جنگ میں تاخیر۔ اور حسینؑ کو نجات کی امیدیں دلائے۔ ان کی عذر خواہی نہ کر اور میرے پاس ان کا شفیع نہ بن۔ دیکھ اگر حسین میرا حکم مان لیں تو میرے پاس بھیجدے۔ پھر میں اپنی رائے ان کے باب میں دیکھونگا۔ اور اگر وہ نہ مانیں تو ان پر حملہ کر اور ان کو قتل کردے۔ اور جب میرا یہ حکم پہنچے تو حسین کو مہلت نہ دے اور ان پر سختی کر اور پانی ان پر بند کردے جیسا کہ عثمان پر اس کے محصور ہونے کے دن کیا گیا تھا۔ اور جب قتل کردے تو ان کو مثلہ کر کیونکہ وہ اس کے مستحق ہیں اور بعد قتل اسکی سینے اور پشت پر گھوڑے دوڑا۔ اور اس کی لاش کو پامال کردے کیونکہ وہ باغی اور بڑا ظالم ہے وَلَسْتُ اَرٰی اَنَّ هٰذَا يَضُرُّ بَعْدَ الْمَوْتِ شَيْئًا۔" اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ فعل مرنے کے بعد کچھ ضرر نہ پہنچائیگا"۔ اگر تو نے ہمارے حکم کی اطاعت کی تو ہم تجھ کو بہترین جزا دینگے ورنہ تو لشکر کی سرداری سے جدا ہوجا اور شمر کو سپرد کردے جب یہ حکمنامہ شمر ذی الجوشن کی معرفت عمر سعد کو پہنچا تو اس نے اعلان جنگ کر دیا۔

امام حسینؑ نے اتمام حجت کی لشکر کفار کے آگے تلوار ٹیک کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں تم کو قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟ سب نے کہا کیوں نہیں ہم جانتے ہیں کہ آپ فرزند دختر رسولؐ ہیں فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میرے نانا رسولؐ ہیں؟ میری ماں فاطمہ دختر رسولؐ ہے؟ میرا باپ علی مرتضےٰ ہے؟ میری نانی خدیجہ ہیں؟ سید الشہداء حمزہ میرے باپ کے چچا ہیں؟ اور جعفر طیارؑ میرے چچا ہیں؟ سب نے ایک زبان ہو کر کہا۔ کیوں نہیں ہم سب جانتے ہیں۔ فرمایا۔ کیا پہچانتے ہو کہ یہ رسول اللہ کی تلوار ہے جو میں لٹکائے ہوں اور یہ عمامہ رسولؐ ہے جو میں سر پر رکھے ہوئے ہوں۔ (اپنی وراثت ثابت کر رہے ہیں) کیا تم جانتے

ہو کہ میرے باپ علی ابن ابی طالب سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں اور سب سے زیادہ عالم اور سب سے زیادہ حلیم تھے۔ اور وہ ہر ایک مومن اور مومنہ کے مولیٰ ہیں۔ سب نے کہا ہاں کیوں نہیں ہم سب کچھ جانتے ہیں۔ فرمایا پھر کس لئے میرا خون مباح جانتے ہو حالانکہ میرے باپ روز قیامت کوثر سے لوگوں کو دھکیلینگے۔ اور لواء حمد میرے نانا کو روز قیامت عطا ہوگا۔" قَالُوْا قَدْ عَلِمْنَا ذٰلِكَ كُلَّهُ وَنَحْنُ غَيْرُ تَارِكِيْكَ حَتّٰى تَذُوْقَ الْمَوْتَ عَطْشًا سب نے کہا ہم سب کچھ جانتے ہیں۔ اور ہم ہرگز تم کو نہ چھوڑینگے تا اینکہ پیاسے شربت مرگ سے سیراب ہو بعض روایات میں یہ تصریح ہے کہ حضرت کے اس فقرے کے جواب میں کہ پھر کیوں میرا خون بہانا حلال جانتے ہو۔ سب نے کہا " نَقْتُلُكَ بُغْضًا لِاَبِيْكَ" " تیرے باپ کی دشمنی کی وجہ سے ہم تجھ کو قتل کرتے ہیں"۔ اور ایک دوسرے موقع پر فرمایا۔ اے لوگو تم نے قرآن مجید نہیں پڑھا ہے کیا شرائع اسلام سے واقف نہیں ہو جو فرزند رسولؐ کے قتل کے لئے جمع ہوئے ہو اور اس پر جمے ہوئے ہو۔ اور اس کو ظلم وستم سے شہید کرتے ہو۔ اے لوگو یہ آب فرات موجیں مار رہا ہے اور اس میں کتے سور مشرک و مجوس پیتے ہیں اور تمھارے نبی کی آل پیاس سے مر رہی ہے۔" قَالُوْا وَاللّٰهِ لَا تَذُوْقُ الْمَاءَ بَلْ تَذُوْقُ الْمَوْتَ غُصَّةً بَعْدَ غُصَّةٍ وَجُرْعَةً وَبَعْدَ جُرْعَةٍ "۔ یعنی سب نے باتفاق کہا واللہ تم پانی ایک قطرہ نہ پی سکو گے۔ بلکہ گھٹ گھٹ کر جان دو گے او گھونٹ گھونٹ کرکے پیالہ موت نوش کرو گے (لعنھم اللہ واتباعھم واشیاعھم واذاقھم فی الدنیا والاٰخرۃ) حضرتؑ واپس آئے اور اصحاب سے فرمایا ان لوگوں پر شیطان غالب آگیا۔ یہ کوئی نصیحت نہ سنیں گے (ابومخنف)"۔

صبح عاشور جوش حکومت و خلافت اور خون ناحق

جاں نثاران حسینؑ یکے بعد دیگرے داد شجاعت دیکر روانہ بہشت بریں ہوئے۔ عزیز بھی ایک ایک کرکے جدا ہونے لگے۔ غالباً حسینؑ جوان بیٹے کی نعش اٹھوائے لا رہے تھے کہ راوی نے دیکھا کچھ بیبیاں خیمہ سے باہر ہیں ایک بچہ ان سے نکلا اور میدان کی طرف دوڑا کانوں میں گوشوارے ہوا سے ہلتے جاتے تھے۔ اور وہ حسینؑ کی طرف دوڑ رہا تھا ایک مست مئے حکومت و دولت نے ایک تیر ستم زہ کیا۔ بچہ حسینؑ کے سامنے تڑپتا رہ گیا جب حسینؑ تنہا رہ گئے اور کوئی حامی و مددگار نہ رہا تو خیمہ گاہ کے دروازہ پر تشریف لائے ہیں اور بہن سے اپنے بھائی کے ایک شیر خوار پوتے کو طلب کیا۔ اور فرمایا اس کو میرے پاس لاؤ کہ اب آخری وقت میں اس سے بھی رخصت ہولوں بیبیوں نے اس بچہ کو حسینؑ کے ہاتھوں میں دیدیا۔ اس کو لئے ہوئے پیار ہی کر رہے تھے کہ ایک تیر ستم آکر اس نازنین کے سینے پر لگا اور بچہ اسی وقت جان بحق تسلیم ہوا اور آپ نے فرمایا میرے نانا محمد مصطفےٰ کی دشمنی کی وجہ سے اس قوم کی حالت پھر نہایت درجہ

افسوس ہے۔" اور تلوار سے گڑھا کھود کر اس بچہ کو دفن کر دیا۔ شاید یہی بچہ ہو جس کو عمر سعد کے حکم سے بعد شہادت حسین نکال کر سر قلم کیا گیا تاکہ شہداء کے سروں کا شمار پورا ہو۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مرنے کے بعد بھی نہیں سامان چین کے
ہونے ہیں ذبح قبر میں بچے حسینؑ کے

پھر مظلوم نے اپنی بہن سے فرمایا اے زینب میرے چھوٹے بچے کو ادھر لاؤ کہ میں اس سے بھی رخصت ہو لوں۔ بہن نے عرض کیا بھائی اس بچے نے تیسرے دن سے پانی نہیں پیا ہے آپ اس کے لئے پانی مانگیں شاید یہ ترس کھا کر اس بچہ کو پانی دیدیں۔ حضرت اس کو گود میں لیکر صفوں کے سامنے لے گئے اور با آواز بلند پکار کر فرمایا۔ اے ظالموں اگر تمہارے خیال میں میں گنہگار ہوں تو اس بچے نے تو کوئی خطا نہیں کی ہے اس کو تو ایک گھونٹ پانی پلا دو۔ ابو مخنف کہتے ہیں آپ نے یوں خطاب کیا اے لوگو تم نے میرے احباب و اصحاب میرے بھائی بند اور میری اولاد سب کو قتل کر دیا۔ یہ ایک شیر خوار بچہ باقی رہ گیا ہے۔ اور وہ صرف چھ ماہ کا معصوم ہے تشنگی سے بیتاب ہے "فاسقوہ شربۃ من الماء" اس کو ایک گھونٹ پانی پلا دو۔ حضور یہ کلام کر ہی رہے تھے کہ ایک تیر ستم آیا اور گلوئے نازنین پر لگا اور بچہ جان بحق تسلیم ہوا۔ ننھے حسینؑ نے چلو لگایا چلو خون سے بھر گیا۔ اور مظلوم نے اس کو آسمان کی طرف پھینک دیا اور بارگاہ ایزدی میں عرض کی "اللّٰھم انک شاھد علی ھؤلاء القوم الملاعین انھم قد عمدوا ان لا یبقون من ذریۃ نبیک احدا" بارالٰہا تو ان ملاعین پر گواہ رہیو کہ انھوں نے قصد کر لیا ہے کہ ذریت نبی سے کسی کو زندہ و باقی نہ چھوڑیں۔ آنسو چشم مبارک سے جاری تھے اور عرض کر رہے تھے۔ خداوندا حسینؑ اس پر بھی صابر ہے اور تیری مرضی پر راضی ہے۔ خیمہ کے در پر تشریف لائے اور معصوم نازنین کی لاش ام کلثومؑ کو دی انھوں نے گلے لگایا اور خوب روئیں۔ یہ سب بیبیاں رونے لگیں اور خیمہ اہلبیت میں کہرام مچ گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے بے گناہ کی نعش اس کی ماں کو دی اور فرمایا لو یہ تمہارا بچہ آب کوثر سے سیراب ہو گیا۔ رشتہ حب جاہ و حشمت و حکومت و ریاست چشم بصیرت کو بند کر دیتا ہے نہ کسی کی نصیحت سمجھ میں آتی ہے اور نہ نیک و بد سجھائی دیتا ہے۔ حبّک الشی یعمی و یصم۔ خلافت و حکومت کے نشہ میں سرشار ایسے مست ہو رہے تھے کہ خدا اور روز حساب کتاب کو بالکل بھولے ہوئے بلکہ منکر تھے اور خاندان نبوی کا ایک شیر خوار بچہ تک بھی حتی الامکان زندہ و باقی نہ چھوڑنا چاہتے تھے۔ نتیجہ ہے غلبہ و سلطنت کو معیار خلافت و امامت قرار دینے کا اور اسی کا وبال ہے جو مسلمان دیکھ رہے ہیں اور قیامت تک دیکھیں گے۔ یہ امام مظلوم کے الفاظ ہیں۔

جو بطور پیشین گوئی روز عاشورہ امام کے منہ سے نکلی تھی۔ اور ان کا حرف حرف صادق آرہا ہے۔ آپ نے ایک نصیحت کے موقع پر بطور اتمام حجت فرمایا تھا "خدا کی قسم میرے قتل کرنے سے اللہ تم پر سخت ناراض ہوگا۔ مجھے پوری امید ہے کہ میری قتل سے تم کو سرخروئی حاصل نہ ہوگی۔ اور ضرور خداوند تبارک و تعالیٰ تم سے میری خون کا ایسا بدلہ لیگا کہ تم کو خبر تک نہ ہوگی۔ خدا کی قسم اگر تم مجھے قتل کر ڈالوگے تو تم میں ہمیشہ کے لئے خونریزی کا دروازہ کھل جائیگا۔ اور تم پر اللہ تعالیٰ اپنا عذاب نازل کریگا تم لوگ ناحق اپنے ہاتھوں کو میرے خون سے نہ رنگو" فَمَا اَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَن كَثِيرٍ"

معیار خلافت کی تکمیل ودار الخلافہ اور پیغمبر اسلام کی بیٹیوں کا داخلہ

حسینؑ اہلبیت عصمت و طہارت سے رخصت ہو کر میدان کربلا میں پہنچ چکے ہیں۔ اور اب صرف تین گھڑی دن باقی رہ گیا ہے ایک از سر تا پا خون میں ڈوبی ہوئی نورانی تصویر اور شبیہ محمدی آسمان کی طرف دیکھتا ہے اور اس سے آواز آتی ہے یَا اِلٰهِی صَبْرًا عَلٰی قَضَائِكَ وَلَا مَعْبُودَ سِوَاكَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِيْنَ" ای میرے معبود میں تیری قضا پر صبر کرتا ہوں اور اے فریادیوں کے فریادرس تیرے سوائے کوئی معبود نہیں ہے۔ ادھر کوئی ظالم ملعون عضو عضو مظلوم جدا کر رہا ہے ادھر مظلوم کہتا ہے یَا جَدَّاهُ یَا مُحَمَّدَاهُ یَا اَبَا الْقَاسِمَاهُ وَیَا اَبَتَاهُ یَا عَلِیَّاهُ یَا اُمَّاهُ یَا فَاطِمَاهُ اُقْتَلُ مَظْلُومًا وَاُذْبَحُ عَطْشَانًا وَاَمُوتُ غَرِیبًا" ای نانا ای محمد مصطفیٰؐ ای ابو القاسم ای بابا ای علی مرتضیٰؑ ای اماں ای فاطمۃ الزہراؑ میں ظلم وستم سے قتل کیا جا رہا ہوں میں پیاسا ذبح ہوتا ہوں اور دشت غربت میں جان دے رہا ہوں" ادھر ایک ملعون سے یہ کلمات سنائی دیتے ہیں "یَا حُسَيْنُ اَحُزُّ رَاْسَكَ وَاَنَا اَعْلَمُ اَنَّكَ ابْنُ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ" کہتا ہے کہ ای حسینؑ وہ ملعون تمھارا سر کاٹ رہا ہے حالانکہ وہ جانتا ہے کہ تم فرزند رسولؐ اور جگر گوشہ بتولؑ ہو" اس آواز کے بعد ایک سر مطہر مقدس منور نیزہ طویل پر بلند نظر آتا ہے اور لشکر غدار سے تین مرتبہ اللہ اکبر کی صدا بلند ہوتی ہے" وَتَزَلْزَلَتِ الْاَرْضُ وَاَظْلَمَتِ الدُّنْيَا وَاَمْطَرَتِ السَّمَاءُ دَمًا عَبِيطًا وَنَادٰى فِى السَّمَاءِ مُنَادٍ قُتِلَ وَاللّٰهِ الْحُسَيْنُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قُتِلَ وَاللّٰهِ الْاِمَامُ بْنُ الْاِمَامِ قُتِلَ الْاَسَدُ الْبَاسِلُ وَكَهْفُ الْاَرَامِلِ" زمین متزلزل ہوتی ہے اور عالم میں ہر طرف تاریکی چھا جاتی ہے اور آسمان سے تازہ خون برستا ہے اور ایک منادی ندا کرتا ہے خدا کی قسم حسینؑ بن علیؑ ابن ابیطالب قتل ہوگیا۔ واللہ امام بن امام شہید ہوگیا۔ واللہ شیر بیشہ شجاعت اور بیواؤں کا پناہ ذبح ہوگیا" کچھ بیبیاں ایک بلندی پر گئی ہیں اور ان میں سے ایک با آواز بلند سر سے مخاطب ہو کر نوحہ کرتی ہے اور فرماتی ہے "ای میرے چاند ابھی تو بدر کامل بھی نہ ہوا کہ اس سے پہلے ہی تجھ کو گہن لگ گیا" پیچھے دیکھتی ہیں تو خیمے ہیں آگ لگی ہوئی ہے۔ مسند رسولؐ

چل رہی ہے۔ خانۂ عصمت میں غدار دّرانہ گھسے چلے آتے ہیں۔ سلسلہ خلافت الٰہیہ ختمیہ کے امام چہارم علی بن الحسینؑ امام زین العابدین کے لئے طوق و زنجیر حاضر ہیں فاطمہؑ کی بیٹیوں کے سر سے برقع اُتارے جاتے ہیں اور وہ سب قیدی اسیر ہو کر چالیس اونٹوں کا قافلہ ایک بیمار و نحیف کی ساربانی میں کربلا سے کوفہ اور کوفہ سے دار الخلافت اور ملوکیت پایۂ تخت خلیفۃ المسلمین کو روانہ ہو گیا۔ سید بن طاؤس کے نزدیک ابن زیاد نے عورات بنی ہاشم اور دختران رسولؐ کو بے کجاوہ و عماری اونٹوں پر بلا پردہ سوار کر کے روانہ شام کیا جو ودائع رسول اللہ تھیں۔ اور اس طرح ان کو کھینچتے ہوئے لے چلے جس طرح ترک و دیلم کے لونڈی غلاموں کو لے جاتے ہیں اور اچھا کہا ہے شافعیؒ نے۔

يُصَلّٰى عَلَى الْمَبْعُوثِ مِنْ آلِ هَاشِمٍ وَيُغْزٰى بَنُوهُ إِنَّ ذَا لَعَجِيبُ

پیغمبر بنی ہاشم پر نمازوں میں درود بھیجا جاتا ہے۔ **اور وہی مسلمان اس کی اولاد کو قتل کرتے ہیں یہ عجیب بات ہے۔** " اور مروی ہے کہ جب یہ لٹا ہوا قافلہ دمشق میں پہنچا تو جناب ام کلثوم خواہر امام مظلوم شمر سے قریب ہوئیں اور کہنے لگیں میری تجھ سے ایک حاجت ہے۔ کہا کیا حاجت ہے؟ فرمایا جب ہمارا شہر میں داخلہ ہو تو ہم کو ایسے راستے سے لے چل جہاں تماشائیوں کا ہجوم کم ہو اور ان لوگوں کو جو سر ہائے شہداؑ کو اٹھائے ہوئے ہیں حکم دیدے کہ وہ ہم سے آگے ہو جائیں تاکہ لوگ ان کے دیکھنے میں مشغول ہوں اور ہم پر نظر نہ پڑے۔ فَقَدْ خُزِينَا مِنْ كَثْرَةِ النَّظَرِ إِلَيْنَا وَنَحْنُ فِي هٰذِهِ الْحَالِ " اور ہم اس حال پریشان میں کثرت نظارہ سے رسوا ہو گئے (اخزاهم الله فی الدنیا والآخرة واتباعهم و اشیاعهم واذنابهم) اس شقی نے اپنی کفر و شرک و شقاوت و بغاوت سے اس مظلومہ مخدرہ کا یوں جواب دیا۔ "سر ہائے شہداؑ کے نیزوں کو محملوں کے بیچ میں کر دو۔ اور خاص اس راستے سے داخل شہر شام ہوا جہاں کثرت سے دیکھنے والے تھے اور مسجد جامع کے آگے چوک میں کھڑا کیا جہاں اسراء لونڈی غلام کھڑے کئے جاتے ہیں۔

دربار خلافت میں جشن عام تھا۔ قصر و محل سجائے گئے تھے۔ شہر کی آئینہ بندی تھی اور عام عید اور خوشی کا حکم دیدیا گیا تھا۔ آج تکمیل معیار خلافت (غلبہ و سلطنت) کا دن تھا۔ سہل بن سعد الساعدی سے صاحب الکناف روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں بیت المقدس کی طرف گیا تو میں ایک شہر میں پہنچا جس میں نہریں جاری تھیں اور درخت سرسبز و شاداب تھے۔ جابجا چلمنیں اور ریشمی پردے پڑے ہوئے تھے۔ اور وہ نہایت شاداں و فرحاں تھے اور ان کے پاس مغنیہ عورتیں جو دف و طبل بجا رہی تھیں کھڑی تھیں میں حیران کھڑا اپنے دل میں کہہ رہا تھا کہ اہل شام میں آج کوئی عید ہے جسے ہم نہیں جانتے؟ پھر میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا کہ آپس میں باتیں کر رہے ہیں۔ میں نے دریافت کیا اے لوگو کیا تمہارے یہاں آج کوئی عید ہے جسے ہم نہیں پہچانتے؟ وہ بولے شاید تو اعرابی معلوم ہوتا ہے۔ میں نے کہا میں سہل بن سعد صحابی رسولؐ ہوں کہنے لگے اے سہل ما اعجبك السماء لا تمطر دماً ولا الارض لا تخسف باهلها۔ کیا تعجب کی بات ہے کیا آسمان سے خون نہیں برس رہا کیا زمین منخسف نہیں ہوئی ہے میں نے کہا کس لئے ایسا ہو رہا ہے قالوا هذا رأس الحسين عترة محمد يُهدى من ارض العراق"

دیکھو یہ سر حسین ذریت وعترت محمدؐ عراق سے یزید کیلئے ہدیہ بھیجا گیا ہے میں نے کہا واعجبا ایھدی راس الحسین والناس یفرحون
سر حسینؑ فرزند رسولؐ ہدیہ بھیجا جاتا ہے اور لوگ خوشیاں منا رہے ہیں میں نے پوچھا کس دروازے سے داخل ہونگے
انھوں نے باب الساعات کی طرف اشارہ کیا اسی اثنا میں یکے بعد دیگرے کچھ علم آتے ہوئے نظر آئے۔ ناگاہ ایک شخص کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں
ایک نیزہ تھا جسکی سنان اتری ہوتی تھی۔ اور اسپر ایک سر تھا جو رسول خدا سے بہت مشابہ تھا پھر میں نے ناگہاں اسکے پیچھے کچھ عورتیں دیکھا وہ اونٹوں پر
دیکھیں میں پہلے اونٹ کے قریب گیا۔ اور میں نے ایک لڑکی سے کہا اے لڑکی تم کون ہو؟ بولیں انا سکینۃ بنت الحسین "میں نے کہا تمھاری کوئی حاجت
ہے میں سہل بن سعد صحابی رسولؐ ہوں تمھارے نانا کو دیکھا ہے۔ فرمایا اے سہل اس شخص سے جو سر لئے ہوئے ہے کہو کہ ہم سے آگے چلے تاکہ لوگ اسکو دیکھنے
لگیں اور حرم رسولؐ کی طرف نظر نہ ڈالیں سہل نے چار سو دینار دیکر اس کو راضی کر لیا وہ سر آگے آگے لے چلا۔ پھر رسولؐ زادی کا سر ایک ڈبے
میں رکھا گیا اور دربار میں داخل ہوا یزید تخت خلافت پر بیٹھا ہوا تھا سر پر دُر و یاقوت سے مرصع تاج شاہی تھا اور بزرگان قریش اردگرد
گرد کرسیوں پر بیٹھے تھے۔ ایک شخص وہ سر لیکر داخل ہوا۔ خدا انکی لعنت کر رہا تھا۔ اے یزید اس ملعون کی سپر زر و جواہر سے بھر دی کہ اسنے ایسے
سید بزرگ در شخص معزز کو قتل کیا ہے جسکے ماں باپ بہترین مخلوقات تھے اور جو حسب و نسب میں سب سے بزرگ تھا۔ یزید نے کہا اگر تو جانتا تھا
کہ بہترین مخلوقات ہے تو اسکو قتل نکرتا اور اسکی گردن مار دی۔ یہ بہترین انسان کہنے کی سزا تھی پھر سر حسینؑ تخت طلائی میں تخت کے نیچے یزید
کے آگے رکھا گیا عترت رسولؐ رسی میں باندھکر اسطرح سامنے کھڑی کی گئی کہ امام زین العابدین فرماتے ہیں کنا مغللین ہماری طوق و
زنجیر پڑی ہوئی تھی جب ہم سامنے کھڑے ہوئے تھے میں نے کہا اے یزید میں تجھ کو قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ اگر رسولؐ خدا ہمکو اس حال میں
دیکھتے ہوں تو کیا کہیں۔ اور فاطمہ بنت الحسین یوں مخاطب ہوئیں۔ یا یزید بنات رسول اللہ سبایا فبکا الناس وبکا اہل داره
حتی علت الاصوات "اے یزید کہیں دختران رسولؐ خدا لونڈی غلاموں کی طرح اسیر کیجاتی ہیں؟ یہ سنکر تمام لوگ رونے لگے اور اسکے گھر
والے بھی رونے لگے اور انکی رونیکی آواز بلند ہوئی حسینؑ و اصحاب حسینؑ و اقربائے حسینؑ سب قتل ہوگئے دختران رسولؐ قید ہو کر دربار خلافت میں تخت
خلافت کے آگے حاضر ہوگئیں خلیفۃ المسلمین خوش ہے کہ آج معیار خلافت مکمل ہوگیا اور غلبہ کلی حاصل اور قدیم جنگ بدر و احد کا بدلہ اولاد رسولؐ
سے لیا گیا اور باواز بلند کہتا ہے۔

لیت اشیاخی ببدر شھدوا — جزع الخزرج من وقع الاسل

کاش اسکے وہ شیوخ اور بزرگ موجود ہوتے جنھوں نے جنگ بدر میں بنی خزرج کی بیقراری اور گریہ و زاری کے وقت مشاہدہ کی تھی۔

فاھلوا واستھلوا فرحا — ثم قالوا یا یزید لا تشل

تو وہ آج خوشی کے نعرے مارتے اور کہتے کہ اے یزید تیرے ہاتھ شل نہو جیو۔

قد قتلنا القوم من ساداتھم — وعدلناه ببدر فاعتدل

ہم نے ان کے سب بزرگوں کو قتل کر دیا جنگ بدر کا بدلہ لے لیا اور برابر اترا۔

لعبت ھاشم بالملک فلا — خبر جاء ولا وحی نزل

بنی ہاشم نے محض بادشاہت کا ایک کھیل بنایا ہوا تھا۔ کوئی خبر آسمانی آئی تھی اور نہ کوئی وحی نازل ہوئی تھی۔

لست من خندف ان لم انتقم   من بنی احمد ما کان فعل

میں بنی خندف ہی نہیں ہوں اگر اولاد رسول سے اسکا بدلہ نہ لیتا جو رسول نے کیا تھا۔ اور اسکے بزرگ مشرکین کو قتل کرایا تھا حسین کے ساتھ بے ادبی کرتا ہے اور آخر میں سر مقدس سے آواز آتی ہے "وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون"۔ جا بجا خوشیاں منائی جاتی ہیں روز عاشور روز عید مقرر کیا جاتا ہے تاکہ لوگ اس غم انگیز واقعہ کو نہ سن سکیں اور ادھر متوجہ ہو جائیں فتح عظیم کی یادگار میں چار مسجدیں کوفہ میں تعمیر ہوتی ہیں مسجد اشعث، مسجد جریر، مسجد سماک اور مسجد شبث ربعی۔"

تنبیہ وتصریح میں تمہید میں عرض کر چکا ہوں کہ اس مرتبہ نہایت تنگ وقت مجھے خلافت الٰہیہ حصہ دوم کی تکمیل کی فرمائش کی گئی اور آج بمشکل تمام ۲۶ ذی الحجہ الحرام ۱۳۵۲ھ کو بفضل خدا مکمل ہوئی لیکن پھر بھی بعض مقامات غیر مکمل رہ گئے خصوصاً باب سوم اور خاتمہ۔ خاتمہ کو جیسے اور زیادہ تفصیل سے لکھنا تھا بعض مقامات کی تو نظر ثانی کا بھی موقع نہ ملا جو لکھا گیا اسی کا تبییض ہو گیا ایسی صورت میں تسامحات کا ہو جانا بھی ممکن ہے اور سہو و نسیان کی مذمت الغلب۔ تاہم جو کچھ لکھا جا چکا ہے وہ معیار حقیقت اور سر خلافت الٰہیہ کے سمجھنے کے لئے کافی ہے دلائل و براہین عقلیہ و آیات فرقانیہ سے خلافت خلفاء اللہ اور حضرات ائمہ المعصومین کو اچھی طرح ثابت اور محقق کر دیا گیا ہے ہم نے اصل دلیل خلافت الٰہیہ جعل الٰہی اور نص خداوندی کو قرار دیا ہے اور معیار اس کا تقدم علم قدرت اور تصرف روحانی ہے نہ کہ صدقہ خیرات و اطعام مساکین و یتامیٰ و اسرا اور نماز میں سائل کو انگشتری دینا اور غزوات میں شریک ہونے کو دلائل اثبات خلافت قرار دیا ہے تاکہ کسی کے سامنے ہزار درہم اور منصب تھا اور شرکت بعض غزوات کے انکار یا اقرار و اثبات کی ضرورت پڑے اور اس سے اعراض نہ بطور حق پیش کہا گئے یہ سب فضائل و مناقب ہیں اگر کسی کے لئے ثابت ہوں نہ کہ دلائل اصلیہ۔ خلافت کوئی بازار کی خرید و فروخت نہیں ہے جو بقول خصم دشمن کو بھی انگشتری حیدر کو ملی اور ساٹھ ہزار درہم والے کو نہ چاہئے اور اسی وجہ سے ہم نے ان امور سے بحث نہیں کی صرف اشارہ کیا گیا ہے جعل الٰہی و خداوندی اور فضل ایزدی ہے جسکو جسکے لئے اسنے خلق کیا ہے دی جاتی ہے واللہ یعلم حیث یجعل رسالتہ۔ الامام واحد دہرہ لا یدانیہ احد ولا یعادلہ عالم ولا یوجد منہ بدل ولا لہ مثل ولا نظیر مخصوص بالفضل منہ من غیر طلب منہ لہ ولا اکتساب بل اختصاص من المفضل الوہاب۔" امام یکتائے روزگار ہے نہ اس کا کوئی ہمسر ہوتا ہے اور نہ مثل و نظیر وہ تمام فضل الٰہی سے مخصوص ہے بلا اپنی طلب کوشش اور کسب و اکتساب محنت و ریاضت کے یہ خاص اختصاص خداوند مفضل وہاب ہے "فہیہات ہیہات ضلت العقول وتاہت الحلوم وحارت الالباب وخسئت العیون وتصاغرت العظماء وتحیرت الحکماء وتقاصرت العلماء وحصرت الخطباء وجہلت الالباء وکلت الشعراء وعجزت الادباء وعییت البلغاء عن وصف شان من شانہ او فضیلۃ من فضائلہ واقرت بالعجز والتقصیر [illegible] بھی کیا [illegible] جو کتب [illegible] [illegible]

فہذہ سبیلی ادعو الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی وان

ہذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین [illegible] سیدنا محمد [illegible] الطیبین الطاہرین

احقر العباد سید محمد سبطین [illegible] عفی عنہ

کتب و رسائل موجودہ دفتر البرہان لاہور

رسالہ البرہان لاہور چند سال سے جاری ہے۔ اور بفضلہ خدمت دین کر رہا ہے یہی ایک رسالہ ہے جسکو اہل علم پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور جس میں حقائق و معارف اسلام فضائل و مناقب اہل البیت علیہم السلام ایسی دلائل و براہین قاطعہ کے ساتھ بیان کئے جاتے ہیں جنکے مقابل کوئی مخالف قلم نہیں اٹھا سکتا۔ اور لب نہیں ہلا سکتا۔ اور خوبی یہ ہے کہ کسی کی خاص طور سے دل شکنی نہیں ہوتی رسالہ عام چندہ ہے۔ اور خاص صہ ہے ہر قمری مہینے کے پہلے ہفتے میں شائع ہوتا ہے۔

گذشتہ سالوں کی کچھ جلدیں علم دوست احباب کیلئے موجود ہیں اور صرف چند نسخے اور رہ گئے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد یہ بھی نایاب ہوں گے اور ایک ایک جلد دس دس روپے میں بھی نہ ملیگی جو صاحب شوق رکھتے ہیں جلد طلب فرمائیں۔ قیمت حسب ذیل ہے۔ البرہان جلد اول مکمل قیمت عا ر۔ جلد دوم ناقص قیمت عہ ر۔ جلد سوم مکمل قیمت عہ ر۔ جلد چہارم مکمل قیمت عا ر۔ جلد پنجم مکمل قیمت عا ر۔ جلد ششم مکمل قیمت عہ ر +

کشف الاسرار فی معرفۃ النبی و آلہ الاطہار۔ جو حقیقت و معیار نبوت۔ روح قدس الرب انبیاء۔ حقیقت وحی و الہام الٰہی۔ خلقت انبیاء۔ خواص مادۂ نورانیہ۔ درجات نبوت۔ حقیقت و تعریف امام۔ امامت صغریٰ و کبریٰ۔ تمیز امام حق و باطل۔ ولادت ائمہ۔ علوم نبی و امام۔ حقیقت علم قرأت و کتابت توجیہ امی و تفسیر امیین وغیرہ وغیرہ۔ مضامین عالیہ کی تحقیق پر مبنی ہے معرفت نبی و امام حاصل کرنے کیلئے بہترین ذخیرہ ہے۔ قیمت صرف عا ر +

مواعظ حسنہ۔ یعنی وحید عصر فرید دہر سرکار علامہ الشیخ عبد العلی ہروی الطہرانی مدظلہ العالی کے پر از دقائق و حقائق قرآن و معارف اسلام۔ مواعظ کا بہترین مجموعہ۔ قیمت صرف عہ ر۔ صرف تھوڑے سے نسخے باقی رہ گئے ہیں۔ شائقین جلد طلب فرمائیں۔

البدر التمام۔ اردو ترجمہ الہیئۃ و الاسلام یہ کتاب اپنی وضع میں بالکل نئی ہے۔ اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ ہیئت جدید جو زمانہ موجودہ کی تحقیقات کا مایہ ناز ہے۔ وہ پیغمبر خدا اور ان کے اصحاب و اوصیاء کرام اب سے تیرہ سو برس قبل نہایت توضیح کے ساتھ بیان فرما چکے ہیں۔ جبکہ نہ علوم کی یہ ترقی تھی۔ اور نہ آلات تحقیق ایجاد ہوئے تھے یہ کتاب صداقت اسلام و ہادیان اسلام کی صداقت کا زندہ معجزہ ہے قیمت عہ مجلد عہ ار +

تحفۃ الاتقیاء۔ اردو ترجمہ تنزیہ الانبیاء یہ کتاب تخطیہ الانبیاء کا جواب ہے جسکے مصنف نے حضرت آدم

اعلان :- کوئی صاحب بلا اجازت (۴) مصنف قصد طبع نہ فرمائیں۔

سے خاتم تک اکثر انبیاء پر الزام لگانے سے دریغ نہیں کیا۔ اس کتاب کے مصنف نے عصمت انبیاء پر براہین عقلیہ قائم کر کے ہر شبہ کا جواب خوبی سے دیا ہے۔ عہ مجلد ۱۲ھ +

سحر المبین فی اوصاف المعصومین۔ چہاردہ معصومین کے سچے اور صحیح فضائل و مناقب ایک نادر مجموعہ نظم۔ نہایت خوشخط رنگین و سنہری ٹائٹل۔ قیمت ۸ مجلد ۱۲ +

اخلاق المعصومین۔ از حضرت خاتم النبیین تا خاتم الوصیین چہاردہ معصومین کی مکارم اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قیمت

طریقۃ الصلوٰۃ جس میں جملہ واجب اور بعض سنتی نمازوں کے طریق و احکام کو اس طرح بیان کیا ہے کہ معمولی لیاقت کا آدمی بھی آسانی سے سیکھ سکتا ہے۔ قیمت ۲ +

العد الفرائد فی احسن العقائد۔ بچوں کی تعلیم کے لئے ایک اعتقادیہ رسالہ قیمت ۱۰ +

صحیفہ رضویہ۔ مع اردو ترجمہ۔ جو خلیفہ مامون رشید کی خواہش کے مطابق امام رضا علیہ السلام نے تحریر فرمایا تھا جس میں جملہ اصول عقائد کو مختصر بیاں فرمایا ہے۔ قیمت ۱۰ +

توحید القرآن۔ مصنفہ جناب مولانا مولوی سید محمد ہارون صاحب بالقابہ قرآنی توحید کے بیش بہا جواہرات کا خزانہ اپنی وضع کی بالکل نئی اور پہلی کتاب۔ تقطیع ۲۰×۲۶ حجم ۳۰۸ صفحہ۔ قیمت عہ +

ترجمۃ الشہادتین یعنی جناب مولانا مولوی عبد العزیز صاحب محدث دہلوی کی بے نظیر تصنیف سر الشہادتین کا عام فہم سلیس اردو ترجمہ مع اصل کتاب۔ مترجمہ جناب غلام الحسنین صاحب پانی پتی مع زیادتی فہرست ابواب و تذکرہ یہ قابل دید رسالہ بطور سند ہر شخص کے پاس رہنا چاہئے۔ قیمت ۱۲ +

ذبح عظیم۔ جناب چوہدری جعفر حسین صاحب بی۔ اے۔ مرحوم کا بے بہا رسالہ جو اپنی طرز جدید او خوش اسلوبی کے ساتھ مختصراً جمیع حالات کربلا کو شامل ہے اور مرحوم کی یادگار ہیں دفتر البرہان نے شائع کیا ہے۔ صرف تھوڑی سی جلدیں باقی رہ گئیں ہیں۔ قیمت ۳ +

نور العین فی جواز البکاء علی الحسین } جناب زبدۃ العارفین مولانا مولوی سید محسن علی شاہ
مع نور العین فی مجالس الحسین } صاحب کی بے نظیر تصنیف۔ قیمت ۵ +

رسالہ تقلید۔ یعنی جناب فخر المجتہدین حجۃ الاسلام سرکار آقا حاجی سید مصطفےٰ کاشانی النجفی کے مسائل فقہیہ تقلیدیہ کا اردو ترجمہ مسائل صوم و صلوٰۃ و ضروریات یومیہ کے معلوم کرنے کے لئے بہترین رسالہ ہے۔ قیمت ۴ +

اہل البیت تفسیر آیہ مبارکہ تطہیر اور اہل البیت علیہم السلام کی تحقیق میں لاجواب رسالہ قیمت ۴ +

خلافت الٰہیہ۔ اس کتاب کا حصہ اول محرم الحرام ۱۳۳۴ھ میں شائع ہو کر مقبول عام ہو چکا ہے اور اب قریباً باب ہی الثانی انشاء اللہ آخر محرم الحرام ۱۳۳۵ھ تک دوبارہ

المشتہر مینیجر البرہان بازار حکیماں کوچہ فقیر خانہ لاہور۔

نوٹ :- فہرست دیگر کتب علیحدہ مل سکتی ہے۔